مذہبی درسی وغیر درسی عربی وفارسی ملنے کا پتہ :- (مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور یو-پی

تعز من تشاء وتذل من تشاء

عطر الوردہ

فی

شرح البردہ

مترجمہ :- مولانا ذوالفقار علی صاحب دیوبندی رحمہ اللہ مترجم دیوان متنبی وغیرہ

جسکو

مولوی سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند

نے

اپنے کتب خانہ اعزازیہ دیوبند سے شائع کیا

H.R.

۔۔۔ی وغیر درسی مذہبی ۔۔۔ردو ہر قسم کے قرآن مجید ملنے کا پتہ :- (مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند یو-پی

Marfat.com

خطبہ

86991

ذخیرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ونصلی علی رسولہ الکریم

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ بدیع السموات والارض الفرد الصمد القیوم وحدہ لاشریک لہ ولانستعین الا بہ ولا نعبد الا ایاہ فسبحانہ من عزیز حکیم تعالی وتقدس من ان یکون لہ صاحبۃ و ولد حاشاہ منزہ عن الانداد والاضداد والامثال والاشباہ والصلوٰت الزاکیات علی اصل الکل وخاتم الرسل سیدنا ومولانا محمد انفسنا فداہ فلا وسیلۃ لنا فی النشاتین سواہ قمع الشرک وصدع بالتوحید فللہ حسن مسعاہ قد اشرقت السموات والارض بنور محیاہ ونور العالم بنورہ وضیاہ وعطر الکون بلطیف ریاہ فذکرہ الشریف علی السنتنا ما اشہاہ واحلاہ وخیالہ النظیف فی قلوبنا ما اطیبہ اہناہ وعلی آلہ الطاہرین ہداۃ الخلق وحماۃ الحق ذوی المناقب الجلیلۃ والجاہ واصحابہ الاکرمین ورتقۃ الفتق وفتحۃ الغرب والشرق الذین ہم شادوا بنیان الدین وحموا احماہ فمن لم یتمسک بہم لم یرزق ولاہم فوا اسفاہ ومن لم یرض بہم ائمۃ ولم یحط بحبہم فوا حسرتاہ وسلم تسلیما **اما بعد** فقد مضی برہۃ من زمانی وطائفۃ من اوانی فی شرح اشعار الجاہلیۃ وما ضاہاہا من من الخیالات الغیر المرضیۃ والہواجس الردیۃ فتاسفت علی ضیاع عمری فیما لایعنینی واشتغالی فیہ وتذکرت قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ فانتہضت لشرح القصیدۃ الفریدۃ **البردۃ** الغراء المیمونۃ المبارکۃ عند العلماء والعرفاء وسمیتہ عطر الوردۃ فی شرح البردۃ کتبت فیہ اولا فی العربی معانی اللغات وبینت المحاورات بحیث یتضح حاصل الشعر واستعنت فیہ بشرح الملا عبد الغنی الفراباغی رحمہ اللہ تعالی ثم شرحتہ ثانیا فی الہندی شرحا یکشف معضلاتہ ویسہل مغلقاتہ تسہیلا للطلبۃ وتمہیدا لمزید الرغبۃ فہو فی الحقیقۃ شرحان شرح فی العربی وشرح فی الہندی راجیا ان یکون کفارۃ لما کسبت یدای وذخیرۃ لعقبای وکیف لا وہو مدح سید الانبیاء الذی خلق لاجلہ الارض والسماء ہذا وقد اصغی الیہما صلوات اللہ وسلامہ علیہ کما روی بسمع الرضا فطوبی لناظمہا

3751

وقاريها وسامعها يوم الجزاء وقد وصل قوم بمواظبته ورد ها الى درجات الولاية العليا وظفر وابمداومة قراءتها بمراتب الفوز والزلفى ولعمري ما احسن تمهيدها وتشبيبها وما ارفع تشييدها ونسيبها وما اصدق مقاصدها ومضامينها وما انضر ازهارها وبساتينها فلله در الناظم لقد اتى بالعجب العجاب وارضى رب الارباب اذ ذكر معجزاته صلى الله تعالى عليه وسلم ومدحه بنظم معجز فائق وكلام رائع رائق وبنية صحيحة صالحة وارادة صادقة خالصة فجاء مقبولا عند الخواص والعوام ومباركا عند طوائف الانام ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم

سبب نظم هذه القصيدة قال الناظم وهو الشيخ الامام قدوة الانام ابو عبد الله شرف الدين محمد بن سعيد بن حماد البوصيري قدس الله سره وافاض علينا بركاته وبره سبب انشائي هذه القصيدة اني كنت قد اصابني خلط فالج فابطل نصفي الاسفل ولم انتفع بنفسي فالهمت ان اعمل قصيدة في مدح النبي صلى الله عليه وسلم لاستشفي بها الى الله تعالى فنظمت هذه القصيدة ونمت فرايت النبي عليه السلام في المنام فمسح علي بيده المباركة فعوفيت فخرجت من بيتي غداة فلقيني بعض الفقراء وقال لي يا سيدي اريد منك ان اسمع القصيدة التي مدحت بها رسول الله صلى الله عليه وسلم فقلت وقد حصل عندي منه شيء واي قصيدة تريد فاني مدحته صلوات الله عليه بقصائد كثيرة فقال التي اولها ع امن تذكر جيران بذي سلم فتعجبت منه اذ كنت ما اخبرت بها احدا فقال والله لقد سمعتها وهي تنشد بين يدي من صنفت فيه وهو صلى الله عليه وسلم يتمايل تمايل القضيب فاعطيته القصيدة وذهب وذكر ما جرى بينه وبيني عند الناس وفشا الخبر وبلغ الى الصاحب بهاء الدين وزير الملك الظاهر فاخذها واستنسخ القصيدة ونذر ان لا يسمعها الا حافيا قائما مكشوف الراس وكان يحب سماعها ويتبرك بها هو واهله وراوا امورا عظيمة في دينهم ودنياهم۔ ولقد اصاب سعد الدين الفارقي موقع الصاحب المذكور رمد عظيم اشرف منه على العمى فراى في منامه قائلا يقول له امض الى الصاحب بهاء الدين وخذ منه البردة واجعلها على عينيك تبرأ بها فجاء الى الصاحب وقص عليه ما راى فقال ما عندي شيء يقال له البردة وانما عندي مديح رسول الله صلى الله عليه وسلم نستشفي بها فاخرجها ووضعها على عينيه فبرء وهو جالس فشفاه الله تعالى من الرمد لوقته +

وجه تسمية القصيدة بالبردة

ان البردة الثوب المخطط كما في القاموس والناظم قدس سره يذكر فيها المضامين المختلفة فتارة يذكر الصبابة ولوازمها من الاشواق والاحزان ومرة يتجرد من نفسه مخاطبا ويحاوره عتابا ويخاطبه سوالا وجوابا وطورا يعترف بالتقصير ويعتذر عنه وحينا يحذر عن مكائد النفس ويعظ الناس وساعة يتشبث بالرجاء ويستغيث ويستشفع به صلى الله عليه وسلم ووقتا يمدحه عليه السلام ويشرح كمالاته الذاتية والمكتسبة ويبين معجزاته الظاهرة الباهرة ويذكر فضائل اصحابه

باتم بیان الی غیر ذالک فکانہ لکل مضمون لون عجیب فائق یشبہ کل مضمون بخط حسن الہیئۃ الرائق فتشابہت القصیدۃ ببردۃ مخططۃ فسمیت بہا وقال بعض الشراح ان البردۃ اسم لما یبرد کفعلۃ اسم لما یفعل والکلۃ اسم لما یوکل ماخوذۃ من البرد ومعناہ فی اللغۃ بسوہان سائیدن وراست کردن فلما کانت الفاظ ہذہ القصیدۃ مصونۃ عن الزوائد والتعقید ومنظومۃ متزینۃ بکمال التناسب شبہہا بما یبرد بالآلات فی الصفاء والزینۃ والاستواء فسمیت بہا ویجوز ان یکون ماخوذۃ من البرد بمعنی الترویج والتنفیس ویلائمہ ما وقع فی الخبر برد امرنا ای صلح وحسن فلما کانت القصیدۃ سببا لحصول الروح والراحۃ لقلب القاری والسامع اشتق منہ اسم البردۃ قیل القی علیہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم بردتہ المبارکۃ فی النوم عند سماع القصیدۃ فعوفی لساعتہ والآن نشرع فی شرح ما نحن بصددہ مستعینا بمنہ وکرمہ ومددہ ✣ پوشیدہ نہ رہے کہ یہ قصیدہ بحر بسیط میں ہے کہ ہر مصرع اُس کا اصل میں بوزن مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن ہے۔ اور رکن چہارم اس کا بالالتزام مخبون ہے۔ اور رکن سوم ہر جگہ سالم ہے اور ہر دو رکن اول و دوم میں چار صورتیں ہیں۔ (۱) یا تو دونوں مخبون ہیں جیسا مصرع اول قصیدہ ہذا میں ہے (۲) یا دونوں سالم ہیں جیسا ؎ ام ہبت الریح من تلقاء کاظمۃ۔ میں۔ (۳) یا اول مخبون اور دوم سالم ہے مثل ؎ وراودتہ الجبال الشم من ذہب (۴) یا اول سالم اور دوم مخبون مانند ؎ من نفسہ فارا بایما شمم ✣ خبن کہتے ہیں اسقاط حرف ساکن سبب خفیف کو جو رکن اول میں واقع ہو۔ پس فاعلن مخبون فَعِلن رہ جاوے گا اور مستفعلن مخبون متفعلن ہو جاوے گا۔ چونکہ یہ لفظ مہمل ہے اُس کے بدلے مفاعلن لے آتے ہیں۔ اور حرف ردی میں اکثر جگہ اشباع ہے اور بعض مقام پر نہیں ہے مانند رُمی وظمی وغیرہ کے۔ اور اشباع کے یہ معنی ہیں کہ ضمہ کو اس قدر کھینچ کر پڑھیں کہ اُس سے حرف واو پیدا ہو جاوے۔ اور اسی طرح فتح کے کھینچنے سے الف اور کسرہ کے کھینچنے سے حرف یا۔ اور اس حرف نو پیدا کو تقطیع میں اعتبار کرتے ہیں مثلاً سَلَمِ واضم بصورت اشباع فعِلن کے وزن پر محسوب ہوں گے اور اشباع اکثر حرف ردی میں واقع ہوتا ہے اور کبھی وسط مصرع میں بھی واقع ہوتا ہے جیسا اشباع ہائی منہ کا ذیل کے مصرع میں ؎

فان لی ذمۃ منہ بتسمیتی۔ فقط ✣

✣ ✣ ✣

✣

عطر الوردہ فی شرح البردہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ونصلی علٰی رسولہ الکریم

أَمِنْ تَذَكُّرِ جِيرَانٍ بِذِي سَلَمٍ مَزَجْتَ دَمْعًا جَرٰى مِنْ مُقْلَةٍ بِدَمِ

الہمزۃ للاستفہام علی طریق التجاہل۔ کانہ یتجاہل عن سبب بکائہ فیسال عنہ۔ وقدم الجار والمجرور علی الفعل للاہتمام بشانہ۔ اولیحصل منہ لفظ امنت ویتفاءل بہ بان من التزام قراۃ ہذہ القصیدۃ المبارکۃ یامن من الازمات والآفات ویرغب الشارع فیہا زیادۃ رغبۃ۔ والتذکر امامن الذکر بالضم وہو مایکون بالقلب اوبالکسر وہو مایکون باللسان۔ والجیران جمع جار۔ والسلم بفتح اللام شجر ذوشوک یدبغ بجلدہا الادیم وہو فی الہندیۃ ببول اونحوہ۔ وذوسلم موضع بین الحرمین المعظمین والمزاج الخلط۔

ترجمہ ناظم بطریق تجرید اپنی طرف خطاب کرکے بطور تجاہل عارفانہ کہتا ہے کہ کیا تونے بیاد ہمسائگان موضع ذی سلم جن میں تیرا دلی مقصود محبوب بھی تھا اپنے اشک کو جو حدقہ چشم سے بزنگ چشمہ جاری ہے خون سے ملادیا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ گو اشک بھی تیری آنکھوں سے بکثرت جاری ہیں مگر خون کی کثرت کو نہیں پہنچتے۔ کیونکہ عرفا ممزوج ممزوج بہ سے قلیل المقدار ہوتا ہے مثلاً کہتے ہیں کہ آٹے میں نمک ملادیا ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ نمک میں آٹا ملادیا۔ اور لطائف عجیبہ اس قصیدہ علیہ سے یہ ہے کہ اس کے آغاز میں ایسے کلمات آئے ہیں کہ ان سے جملہ اَمِنْتَ پیدا ہوجاتا ہے اس سے یہ نیک فال پیدا ہوتی ہے کہ مصنف اور قصیدے کے قاری آفات و بلیات سے محفوظ ہیں انشاء اللہ تعالٰی۔

أَمْ هَبَّتِ الرِّيحُ مِنْ تِلْقَاءِ كَاظِمَةٍ وَأَوْمَضَ الْبَرْقُ فِي الظَّلْمَاءِ مِنْ إِضَمِ

ام ہی المتصلۃ ومعناہ التردید۔ وکونہا منفصلۃ بمعنی بل بعید کل البعد فان الناظم لیسئل عن تعیین سبب البکاء من الاسباب الثلثۃ ای التذکر وہبوب الریح۔ وایماض البرق ولفظ بل یخالف غرضہ

والتلفار الجانب۔ وکاظمة من اسمار المدینة النبویة صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ والومض لمع۔ والظلماء الظلمة خلاف النور والجمع ظلم وظلمات۔ واضم کعنب اسم جبل فی نواحی المدینة المطهرة۔

ترجمہ یا مقام کاظمہ کی طرف سے باد انس ومحبت چل پڑی۔ یا موضع اضم کی سمت سے تاریکی شب میں بجلی کوندی۔ الحاصل شاعر اپنے نفس سے بطور تجاہل عارفانہ پوچھتا ہے کہ آیا تیرے گریۂ خونی کا سبب یاد احباب موضع ذی سلم ہے یا یہ کہ سمت مقام کاظمہ سے ہوائے مشک بیز آئی اور روائح یار لائی کہ تو اُس کو سونگھ کر بیاد محبوب بے اختیار رونے لگا۔ یا کوہ اضم کی جانب برق چمکی اور تو نے اُس کی روشنی میں منزل محبوب دیکھ لی اور اس سبب سے بیتابانہ ابر بہار کی مانند رونے لگا۔ بس تو مجھ کو بتائے کہ ان تینوں سببوں میں سے تیرے گریہ کا کیا باعث ہے۔ یاد احباب میں رونا اور ہوائے کوئے محبوب سے اُس کی بود و باش پاکر بیتاب ہونا۔ اور برق جانب دیار دوست کو دیکھکر تڑپنا اور رونا دھونا خواص عاشقان و مذہب بیدلان ہیں ع ذوق ایں می نشناسی بخدا تا نچشی + وما احسن ما قیل ؎

مبتلای بغم و محنت و اندوہ فراق + ای دل ایں نالہ و افغان تو بے چیزے نیست

دہ چہ آورد صبا از سر کوئیش بوئے + ای گل ایں چاک گریبان تو بے چیزے نیست

برقے از وادی ایمن بدرخشید مگر + طپش ایں دل نالان تو بے چیزے نیست

رباعی ایں باد چنیں طرب فزای آئی + از طوف کدامی کف پای آئی + از کوئے کہ برخاستہ راست بگو + ای باد بچشم آشنای آئی ؎

ناز کرتی ہوئی جو باد صبا آتی ہے		چمن کوچہ جاناں سے یہ کیا آتی ہے	
وَمَا لِقَلْبِكَ اِنْ قُلْتَ اسْتَفِقْ يَهِمِ		فَمَا لِعَيْنَيْكَ اِنْ قُلْتَ اكْفُفَا هَمَتَا	

الفاء فصیحة جواب شرط محذوف یفصح ای یظهر حذفه۔ تقدیرہ ان لم یکن اسباب البکاء ما ذکر فما لعینیک الخ و ما استفہامیة۔ والکف المنع۔ والهمی السیلان۔ والاستفاقة طلب الافاقة۔ والهیمان شدة الوله والحیرة من الحب۔

ترجمہ اگر تیری گریہ وزاری منجملہ اسباب مذکورہ کے کسی سبب سے نہیں ہے تو تیری دونوں چشمہائے اشکبار کو کیا ہو گیا ہے۔ اور کیا بلا پیش آئی ہے کہ جب تو اُن کو اشکباری سے روکتا ہے تو وہ الٹی اور زیادہ بہنے لگتی ہیں اور تیرے دل پر کیا صدمہ ہے کہ جب تو اس کو کہتا ہے کہ ذرا ہوش میں آ تو وہ اور زیادہ مدہوش اور حیران ہو جاتا ہے ؎

چیست چشمت را کہ چوں گوئی بایست + آنچہ بود اول ازاں افزوں گریست

Marfat.com

چوں بگوئی بادل اے دل ہوشدار + برکشد از سینہ آہے پر شرار	
گر نہ سوز عشق شوخی در دل است	از چہ وزین گریہ کارت مشکل ست

اَیَحْسَبُ الصَّبُّ اَنَّ الْحُبَّ مُنْکَتِمٌ		مَا بَیْنَ مُنْسَجِمٍ مِنْہُ وَ مُضْطَرِمِ

الاستفہام للتعجب اوللانکار التوبیخی ای ماینبغی الانکار۔ والصب العاشق وکانہ من صب الماء لان العاشق بکاءٌ دائما۔ والانکتام الاستتار والانسجام السیلان والاضطرام الاشتعال ومنسجم و مضطرم صفتان لموصوفین محذوفین ای دمع منسجم وقلب مضطرم۔ وضمیر منہ للصب اوللحب +

ترجمہ کیا عاشق گمان کرتا ہے کہ اُس کی محبت اور اُس کا راز عشق اُس کے دو غمازوں ہیں کہ ایک اُن میں کا اشکِ ریزاں اور دوسرا دلِ سوزاں ہے پوشیدہ رہے گا۔ یعنی یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک اس کا عشق باوجود ان خانگی چغلخوروں کے پوشیدہ رہے۔ کیونکہ اُس کی ہر دو چشمانِ اشکبار و دلِ بیقرار اُس کے عشق کا پردہ فاش کرنے کو کافی ووافی ہیں۔ یہاں اول سائل نے استکشاف حال عاشق میں بمبالغہ سعی کی۔ جب اُس نے کچھ جواب نہ دیا اور باوجود فہمائش اپنے عشق کو پوشیدہ رکھنا چاہا ناچار سائل نے طریق خطاب سے گریز کرکے بطور غیبت گفتگو شروع کی تاکہ عاشق یہ سمجھکر کہ ناصح مجکو ضعیف وبیکس جان کر سخت دھمکاتا ہے برہم نہ ہو۔ اب ناصح مہربان طرز گفتگو بدل کر فرماتا ہے کہ عام قاعدہ مسلمہ ہے کہ مشک وعشق رانتواں نہفتن۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بیچارہ عاشق اظہار علامات محبت میں سخت مجبور رہے۔ خصوصاً اس وجہ سے کہ اس کی چشمان اشک ریز اور دل آتش انگیز اُس کے دو غماز ہیں جو ہردم اس کا راز نہفتہ آشکار کرتے رہتے ہیں۔ واجاد القائل ؎

میتواں داشت نہاں عشق زمردم لیکن + زردئے رنگ رخ وخشکئ لب راچہ علاج

وصدق القائل ؎

عشق خود را اگر کنی پنہاں زکس + شاہدِ تو گریۂ زارِ تو بس

رازِ پنہانِ ترا در عشق یار + مے کند ایں آتشِ دل آشکار

لَوْلَا الْھَوٰی لَمْ تُرِقْ دَمْعًا عَلٰی طَلَلٍ		وَلَا اَرِقْتَ لِذِکْرِ الْبَانِ وَالْعَلَمِ

لولا تکون لانتفاء الشئ لوجود غیرہ۔ ویجب حذف خبر المبتدا بعدہا۔ والاراقۃ الصب والطلل بقیۃ رسم الدار وتنوین دمعا للتکثیر وفی طلل للتحقیر۔ والارق السہر وہو ذہاب النوم۔ واللام علی الذکر للوقت کما فی قولہ تعالیٰ لدلوک الشمس اوللاجل۔ والبان شجر یشبہ بہ قد المحبوب فی طولہ وحسن ہیئۃ۔ والعلم الجلیل واللام فیہ للعہد واراد بہ اضما۔

Marfat.com

ترجمہ۔ اگر تجکو مرض محبت نہ ہوتا تو اشکہائے بسیار ایک ادنی کھنڈر دیار یار پر نہ بہاتا اور درخت بان کو جو قامت محبوب کے ساتھ مشابہ ہے اور کوہ اضم کو جو اُس کی فرود گاہ ہے یاد کر کے شبہائے دراز بیخواب و بیتاب تیر نہ کرتا۔ یہاں ناظم بطور دلیل انی کے اثر سے مؤثر کو ثابت کرتا ہے۔ پس جب تیرا عشق قطعاً ثابت ہو گیا تو اخفا کے ساتھ۔ چنانچہ اگلے شعر میں کہتاہے

فَكَيْفَ تُنْكِرُ حُبًّا بَعْدَ مَا شَهِدَتْ		بِهٖ عَلَيْكَ عُدُوْلُ الدَّمْعِ وَالسَّقَمِ

الفاء فصیحۃ۔ والاستفہام انکاری۔ وتنوین حبا للتعظیم ای حبا عظیما لایعرف شانہ ولایمکن بیانہ وعدول جمع عادل وجمعیۃ باعتبار ما فوق الواحد او باعتبار تعداد اقسام الاسقام۔

ترجمہ۔ سو اب تو اپنی محبت نمایاں کا کس طرح انکار کرتا ہے۔ بعد اس کے کہ تیرے عشق کی دو گواہان صادق و عادل اشکہائے سرخ و بیماری کے تجھ پر گواہی دے چکے۔

وَاَثْبَتَ الْوَجْدُ خَطَّيْ عَبْرَةٍ وَّضَنًى		مِثْلَ الْبَهَارِ عَلٰى خَدَّيْكَ وَالْعَنَمِ

عطف علی شہدت۔ والوجد بفتح الواو الحزن۔ والعبرۃ الدمع۔ وضنی کرجی الہزال ورثاثۃ الہیئۃ الذی بمنزلۃ الخاتم للقاضی۔ وہو عطف علی عبرۃ۔ ویلزمہ صفرۃ الوجہ لقلۃ الدم۔ والبہار الورد الاصفر والعنم شجر لہ اغصان حمر لینۃ یشبہ بہا بنان النساء۔

ترجمہ۔ اور تو کس طرح اپنے عشق کا انکار کرتا ہے اس کے بعد کہ غم محبت نے تیرے دونوں رخساروں پر دو خط اشک سرخ و خون آلود و لاغری جو باعث زردی رنگ ہوتی ہے مثل رنگ زرد گلاب اور مانند عنم کے کہ سرخ ہوتا ہے۔ اور یہ بمنزلہ مہر قاضی کے ہیں لکھدیئے ہیں اور حمرت اور صفرت کو وجہ کی طرف اس لئے منسوب کیا کہ وہی سبب قریب ہر دو رنگ ہے۔

نَعَمْ سَرٰى طَيْفُ مَنْ اَهْوٰى فَاَرَّقَنِيْ		وَالْحُبُّ يَعْتَرِضُ اللَّذَّاتِ بِالْاَلَمِ

نعم کلمۃ ایجاب۔ والسری الذہاب باللیل۔ والطیف الخیال۔ والعائد الی الموصول محذوف ای اہواہ وارقنی اسہرنی۔ ویعترض یحول او یقبل۔ والالم ادراک غیر الملائم من حیث انہ غیر ملائم۔

ترجمہ۔ جبکہ سائل نے عاشق پر انکار کی راہیں بند کر دیں ناچار اُس کو اپنے عشق کا اقرار کرنا پڑا۔ پس اب کیفیت ابتلائے محبت بیان کرتا ہے کہ ہاں صاحب رات کو خیال محبوب میرے پاس آیا۔ اور میرے خواب راحت کو دور کر کے مجکو بیدار کر دیا۔ اور ایسا حال میرا کس طرح نہ ہوتا اور حقیقت واقعی یہ ہے کہ محبت اور عشق لذات میں آڑے یعنی حائل ہو جاتے ہیں اور تمام آسائش و آرام مفقود ہو جاتے ہیں۔ رباعی

امشب کہ خیال یار آمد در خواب + بیدار شدم زخواب با چشم پر آب

Marfat.com

بودم ہمہ شب نشستہ با حالِ خراب	واں راحت و خرمی بدل شد بعذاب
یَا لَائِمِی فِی الْهَوَی الْعُذْرِیِّ مَعْذِرَةً	مِنِّی إِلَیْكَ وَلَوْ أَنْصَفْتَ لَمْ تَلُمِ

العذری المنسوب الی بنی عذرة وہی قبیلة من الیمن قد اشتہر رجالہم بوفور العشق لا یتجاوز اعمارہم من ثلثین غالباً لفرط العشق۔ وسُئل عذری عن سبب ذلک فقال فی قلوبنا رقة وفی نسائنا جمال وعفة وقیل المراد بالہوی العذری الہوی الذی یعذر فیہ صاحبہ للاضطرار وسلب الاختیار ومعذرة منصوبة بفعل مقدر ای اقبل معذرة صادرة منی واصلة الیک۔ والجملة جواب النداء وقیل الجواب قولہ محضتنی النصح فی الشعر الثالث الآتی وہو بعید جداً او لک ان تقول الیک اسم فعل بمعنی ابعد ای ابعد منی وعن قصد ملامتی

ترجمہ اے میرے ملامت گر کہ درباب ایسے عشق کے جو مثل محبت بنی عذرہ کے ثابت و مستحکم و غیر زوال پذیر ہے۔ یا درباره ایسے عشق کے جس کا عذر ظاہر اور قابل قبول ہے مجکو ملامت کرتا ہے میری بے اختیاری پر لحاظ کرکے وہ عذر جو تیرے روبرو عرض کرتا ہوں قبول فرما یا مجھ سے دُور ہو۔ اور ایسے امر کی مجکو تکلیف مالا یطاق نہ دے جس کے ترک کی مجکو قدرت نہیں ہے۔ اور اگر تو انصاف کیش ہوتا تو سرے سے مجکو ملامت ہی نہ کرتا۔ مگر کیا کیجیے کہ مجکو ظالم سے پالا پڑا ہے۔ ولنعم ما قیل

زبیدروان علاج در خود جستن بداں ماند	کہ نیش از پا بردن آرد کسے از نیش عقربہا
عَدَتْكَ حَالِیَ لَا سِرِّی بِمُسْتَتِرٍ	عَنِ الْوُشَاةِ وَلَا دَائِی بِمُنْحَسِمِ

عدتک جاوزتک ووصل الیک او منک الی الناس حالی۔ والوشاة اصلہا وشیة وہی جمع واش کطلبة جمع طالب۔ وہی من الوشی وہو تزیین الثوب بالنقوش سمی بہ النمام لانہ یزین اقوالہ الباطلة المموہة۔ و الانحسام بالحاء المہملة الانقطاع۔ وعدتک اخبار او دعاء علی اللائم اولہ۔

ترجمہ درصورت اخبار یہ ہوگا کہ میرے عشق کی پوری کیفیت تجھ تلک یا تجھ سے آگے بڑھ کر تیری زبانی سب لوگوں کو معلوم ہوگئی ہے اب نہ میرا عشق غمازوں سے چھپا ہوا ہے اور نہ میرا درد عشق منقطع ہونے والا ہے۔ اور لائم کے اوپر بد دعا کی تقریر یہ ہے کہ اے ملامتگر توجو عاشق مضطر بے قرار و بے اختیار کو بیدردانہ ملامت کرتا ہے خدا کرے کہ یہ میرا مرض مجھ سے بڑھ کر اور جدا ہوکر تجکو لگ جاوے جب تجھ کو میری بے اختیاری کا حال بخوبی معلوم ہو اور مجکو معذور سمجھے۔ دعائے خیر کی تقریر اس طرح ہے کہ یہ میری اضطراری حالت و رسوائی خدا کرے تجھ پر ڈھنڈا ہے بلکہ تجھ سے آگے بڑھکر نصیب دشمنان ہو اُس صورت میں عدتک کا کاف منصوب بنزع خافض ہوگا۔ ای تجاوزت عنک حالی وحفظک اللہ منہا۔

مَحَّضْتَنِی النُّصْحَ لٰكِنْ لَسْتُ أَسْمَعُهُ	إِنَّ الْمُحِبَّ عَنِ الْعُذَّالِ فِی صَمَمِ

Marfat.com

المحض من الشئ ہو الصرف الخالص۔ والنصح النصیحۃ وتنکیر صمم للتعظیم۔
ترجمہ۔ اے ناصح مشفق گو تو نے مجکو خالص و بے غرضانہ نصیحت کی مگر میں تیری نصیحت بسمع قبول یا مطلق نہیں سُنتا غل کا تو کیا ذکر ہے۔ کیونکہ عاشق صادق ملامتگروں کی باتوں سے بالکل بہرا ہوتا ہے اور سُنتا ہی نہیں پھر اُس پر اثر نصیحت کس طرح ہو۔

اِنِّی اتَّہَمْتُ نَصِیحَ الشَّیْبِ فِی عَذَلٍ		وَالشَّیْبُ اَبْعَدُ فِی نُصْحٍ مِّنَ التُّہَمِ

اتہمت فلانا نسبتہ الی التہمۃ وہی شئ یورث العار۔ والنصیح الناصح مضاف الی الموصوف ای الشیب الناصح۔
ترجمہ۔ مَیں نے تو پیری کو جو صادق القول ناصح ہے اور بزبان حال قرب موت کی سچّی خبر دیتا ہے درباب اپنی ملامت کے قابل تہمت سمجھا ہے اور باوجودیکہ اُس نے آپ کو پیغام بر مرگ ظاہر کر کے مجکو سخت ڈرایا ہے مگر میں اُس کی دھمکی میں نہیں آیا اور یہی کہتا رہا کہ بڑھاپا بے وقت آگیا ہے ابھی مرنے کے دن نہیں ہیں اور یہ خیال کر کے اپنی گمراہی پر ثابت قدم رہا۔ حالانکہ پیری تمام واعظوں سے بمعاملہ خیر خواہی تہمت سے دور تر ہے خلاصہ یہ کہ جب میں نے ایسی زبردست ناصح کی نہیں مانی تو اے ملامتگر تیری کیا حقیقت ہے اب جا اور اپنی راہ لے اور مغز خالی نہ کر۔ چونکہ پیری کو مُتہم کرنا غیر ظاہر ہے اور فہم سے دور ہے اس لئے اُس کی دلیل بیان کرتا ہے۔

فَاِنَّ اَمَّارَتِیْ بِالسُّوْءِ مَا اتَّعَظَتْ		مِنْ جَہْلِہَا بِنَذِیْرِ الشَّیْبِ وَالْہَرَمِ

امارۃ مبالغۃ الامر وہی صفۃ النفس الآمرۃ بما یذمہ العقل والشرع واللوامۃ ہی التی تلوم نفسہا ان ارتکبت السیئات۔ والمطمئنۃ التی تطمئن بذکر اللہ تعالیٰ۔ والاتعاظ قبول الوعظ والنذیر بمعنی الانذار کالنکیر بمعنی الانکار۔ او بمعنی المنذر کالبدیع بمعنی المبدع۔ والہرم تناہی الشیب۔
ترجمہ۔ کیونکہ میرے نفس نے جو برائیوں کا بزور مجھ پر حکم کرتا ہے اپنے جہل و نادانی کے سبب میری اور گندہ پیری کی نصیحت کو نہ مانا۔ پیری کہتی تھی کہ ؎

باش بیدار کہ خوابی عجبی در پیش ست + اور میرا کافر کیش نفس یہ شعر پڑھتا رہا ؎
وقالوا الی استیقظ فشیبک لائح + فقلت لہم طیب الکری ساعۃ الفجر

وَلَا اَعَدَّتْ مِنَ الْفِعْلِ الْجَمِیْلِ قِرٰی		ضَیْفٍ اَلَمَّ بِرَأْسِیْ غَیْرَ مُحْتَشِمِ

عطف علی تعظت۔ وتنوین ضیف للتعظیم ای ضیف کریم عظیم۔ وقری بالکسر کالی مایعد للضیف من الطعام وغیر بکسر الراء صفۃ ضیف۔ وبفتحہا حال من فاعل الم۔ والمحتشم المعظم۔
ترجمہ۔ اور نہ میرے نفس امارہ نے اُس مہمان عزیز القدر کے لئے جو میرے سر پر آ اُترا اچھے

کاموں کی مہمانی تیار کی۔ یعنی جب پیری بطور مہمان کے آئی تھی تو میرے نفس کو لازم تھا کہ اس کی مدارات و مہمانی کے لئے اچھے کام اور اعمال حسنہ کر رکھتا سو اُس نالائق سے یہ بھی نہ ہوسکا۔ اور سر پر اُترنے آنے کی تخصیص اس واسطے کی کہ بڑھاپے کا اثر یعنی سفیدی سو غالبًا اول سر پر ظاہر ہوتا ہے یا سر پر آنے کے معنی دفعۃً آجانے کے ہیں۔ قال الشاعر ع بیش از اجل رسید قیامت بسر مرا +

اور پیری کو غیر محتشم حسب زعم نفس کہا ورنہ وہ نہایت عظیم القدر ہے جس کی عزت خداوند تعالیٰ بھی فرماتا ہے

لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ اَنِّیْ مَا اُوَقِّرُهٗ　　كَتَمْتُ سِرًّا بَدَا لِیْ مِنْهُ بِالْكَتَمِ

الکتم بفتح التاء نبت یختضب بہ واراد بالدار بیاض الشعر۔

ترجمہ اگر میں جانتا کہ اُس عزیز مہمان کے یعنی پیری کے بذریعۂ اکتساب حسنات و اجتناب سیئات تعظیم و توقیر نہیں کروں گا تو میں اُس مرض پوشیدہ کو جو بسبب بڑھاپے کے میرے چہرے پر ظاہر ہوگیا یعنی موئے سفید کو بذریعہ خضاب نیل وغیرہ کے چھپا لیتا تاکہ کسی کو میری عیب گیری کا موقع نہ رہے۔ جب ناظم قدس سرہٗ مقاومت نفس سرکش سے عاجز ہوگیا اور اس کو کسی طرح راہ پر نہ لاسکا تو ناچار صلحاء اور واعظین و ارباب قلوب سے طالب اعانت و امداد ہوکر کہتا ہے۔

مَنْ لِّیْ بِرَدِّ جِمَاحٍ مِّنْ غَوَايَتِهَا　　كَمَا تُرَدُّ جِمَاحُ الْخَيْلِ بِاللُّجُمِ

قولہ من لی ای من یضمن ویتکفل بی والجماح کرماح مصدر معناہ الشماس والعتو۔ والغوایۃ الضلالۃ واللجم جمع لجام۔ ترجمہ۔ اب واسطے دفع سرکشی نفس کے جو اُس کی گمراہی سے پیدا ہوئی ہے کون میرا ضامن کارساز ہوسکتا ہے کہ اُس کو گمراہی سے اس طرح روکے جیسے گھوڑے کی سرکشی بذریعہ لگام رد کی جاتی ہے۔ جب ناظم کو نفس کی گمراہی سے عاجز ہوکر یہ خیال آیا کہ چلو اس کمبخت کو اپنی خواہشیں پوری کر لینے دو جس وقت اپنی شرارت سے سیر ہوجاوے گا ناچار خود تائب ہوجاوے گا۔ تو گویا اُس کو غیب سے ہدایت ہوئی کہ یہ خیال غلط ہے اور اُس کا سبب اگلے شعر میں ہے۔

فَلَا تَرُمْ بِالْمَعَاصِیْ كَسْرَ شَهْوَتِهَا　　اِنَّ الطَّعَامَ يُقَوِّیْ شَهْوَةَ النَّهِمِ

الفاء لجواب شرط محذوف ای اذا اردت رد الجماح فلا ترم ای لا تطلب الخ۔ والنہم ککتف الحریص علی الطعام

ترجمہ۔ اگر تجھ کو نفس کی سرکشی کا روکنا منظور ہے تو گناہوں کے اختیار کرنے سے خواہشہائے نفسانی کے روکنے اور توڑنے کا ارادہ مت کر کیونکہ کھانا خواہش شخص بسیار خوار کو تقویت بخشتا ہے اور اس لئے اس میں مضمون جوع البقر کا زیادہ پیدا ہوتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ اگر تجکو اپنے نفس کی اصلاح منظور ہے تو اُس کو شتر بے مہار کی طرح ارتکاب معاصی کے لئے اس خیال سے مطلق العنان نہ چھوڑ کہ گناہ کرتے کرتے آخر کو

Marfat.com

اُس کا جی بھر جاوے گا۔ اور خود تائب ہو جاوے گا بلکہ اس خیال سے نفس زیادہ تباہ اور برباد ہو جاوے گا جیسا بسیار خوار آدمی کو جو مرض جوع البقر میں مبتلا ہو زیادہ کھلانے سے اور مرض بڑھ جاتا ہے اُس کا علاج تو کھانے سے روکنا اور پرہیز کرانا ہے۔ ایسا ہی موذی نفس کا حال ہے۔

وَالنَّفْسُ كَالطِّفْلِ إِنْ تُهْمِلْهُ شَبَّ عَلَىٰ		حُبِّ الرِّضَاعِ وَإِنْ تَفْطِمْهُ يَنْفَطِمِ

ہو دلیل آخر علی قولہ فلا ترم۔ وشب بمعنی بلغ۔ والجملۃ الشرطیۃ مع عدیلہ۔ بیان وجہ الشبہ کان سائلا یسئل ای مشابہۃ بین النفس والطفل۔

ترجمہ۔ اور نفس کا حال مثل شیر خوار بچے کے ہے اس بات میں کہ اگر بچّہ کا دودھ نہ چھوڑاؤ اور اُس کو برابر دودھ پلاتے رہو تو وہ ایسے حال میں جوان ہو گا کہ وہ شیر خوارگی ہی کا عادی رہے گا اور اگر اسکا دودھ چھڑا دو تو وہ چھوڑ دے گا۔ ایسا ہی نفس کا حال ہے کہ اگر اُس کو بُری باتوں سے روکو تو وہ رُک جائیگا اور اگر منع نہ کرو تو ہمیشہ بُرائیوں کا خوگر رہے گا۔

فَاصْرِفْ هَوَاهَا وَحَاذِرْ أَنْ تُوَلِّيَهُ		إِنَّ الْهَوَىٰ مَا تَوَلَّىٰ يُصْمِ أَوْ يَصِمِ

ضمیر ہوا ہا للنفس۔ وہوا ہا مشتہیاتہا۔ وحاذر ای احذر حذرا بلیغا فان زیادۃ اللفظ تدل علی زیادۃ المعنی۔ وتولیت الشئ جعلتہ حاکما۔ والضمیر فی تولیہ للہوی۔ ای احذر من ان تجعل الہوی والیا وحاکما علیک وحذف حرف الجر قیاسا۔ وفی اختیار لفظ ما علی من اشعار بان من کان تابعا لہواہ فہو ملحق بغیر ذوی العقول بل ہو اضل سبیلا۔ وما بمعنی الذی۔ والجملۃ بعدہا مع العائد الیہ المحذوف صلتہا۔ وتولاہ صار والیا علیہ واصماہ قتلہ فی مکانہ۔ ویصم الثانی کیعد من الوصم ای یجعلہ معیوبا ومفعولا کلا الفعلین محذوفان ہما ضمیران

ترجمہ۔ جب تو نے کیفیت نفس کی معلوم کر لی کہ وہ روکنے سے رک جاتا ہے تو اُس کو بیجا خواہش سے روک اور اس امر سے سخت احتراز کر کہ تو خواہش نفسانی کو اپنا حاکم بنائے کیونکہ یہ خواہش جس کی حاکم ہو جاتی ہے اور اُس کو اپنے قابو میں کر لیتی ہے تو اُس کو ٹھوڑ مار ڈالتی ہے یا اس کو بسبب ارتکاب فسق و فجور کے عیب دار اور قابل نفرت کر دیتی ہے۔

وَرَاعِهَا وَهِيَ فِي الْأَعْمَالِ سَائِمَةٌ		وَإِنْ هِيَ اسْتَحْلَتِ الْمَرْعَىٰ فَلَا تُسِمِ

المراعاۃ المحافظۃ۔ والمراد بالاعمال اعمال الخیر۔ والسائمۃ من السوم وہو الرعی یشبہ النفس بالمطی وہو کنایۃ۔ وشبہ اشتغالہا بالاعمال بالرعی وہو تخییل۔ واستحل الشئ عدہ وحسبہ حلوا۔ وتسم من الاسامۃ وہی الارعاء ای چرانیدن۔ یعنی راع النفس والحال انہا شاغلۃ بالاعمال الحسنۃ ملازمۃ لہا ومداومۃ علیہا مخافۃ ان ینشاء منہا ریا محبط لتلک الاعمال السنیۃ والافعال الحسنۃ۔ فیحبط جمیعہا اویصیر اعمال الحسنۃ

Marfat.com

سببا العجبة المهلک لقوله علیہ الصلوٰۃ والسلام ثلث مہلکات شح مطاع وہوی متبع واعجاب المرء بنفسہ وروی عنہ علیہ السلام یوتی بالعالم والغازی والزاہد فیقال عملوا کذا وکذا فی سبیلک فیقول اللہ سبحانہ وتعالیٰ لا بل لیسمع الناس ویقولو الہم کذا وکذا فقد قیل۔

ترجمہ۔ اور تو نفس کی نگاہبانی کر جبکہ وہ اعمال حسنہ میں چرتا ہو یعنی ان میں مشغول ہو۔ اور اگر اس چراگاہ کو شیریں وعمدہ سمجھے تو اُس کو وہاں مت چرنے دے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر تیرے نفس کو عبادات واوراد نافلہ میں ریا وسمعہ وعجب کا خوف ہو اور بسبب دخل ہوائے نفسانی کی شہرت وآوازۂ نیکنامی میں مزا آنے لگے یا نفس کو بسبب زہد واشتغال اوراد عجب کی کیفیت حاصل ہونے لگے تو اوراد وعبادات نافلہ کو چھوڑ دے اور نفس کو تکالیف شاقہ میں مبتلا کر تاکہ اس بلا سے نجات پاوے۔ اور اگر یہ بلائے ریا فرائض وواجبات وسنن موکدہ میں پیش آوے تو ان کو چھوڑنا نہیں چاہئے بلکہ اسباب ریا کا علاج حسب تجویز محققان صوفیہ صافیہ قدس اللہ اسرارہم کرنا لازم ہے۔

کَمْ حَسَّنَتْ لَذَّۃً لِلْمَرْءِ قَاتِلَۃً ۔۔۔ مِنْ حَیْثُ لَمْ یَدْرِ اَنَّ السَّمَّ فِی الدَّسَمِ

کم خبریۃ ای کم مرۃ۔ وحسنت زینت وفاعلہ النفس او استفہامیۃ کانہ یتجاہل عن مرات التحسین فیسائل عنہا وفی قولہ ان السم فی الدسم لطیفۃ وہی ان لفظہ فی لفظہ کما فی ان السفر قطعۃ من السقر۔

ترجمہ۔ نفس خبیث نے بہت دفعہ مرد عاقل کی نظروں میں اس مزہ کو جو درحقیقت اُس کا قاتل ہے نہایت بناؤ سنوار کی اچھی صورت میں اس طرح دکھایا ہے کہ اُس نے یہ نہ جانا کہ زہر تر بتر کھانے میں ملا ہوا ہے۔ یہ بطور تمثیل وتصویر حال نفس ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ نفس بڑا مکار ہے اور دھوکہ باز۔ اُس کے شر سے بچنا چاہیے۔

وَاخْشَ الدَّسَائِسَ مِنْ جُوْعٍ وَّمِنْ شِبَعٍ ۔۔۔ فَرُبَّ مَخْمَصَۃٍ شَرٌّ مِّنَ التُّخَمِ

عطف علی راعہا۔ والدسائس جمع دسیسۃ وہی المکیدۃ الخفیۃ من دس الشئی اخفاہ۔ ومن فی الموضعین لبیان الدسائس ای الدسائس الناشیۃ من جوع وشبع۔ والتخم جمع التخمۃ وہی امتلاء المعدۃ وفساد الطعام فیہا۔

ترجمہ۔ اور نفس کے اُن پوشیدہ مکروں اور فریبوں سے ڈر۔ جو گرسنگی اور سیری شکم سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ بھوکے رہنے سے اپنی بزرگی پر تکبر اور ریا اور ناموری وشہرت کی لذت پیدا ہوتی ہے اور زیادہ کھانا کاہلی وغفلت ادائے عبادت میں پیدا کرتا ہے اور ابتلائے فسق وفجور کا باعث ہوتا ہے سو بہت سی گرسنگی کی اقسام جو ریا اور سمعہ کے سبب ہوں وہ شکم سیری کے اقسام اور اُس کے گناہ سے بدتر ہوتی ہیں۔ دیکھو گرسنگی میں ریا وسمعہ کا موقع ہوتا ہے۔ اور اس لئے شخص گرسنہ بالطبع یہ

Marfat.com

چاہتا ہے کہ میرا بھوکا رہنا اور میری نفس کُشی لوگوں پر ظاہر ہو جاوے اور بسیار خوار آدمی اپنے عیب کو چھپاتا ہے۔ پس ظاہر ہو گیا کہ اس بھوکے رہنے سے جو بطور ریا ہے۔ سیری جس میں ریا کا احتمال ہی نہیں ہے بہتر ہے۔ غرض ناظم یہ ہے کہ سیری اور گرسنگی میں متوسط حالت اختیار کرنی چاہئے نہ اتنا زیادہ کھاوے جو کسل اور غفلت لاوے اور نہ اتنا کم کھاوے کہ ادائے عبادت و حقوق عباد سے محروم رہ جاوے ؎

نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید | نہ چندانکہ از ضعف جانت بر آید

خلاصہ یہ ہے کہ جیسے اشتغال عبادات کے وقت نفس کی نگرانی لازم ہے ایسے ہی بوقت اور امور ضروری مثل گرسنگی و سیری کے ضرور ہے۔

وَاسْتَفْرِغِ الدَّمْعَ مِنْ عَيْنٍ قَدِ امْتَلَأَتْ	مِنَ الْمَحَارِمِ وَالْزَمْ حِمْيَةَ النَّدَمِ

عطف علی واخش۔ واستفرغ اصبب۔ ومعنی امتلاء العین من المحرمات کثرة ارتکاب المعاصی بہا والنظر الی امرأة اجنبیة او مثلہا بلا غرض صحیح۔ قال اللہ تعالیٰ۔ واللہ یعلم خائنة الاعین۔ والحمیة کنعمة الاحتماء۔ واضافة الحمیة بیانیة۔ والمراد من الندم التوبة۔

ترجمہ۔ اور اس آنکھ سے جو غیر مشروع و ناجائز نظروں سے پُر ہے خوب دل کھول کر اشک بہا تاکہ اس آبِ مطہر کے ذریعے سے اُس کی نجاسات موجودہ سب دھوئی جائیں اور توبہ کے پرہیز کو لازم پکڑ لے تاکہ آئندہ وہ ایسا قصور نہ کرے۔

وَخَالِفِ النَّفْسَ وَالشَّيْطَانَ وَاعْصِهِمَا	وَإِنْ هُمَا مَحَّضَاكَ النُّصْحَ فَاتَّهِمِ

عطف علی استفرغ۔ ومحضاک اخلصاک۔

ترجمہ۔ اور تو نفس و شیطان کی پوری مخالفت کر اور ان دونوں کا حکم نہ مان۔ اور اگر وہ دونوں تجکو سچی نصیحت کریں تو بھی اُن کو متہم بکذب سمجھ کیونکہ اُن دونوں کی سرشت میں تیری عداوت رکھی ہوئی ہے۔

وَلَا تُطِعْ مِنْهُمَا خَصْمًا وَلَا حَكَمًا	فَأَنْتَ تَعْرِفُ كَيْدَ الْخَصْمِ وَالْحَكَمِ

قولہ منہما ای من جنسہما سواء کان من شیاطین الجن او الانس او الفسقة والظلمة والمبتدعة والخصم العدو والمنازع۔ والحکم من یحکم بین المتنازعین۔

ترجمہ۔ اور نفس و شیطان کے جنس سے کسی کی اطاعت نہ کر خواہ وہ تیرا طرف مقابل ہو یا دونوں میں ثالث کیونکہ تو فریب او چال دشمن اور ثالث کو خوب جانتا ہے ان کے دم میں ہرگز مت آنا۔

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ قَوْلٍ بِلَا عَمَلٍ	لَقَدْ نَسَبْتُ بِهِ نَسْلًا لِذِي عُقُمِ

ہو التفات و انتقال من الخطاب الی التکلم۔ والغفر الستر۔ والاستغفار طلب الستر و قولہ

Marfat.com

بلا عمل صفۃ قول اے قول مقارن بترک العمل۔ واللام فی لقد تاکید للقسیم المحذوف ای واللہ۔ والنسل الولد۔ والعقم کفرس وعنق نازائیدگی۔

ترجمہ۔ جبکہ ناظم نے مضامین نصیحت اشعار سابقہ میں لکھے تو اب بلحاظ کسر نفسی کہتا ہے کہ میں خداوند تعالیٰ شانہ سے طلب آمرزش کرتا ہوں اس تقصیر پر کہ میں نے اوروں کو نصیحت کی باوجودیکہ میں اُن نصائح پر عامل نہیں ہوں اور میری گفتار میری کردار کے موافق نہیں اور مجکو خوف ہے کہ ہیں کہیں مصداق آیۃ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم کا نہ بنجاؤں کیونکہ میں اس قول بلا عمل کے سبب اُس شخص کے مانند ہو گیا ہوں جو کسی فرزند کو بانجہ کی طرف نسبت کرے اس لئے کہ میں اپنے نفس کی طرف اُس چیز کو نسبت کرتا ہوں جو اُس میں نہیں ہے۔

اَمَرْتُكَ الْخَيْرَ لٰكِنْ مَا ائْتَمَرْتُ بِهٖ		وَمَا اسْتَقَمْتُ فَمَا قَوْلِيْ لَكَ اسْتَقِمِ

الخیر منصوب بنزع الخافض ای بالخیر وھو مالہ عاقبۃ محمودۃ۔ والائتمار الامتثال۔ والاستفہام فی ما قولی للتوبیخ والتعجب

ترجمہ۔ میں نے تجکو نیکی کا حکم کیا مگر میں نے خود اُس نیکوئی پر عمل نہیں کیا اور میں سیدھی راہ نہ چلا پس اس صورت میں تجکو میرا یہ کہنا کہ سیدھی راہ چل کیا حقیقت رکھتا ہے اور کیا اثر کرتا ہے۔

وَلَا تَزَوَّدْتُ قَبْلَ الْمَوْتِ نَافِلَةً		وَلَمْ اُصَلِّ سِوٰى فَرْضٍ وَلَمْ اَصُمِ

عطف علی استقمت۔ او جملۃ معترضۃ اُورِدَت للتاسف والتحسر علی مافات من اُمور الخیر۔

ترجمہ۔ اور نہ جمع کیا میں نے مرنے سے پہلے ادنیٰ توشہ حسنات نافلہ کا جو فرض اور واجب اور سنن موکدہ سے علاوہ ہو کہ یہ نوافل تدارک اُس نقصان کا کرتے ہیں جو تینوں اقسام کی عبادت میں واقع ہوتا ہے اور موجب مزید قرب الی اللہ کے ہوتے ہیں۔ اور سوائے صلوات وصیام مفروضہ کے نہ میں نے نماز پڑھی اور نہ روزے رکھے۔ اب سوائے حسرت وافسوس کے کچھ بن نہیں آتا جبکہ اپنی تقصیرات کا اعتراف کر چکا ہے تو اب نعت شریف کی طرف جو مقصود دلی ہے بلحاظ عفو قصور متوجہ ہوتا ہے اور کہتا ہے

ظَلَمْتُ سُنَّةَ مَنْ اَحْيَى الظَّلَامَ اِلٰى		اَنِ اشْتَكَتْ قَدَمَاهُ الضُّرَّ مِنْ وَرَمِ

الظلم وضع الشئ فی غیر محلہ۔ واراد بظلمتُ ترکتُ لان وضع الترک موضع الفعل لیس فی محلہ۔ والظلام ظلمۃ اول اللیل او مطلقاً۔ والمراد ہہنا اللیلۃ المظلمۃ۔

ترجمہ۔ میں نے ظلم کیا عمدہ طریقہ اُس ذات پاک پر یا میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا بسبب جھوڑ دینے افعال مسنونہ اُس نفس مقدس کے جس نے شبہائے تاریک کو زندہ رکھا بسبب مشغولی عبادات مالک کائنات کے یعنی ان میں خواب استراحت نہ فرمائی یہاں تک کہ آپ کے

دونوں قدم مبارک مرض ورم میں مبتلا ہوگئے۔ یقال اشتکی فلان ای مرض۔ اور یہ اشارہ ہے اُن احادیث کی طرف جو حضرت عائشہ صدیقہ و مغیرۃ بن شعبہ رضی نے روایت کی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس قدر نماز پڑھتے تھے کہ آپ کے پاؤں پر ورم ہوگیا۔ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ اس قدر تکلیف شاقہ کیوں اُٹھاتے ہیں حالانکہ خداوند جل شانہ نے آپکے اگلے پچھلے گناہ سب معاف فرمادیئے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس نعمت کا شکریہ ادا نہ کروں اور بندۂ شکرگذار نہ بنوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

وَشَدَّ مِنْ سَغَبٍ اَحْشَآءَهٗ وَطَوٰی		تَحْتَ الْحِجَارَةِ كَشْحًا مُتْرَفَ الْاَدَمِ

شدہ اوثقہ۔ والسغب الجوع۔ والحشا، ما احاط بہ الجوف جمعہ احشاء۔ وطواہ طیًّا لفہ لفًّا۔ و الکشح الجنب والمترف الناعم۔ والادیم ظاہر الجلد جمعہ اَدَمٌ۔

ترجمہ۔ اور میں نے ظلم کیا سُنّت اُس ذات اقدس یعنی حضرت سید کائنات علیہ آلاف صلوات وتسلیمات پر جنھوں نے بباعث گرسنگی کے اپنے سارے شکم مبارک کو کسا اور اپنے نرم و لطیف پہلوئے مطہر کو پتھر کے تلے لپیٹا تاکہ اُس کے ثقل اور سہارے سے گونہ تقویت حاصل ہو اور ضعف مانع قیام نماز و دیگر طاعات نہ ہو۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ طلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی اور ہم نے اپنے اپنے شکم آپ کو دکھائے کہ ہر ایک پر ایک ایک پتھر بندھا ہوا تھا اُس پر آپ نے اپنا شکم کھول کر دکھایا کہ اُس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے صلی اللہ علیہ وسلم۔ مگر معلوم رہے کہ یہ فقر و فاقہ اختیاری تھا نہ اضطراری چنانچہ اگلے شعر میں آتا ہے

وَرَاوَدَتْهُ الْجِبَالُ الشُّمُّ مِنْ ذَهَبٍ		عَنْ نَفْسِهٖ فَاَرَاهَا اَيَّمَا شَمَمِ

المراودۃ المجیٔ والذہاب والمراد منہ الطلب بالجد۔ والمفاعلۃ ہہنا للمبالغۃ۔ والشم جمع اشم وہو الارفع من ذہب حال اوصفۃ ای کائنۃ اوالکائنۃ۔ وما فی ایما صلۃ زیدت للتاکید۔ وای صفۃ لموصوف محذوف وہو المفعول الثانی لاراہا ای شمما ای شمم ای مرتفعا ای مرتفع لایکنتنہ کہنہ کما یقال مررت برجل ای رجل ای کامل فی الرجولیۃ۔ والاستفہام یفید التعجب۔ واسناد المراودۃ الی الجبال مجاز ای اراودہ جبریل علیہ السلام فی قبول الجبال

ترجمہ۔ اور میں نے ظلم کیا طریقے ایسے عالیجناب پر جو دنیا و مافیہا سے اعراض فرماتے تھے اور فقر کو تونگری سے پسند کرتے تھے۔ یہاں تلک کہ آپ سے کوہ ہائے بلند زر نے بار بار بمنت درخواست کی کہ ہم کو قبول فرمایئے اور اپنی ذات شریف پر صرف فرمایئے۔ اس پر آپ نے ایسی ہمت بلند اُن پہاڑوں کو دکھلائی جو ادراکِ عقل سے باہر ہے اور ہرگز اُس کو قبول نہ فرمایا اور کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک روز کھانا کھاؤں اور شکر پروردگار کا بجالاؤں۔ اور ایک روز بھوکا رہوں اور تضرع وزاری

ایزد سبحانہ میں مصروف رہوں اس شعر میں اشارہ ہے اُس حدیث کی طرف جو جامع ترمذی میں ابو امامہ باہلی رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پروردگار نے مکہ کے پہاڑوں کو سونے اور چاندی کا کر کے میرے روبرو ظاہر فرمایا میں نے عرض کیا کہ بار خدایا مجکو ان کی حاجت نہیں ہے میں چاہتا ہوں کہ ایک روز شکم سیر کھاؤں اور شکر کروں اور ایک روز بھوکا رہوں اور تضرع وزاری جناب باری میں مشغول رہوں صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ جواب حضرت جبریل نے سنکر حضرت کے حق میں فرمایا قد ثبتک اللہ یا محمد بالقول الثابت

وَأَكَّدَتْ زُهْدَهُ فِيهَا ضَرُورَتُهُ   إِنَّ الضَّرُورَةَ لَا تَعْدُو عَلَى الْعِصَمِ

التاکید التقریر والتثبیت۔ والزہد عدم الرغبۃ یقال زہد فی شیٔ اذا رغب عنہ ای اعرض قال اللہ تعالیٰ وکانوا فیہ من الزاہدین۔ وزہدہ مفعول لاکدت والفاعل ضرورتہ۔ وقدم المفعول علیہ لمزید الاہتمام وضرورتہ ای حاجتہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الدنیا لاقتضاء البشریۃ۔ یعنی ان حاجتہ الی الدنیا باعثۃ ودواعیۃ الی الاعراض عنہا۔ والعصم کہمم جمع عصمۃ وہی لطف من اللہ تعالیٰ یحمل العبد علی فعل الخیر ویزجرہ عن الشر مع بقاء الاختیار۔

ترجمہ۔ آپ کی ضرورت دنیویہ نے جو مقتضائے بشریت پیش آتی ہیں آپ کے زہد اور بے رغبتی دنیا کو بہت مضبوط اور مستحکم کر دیا۔ یعنی آپ کی دنیا سے بے رغبتی غالب رہی اور ضرورات دنیویہ مغلوب یعنی حوائج بشری جو انسان کو دنیا میں مبتلا کرتی ہیں بجائے توجہ الی الدنیا کے باعث قوی آپ کی زہد کے ہو گئیں ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد + اب یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ ضرورات باعث بے رغبتی کیونکر ہو گئیں تو اس کا جواب اوّل بوجہ عام دیتا ہے کہ قاعدہ ہے کہ ضرورت بشری عصمتہائے الٰہیہ پر غالب نہیں آسکتی بلکہ ہمیشہ مغلوب رہتی ہے۔ پس جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اعلیٰ فرد معصومین ہیں حوائج دنیوی کس طرح غالب آسکتی ہیں بلکہ یہاں حوائج بشری خود باعث زہد و اعراض دنیا ہوتے ہیں۔ کیونکہ آپ پر حال دنائت و خسّت و بے ثباتی دنیا بخوبی واضح تھا۔ اور جب ناظم وجہ عام کے بیان سے فارغ ہوا تو اگلے شعر میں وجہ خاص جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ بیان کرتا ہے۔

وَكَيْفَ تَدْعُو إِلَى الدُّنْيَا ضَرُورَةُ مَنْ   لَوْلَاهُ لَمْ تَخْرُجِ الدُّنْيَا مِنَ الْعَدَمِ

الاستفہام للانکار او للاستبعاد۔ والدنیا من الدناءۃ ای الخسۃ وکیف لاتکون خسیسۃ وقد ورد فی الخبر ان اللہ لم ینظر الیہا منذ خلقہا۔ او من الدنو ای القرب لانہا قریبۃ الینا بالنسبۃ الی الآخرۃ۔ او قریبۃ الی الزوال لانہا ظل زائل۔ او الی الطبائع والنفوس بالحب لکونہا حلوۃ خضرۃ وضرورۃ فاعل تدعو۔ وقولہ لولاہ اقتباس من حدیث لولاک لما خلقت الافلاک۔ ولولاک لما اظہرت الربوبیۃ۔

ترجمہ۔ اور کس طرح بلا سکتی ہے دنیا کی طرف اُس شخص مقدس کی ضرورت کہ اگر وہ نہ ہوتا تو

Marfat.com

دنیا خود عدم سے وجود کی طرف نہ آتی اور موجود نہ ہوتی۔ خلاصہ یہ ہے کہ خود دنیا کا وجود اُن کے طفیل سے ہے پھر کس طرح ہو سکتا ہے کہ دنیا کی ضرورتیں اُن کو مجبور کریں۔ یعنی دنیا ان کی محتاج ہے اور وہ محتاج الیہ۔ پس دنیا اگر حضرت کی محتاج الیہا ہو جاوے تو وہی صورت دور کی لازم آجائے۔

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ		وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عَرَبٍ وَّمِنْ عَجَمٖ

یجوز فی محمد الاعراب الثلث۔ الرفع بانہ خبر مبتدء محذوف ای ہو۔ والنصب بتقدیر اعنی او امدح و الجر بانہ بدل من من الموصولۃ۔ والجملۃ استینافیۃ کان سائلا یسأل من الموصوف بہذہ الصفات الکائنۃ فاجاب بقولہ ہو محمد حمدہ اللہ تعالٰی بقولہ انک لعلٰی خلق عظیم۔ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین وغیرہ من الآیات۔ سید اہل الکونین ای الدنیا والآخرۃ والثقلین یعنی الانس والجن وہو تخصیص بعد التعمیم لشرفہما و لہ اختصاص بہما لانہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث الیہما وہو من الثقل بفتحتین وہو النفیس والنفس ما علٰی وجہ الارض ہو الانس والجن بادراک الکلیات والجزئیات واکتساب الکمالات وظہور الکرامات منہما او من الثقل بفتح الثاء و کسرہا سمیا بہما لانہم یحملون احمالا ثقیلۃ التی ہی التکالیف الشرعیۃ والمراد بالعجم غیر العرب کائنا من کان والعرب والعجم بفتحتین وبضم الاول وسکون الثانی وہہنا جار الاول علی الثانی والثانی علی الاول۔

ترجمہ۔ یہ محمود بصفات حمیدہ اسم بامسمّٰی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سردار دنیا و آخرت و جن و انس کے اور ہر دو فریق عرب و عجم کے ہیں یعنی وہ مذکورات سابقہ میں ہر ایک کی طرف مبعوث ہیں اور یہ سب اُن کی امت ہیں۔

نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاھِیْ فَلَا اَحَدٌ		اَبَرَّ فِیْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمٖ

نبیٌّ فعیل من النبوۃ وہی الرفعۃ او من النباء وہو الخبر۔ والنبی بشر یوحی الیہ سواء انزل علیہ الکتاب ام لا بخلاف الرسول فانہ لابد لہ من الکتاب۔ وقولہ فلا جواب شرط محذوف ای اذا کان صلی اللہ علیہ وسلم الآمر الناہی المختصین بہ فلا احد وابر خبر لا المشبہۃ بلیس بمعنی اصدق والمراد بقول لا بیان المحرمات والمکروہات وبقول نعم بیان الفرائض والواجبات والمندوبات والمباحات۔

ترجمہ۔ یہ سید الکونین ہمارے نبی ہیں جو ہم کو امور ممنوعہ عند اللہ سے منع فرماتے ہیں اور امور مستحسنہ مثل فرائض و واجبات کی بجاآوری کا حکم فرماتے ہیں ایسی طرح کہ اُن کی مامورات اور منہیات قابل نسخ نہیں ہیں کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور اُن کا دین کمال کو پہنچ گیا اور جب ایسا حال ہے تو آپ سے زیادہ راست بیان امور منہیہ اور مامور بہا میں کوئی نہیں ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ		لِکُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحَمٖ

الحبیب فعیل بمعنی مفعول ۔و الشفاعۃ طلب الخیر للغیر من الغیر۔ واقتحم فی الامر دخل فیہ بعنف وشدۃ ومن متعلقۃ بکائن صفۃ ہول۔ و مقتحم صفۃ ثانیۃ لہ ای مدخول فیہ الناس بعنف وشدۃ۔ فعلی ہذا مقتحم صیغۃ مفعول ویجوز ان یکون علی صیغۃ الفاعل وہو الروایۃ المشہورۃ ای ہول یدخل الناس عنفاً فی الشدائد۔ و قولہ والحبیب من قصر الصفۃ علی الموصوف۔ وہی اشارۃ الی الشفاعۃ الکبری۔

ترجمہ۔ وہی ہے ایسا محبوب خداوند تعالیٰ شانہ کا کہ اس کی شفاعتِ کبری کی امید کی جاتی ہے ہر ہول کے لئے ہولہائے روز قیامت سے جس میں آدمی بزور داخل کئے جاویں گے یا ایسے ہول کے واسطے جو اُن کو بزور مصائب میں ڈالنے والی ہے۔

دَعَا اِلَی اللّٰہِ فَالْمُسْتَمْسِکُوْنَ بِہٖ   مُسْتَمْسِکُوْنَ بِحَبْلٍ غَیْرِ مُنْفَصِمِ

الاستمساک التمسک۔ و الفصم انقطع بغیر الفصل وبالقاف القطع بالفصل والمراد بحبل القرآن ومعناہ انہ یبقی معمولا الی یوم النشور۔ او المراد بہ الاسلام۔

ترجمہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خدا کی طرف بلایا سو جس نے ان کے طریق کو مضبوط پکڑ لیا تو اُس نے ایسی مضبوط رسی کو پکڑ لیا جو کبھی نہیں ٹوٹے گی۔ یعنی ان کا دین الیٰ یوم القیام باقی رہے گا۔ اور نسخ اور تبدیل سے محفوظ۔ کیونکہ آپ خاتم المرسلین ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَّ فِیْ خُلُقٍ   وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا کَرَمِ

فاقہ وفاق علیہ ای زاد علیہ من الفوق۔ والمراد بالخلق حسن الصورۃ وتناسب الاعضاء۔ وبالخلق حسن السیرۃ من العلم والعمل والحلم والجود والشفقۃ۔ ویمکن ان یراد بالاول الکمالات الظاہرۃ المحسوسۃ وبالثانی الکمالات الباطنۃ الغیر المحسوسۃ اما تفوقہ خلقاً فلقولہ علیہ السلام انا الملیح۔ ولخطاب لولاک۔ ولحدیث کنت نبیاً وآدم بین الماء والطین۔ واما خلقاً فلقولہ تعالیٰ انک لعلی خلق عظیم ولقولہ علیہ السلام بعثت لاتمم مکارم الاخلاق واختصاص العلم والکرم لشرفہما۔ فالاول الکمال الباطنی والثانی الکمال الظاہری۔

ترجمہ۔ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن صورت وسیرت میں سب انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کے ہیں اور وہ سب حضرات آپ سے علم وکرم میں یعنی جمیع صفات ظاہریہ و باطنیہ میں لگا نہیں کھاتے

وَکُلُّہُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ مُلْتَمِسٌ   غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ

وضع المظہر موضع المضمر تفخیما للشان۔ والتقدیم للتخصیص ای منہ لا من غیرہ من الرسل ومن الاولی متعلقۃ بقولہ ملتمس۔ غرفاً ای کفا من الماء۔ والرشف المص۔ والدیم جمع دیمۃ وہو المطر الکثیر الدر المتصل وقولہ غرفاً ورشفاً اما مفعول بہ للملتمس او حالان بمعنی اسم الفاعل ای غارفین او راشفین۔

Marfat.com

ترجمہ۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طالب ایک کف دست یعنی چلو کے ہیں آپ کے دریائے معرفت سے یا بقدر ایک دفعہ کے چوسنے یعنی قطرہ کے آپ کے علم کے بارانہائے بسیار بار ہمیشہ برسنے والی سے یعنی جملہ انبیاء آپ کے فیض کے طالب اور اُس سے مستفید ہیں اور باایں ہمہ جو اُن کو ہر ایک کے حوصلہ کے موافق عطا ہوتا ہے یکے از ہزار واند کے از بسیار ہے۔

وَوَاقِفُوْنَ لَدَيْهِ عِنْدَ حَدِّهِمِ		مِنْ نُقْطَةِ الْعِلْمِ اَوْمِنْ شَكْلَةِ الْحِكَمِ

عطف علی الملتمس فہو خبر لکل۔ وانما جمعہ حملا علی المعنی۔ وحد الشئی نہایۃ وطرفہ والنقطۃ مالا یقبل القسمۃ اصلاً ای لافرضاً ولا عقلاً ولا وہماً۔ والشکلۃ بالفتح من شکلت الکتاب ای قیدتہ بالاعراب۔ ومن فی الموضعین بیان للحد۔ او حال منہ ای کائنا۔

ترجمہ۔ اور تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے حضور میں اپنے حد اور مرتبہ کے موافق کھڑے ہیں اور وہ اُن کی حد آپ کی کتاب علم سے مثل نقطہ کے ہے یا آپ کی حکمتوں کی کتاب سے مثل اعراب کے۔ حاصل یہ ہے کہ جو علم اور حکمتیں اُن کو عطا ہوئی ہیں وہ اتنی وسیع اور کثیر ہیں کہ علم وحکم انبیاء کو اُن سے وہی نسبت ہے جو نقطہ اور اعراب کو کتاب سے نسبت ہوتی ہے یعنی نہایت قلیل۔ اور چونکہ حضرات انبیاء کے درجات مختلف ہیں پس بعض آپ کے علم اور حکم سے مثل نقطہ کے جو قابل انقسام نہیں ہوتا اور بعض مثل اعراب کے جو نقطہ سے بڑا ہوتا ہے۔ اور اس لئے قابل انقسام ہوتا ہے نسبت رکھتے ہیں۔ الغرض آپ کے علم وحکم سب سے فائق ہیں

فَهُوَ الَّذِيْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَصُوْرَتُهٗ		ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِيْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

الفاء للتفریع ای لما کان صلی اللہ علیہ وسلم افضل الخلق فی الصورۃ والسیرۃ فہو الذی الخ ومعنی تم کمل یعنی کمل کمالاتہ المعنویۃ والظاہریۃ۔ وثم لتفاوت بین المضمونین۔ والآخر منہما افضل و اعلیٰ من الاول واصطفاہ اختارہ۔ حبیبا مفعول ثان یتضمن معنی الجعل ای اختارہ جاعلا لہ حبیبا۔ ماخوذ من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم الا وانا حبیب اللہ ولا فخر۔ والباری من برء بمعنی خلق فہو مہموز او من البری فناقص ومنہ البریۃ ای المخلوق۔ والنسم جمع نسمۃ وہی النفس او الانسان او ذو روح ماخوذ من النسیم۔

ترجمہ۔ جبکہ یہ معلوم ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خَلق اور خُلق میں سب سے افضل اور تمام کمالات کے جامع ہیں۔ تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ آپ فضائل باطنی وظاہری میں کمال کے درجے کو پہنچے ہوئے ہیں پھر اُس کے ساتھ یہ اعلیٰ درجہ کی آپ میں خوبی ہے کہ خداوند تعالیٰ شانہ نے جو خالق تمام مخلوقات ہے آپ کو اپنا حبیب بنالیا اور افضل المرسلین وخاتم النبیین کر دیا ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء ؎

خود حسن وجمال بے نہایت داری + ہم جود وکرم بحدِ غایت داری

شد حسن تراسلم وہم احسان + محبوب توئی کہ ہر دو آیت داری
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِیْ مَحَاسِنِہٖ	فَجَوْہَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ

خبر مبتدء محذوف ای ہو منزہ۔ ومحاسن جمع حسن علی خلاف القیاس۔ وفیہ صفۃ الحسن ای الکائن فیہ او خبر ای ثابت فیہ۔ وغیر خبر بعد خبر۔ والجوہر الحقیقۃ۔

ترجمہ۔ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم اس عیب سے پاک ہیں کہ اُن کی خوبیوں میں اور کوئی بالذات اُن کا شریک ہو۔ بلکہ تمام خوبیوں کے آپ مستقل مالک ہیں اوروں میں جو خوبیاں ہیں آپ کی خوبیوں کا ظل ہے کیونکہ وہ آپ ہی سے مستفاد ہیں۔ یہ اشارہ ہے اُس حدیث شریف کی طرف جو جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اول مخلوق کون ہے آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اوّل تیرے نبی کا نور پیدا کیا اور پھر اُس نور کو پھیلایا اور اُس سے لوح وقلم وعرش وکرسی وملائک ملک ملکوت وعالم وآدم پیدا کیا اور لفظ جوہر میں لطیف اشارہ ہے اس طرف کہ حقیقت حسن عدم انقسام میں مثل جوہر فرد کے ہے غیر قابل القسمۃ اس لئے کہتا ہے کہ حقیقتِ حسن جو آپ میں ہے اُس کے حصص اور اجزا نہیں کئے گئے بلکہ وہ تمام وکمال اولاً بالذات آپ ہی کی ذات شریف میں منحصر ہے اور اوروں پر اُس کا سایہ محض وپرتو ہے ؎

آنچہ اسباب جمال ست رخ خوب ترا + ہمہ بروجہ کمال ست کما لا یخفےٰ
پس یہ شعر ہر دو اشعار ذیل سے مدح واقعی میں بہت بڑھا ہوا ہے ؎
لب لعل وخط سبز ورخ زیبا داری + حسن یوسف دم عیسےٰ ید بیضا داری
شیوہ وشکل وشمائل حرکات وسکنات + آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

دَعْ مَا ادَّعَتْہُ النَّصَارٰی فِیْ نَبِیِّہِمْ	وَاحْکُمْ بِمَا شِئْتَ مَدْحًا فِیْہِ وَاحْتَکِمٖ

دع ای اترک۔ والخطاب لکل من یصلح ان یکون مخاطبا من المؤمنین بہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ونصاری جمع نصران کسکاری جمع سکران وہو قریۃ بالشام ینسب الیہا النصاری وما الثانیۃ موصولۃ والعائد محذوف ای باشئتہ۔ ومدحًا ای حال کونک مادحا۔ والمجرور عائد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ واحتکم تاکید للاول للمبالغۃ فیہ او امر من احتکم القوم ای ذہبوا عند الحاکم لیحکم فیہم۔

ترجمہ۔ اُس دعوے کو جو نصاریٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی بابت کیا ہے کہ ان میں لاہوت و ناسوت جمع ہوئے ہیں۔ پس وہ انسان بھی ہیں اور خدا بھی۔ یا خدا نے اُن میں حلول فرمایا ہے۔ یا وہ منجملہ

Marfat.com

تین خدا کے ایک ہیں علیٰ اختلاف اقوالہم، ای مخاطب عاقل چھوڑ دے اور ایسا دعوی اپنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مت کر بلکہ اُن کو افضل العباد سمجھ اور اس کے سوا آپ کی مدح شریف میں جس وصفِ کمال کا تیرا دل چاہے حکم جازم اور قطعی دعوی کر اور اُس پر خوب مستحکم اور استوار رہ۔ ولقد احسن من قال مخاطباً لہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر+ ولقد ضمنہ بعض الاعاظم احسن تضمین حیث قال یا صاحب الجمال و یا سید البشر+ من وجہک المنیر لقد نور القمر+ لایمکن الثناء کما کان حقہ۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر+

وانسب الی ذاتہ ما شئت من شرف	وانسب الی قدرہ ما شئت من عظم

عطف علی احکم۔ والشرف کمال یتعلق بالذات والحقیقۃ۔ والعظمۃ کمال یتعلق بالمرتبۃ۔ والقدر المقدار وما فی المصراعین موصولۃ والجملۃ بعدہا صلتہا مع حذف العائد ای ماشئتہ والتنوین فی شرف وعظم للتفخیم۔

ترجمہ۔ جبکہ تو نے جان لیا کہ باعث خلق عالم آپ کی مقدس ذات ہے۔ اور جو کمالات انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہوئے ہیں آپ ہی کی ذات کے آفتاب فیوض کا پرتو اور آپ ہی کے دریائے کرم وجود کا قطرہ ہے اور تجکو اجمالاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال ظاہری اور کمالات باطنی پر آگاہی ہوگئی تو اب آپ کی ذات بابرکات کی طرف جو خوبیاں باستثنائے مرتبہ اُلوہیت تو چاہے منسوب کر وہ سب قابل تسلیم ہوں گی۔ اور آپ کی قدر عظیم کی طرف جو بڑائیاں تو چاہے نسبت کر وہ سب صحیح ہوں گی۔

فان فضل رسول اللہ لیس لہ	حد فیعرب عنہ ناطق بفم

الفاء الاولی لتعلیل ما بینہ من فضائلہ بما الموصولۃ۔ وفضل علیہ فاق علیہ۔ ولہ خبر لیس وحد اسمہا قدم للتخصیص۔ والفاء الثانیۃ فی جواب النفی والفعل منصوب بان مقدرۃ بعد الفاء۔ والاعراب الاظہار والبیان والمجرور للحد۔ وقید الفم علی طریقۃ قولہ تعالی وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ۔

ترجمہ۔ اور یہ میرا دعوی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریف وقدر منیف کی طرف جو خوبیاں اور بڑائیاں تو چاہے منسوب کر اُس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل کی کچھ حد ونہایت نہیں ہے کہ کوئی گویا ان کو بذریعہ اپنی زبان کے ظاہر وبیان کر سکے۔

لو ناسبت قدرہ آیاتہ عظما	احیی اسمہ حین یدعی دارس الرمم

قدرہ مفعول ناسبت۔ وعظما تمیز من النسبۃ ای من حیث العظمۃ والشرف۔ والمراد بالآیات خواصہ العجیبۃ الصادرۃ منہ امارات العنایۃ الالہیۃ المختصۃ بہ فالقرآن خارج منہا۔ اومعجزاتہ خص القرآن منہا بالعقل و [illegible] البالیۃ والرمم جمع رمۃ وہی البالیۃ من العظم کقطع وقطعۃ ودارس الرمم من اضافۃ الصفۃ الی الموصوف

ترجمہ۔ اگر آپ کے معجزات عزت وشرف میں آپ کی مرتبہ کے موافق ہوتے تو جب اور جس وقت

86991

Marfat.com

آپ کا اسم شریف لیا جاتا تو وہ استخوانہائے بوسیدہ کو زندہ کر دیتا اور بعض شراح نے آیات سے اسمائے شریف مراد لئے ہیں اور معنی شعر یہ لئے ہیں کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت اسمائے شریف سے مشابہت کامل رکھتی تو جیسے مسمیٰ یعنی ذات با برکات سے احیائے اموات مکرر ظہور میں آیا ہے ایسا ہی اسم مبارک سے جس وقت مذکور ہوتا یہ معجزہ ظہور میں آتا فقط بندہ مترجم عرض کرتا ہے کہ احیائے اموات سے بمراتب بڑھکر جناب سرور کائنات علیہ الف الف تحیات وتسلیمات سے معجزے بکرات ومرات ظہور میں آئے ہیں یعنی کلام کرنا حجر وشجر کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بکثرت احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ مُردہ میں تو زندہ ہونے کی لیاقت بلحاظ ایام حیات موجود تھی وہ اگر زندہ ہو جاوے تو چنداں جائے تعجب نہیں مگر حجر وشجر کا بولنا اور بُلانا اعلیٰ درجہ کا معجزہ ہے جن کو حیات ظاہر سے کبھی مناسبت ہی نہیں ہوئی۔ ولذا قلت فی بعض قصائد المدحیۃ ؎ انکان عاذر احیاہ المسیح فقد ٭ تکلمت منہ عجماء وعجمات ٭

لَمْ یَمْتَحِنَّا بِمَا تَعْیَی الْعُقُوْلُ بِہٖ ۔۔۔ حِرْصًا عَلَیْنَا فَلَمْ نَرْتَبْ وَلَمْ نَہِمِ

عیّ بالامر اذا لم تہتد لوجہہ وعجز۔ وضمیر بہ للموصول۔ والارتیاب التشکیک والتردد۔ ولہم نہم من ہام اذا تحیر او من وہم بالفتح اذا ذہب وہمہ فی شئ۔

ترجمہ۔ آپ نے ہم کو ایسی چیزوں سے نہ آزمایا جن کے دریافت کرنے میں ہماری عقول عاجز اور درماندہ ہو جاویں۔ کیونکہ آپ کو ہماری اصلاح مرغوب تھی اس لئے ہم کسی حکم کے قبول کرنے میں شک میں نہ پڑے اور سلوک طریق شریعت میں حیران و سرگردان یا مبتلائے وہم نہ ہوئے۔ یعنی آپ کا دین اسلام بمقتضائے اتیتکم بالحنیفیۃ السہلۃ البیضاء سہل و آسان وصاف وواضح ہے کوئی پیچیدگی نہیں ہے مثلاً مانند دین نصاریٰ کی تین ایک کی اسلام میں کوئی امر دور از فہم نہیں ہے۔

اَعْیَی الْوَرٰی فَہْمُ مَعْنَاہُ فَلَیْسَ یُرٰی ۔۔۔ لِلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْفَحِمِ

اعییٰ اعجز۔ الوریٰ الخلق مفعول قدم علی فاعلہ وہو فہم للاہتمام۔ ومعناہ ای کمالاتہ المشار الیہ لقولہ انک لعلی خلق عظیم من صدق الحدیث والوفاء بالعہد واداء الامانۃ وحفظ الجوار ورحمۃ الیتیم ولین الکلام وحسن العمل وقصر الامل وکمال العلم والعقل والعفو والجود والشجاعۃ والحیاء وحسن المعاشرۃ مع الخلق والعدل والعفۃ والمروۃ والزہد عن الدنیا واہتمام الآخرۃ والقناعۃ وغیر ذلک من الاخلاق الحمیدۃ مما لا یدخل تحت العد والاحصاء۔ ویریٰ ای یعلم او یبصر برویۃ البصر۔ والقرب والبعد یجوز ان یکون بحسب المکان والزمان او المرتبۃ ویجوز الرفع فی غیر علی انہ مفعول اقیم مقام الفاعل لیریٰ والنصب علی انہ مفعول ثان لہ۔ وغیر منفحم ای ساکت عن ادراک حقیقتہ عاجز عن بیان مجملہ فضلا عن تفصیلہ۔

Marfat.com

ترجمہ۔ آپ کی کمالات ظاہری و باطنی کی دریافت نے تمام خلق کو عاجز کر دیا پس نہیں دیکھا جاتا ہے اُن لوگوں میں جو آپ سے قریب ہیں یعنی صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین عظام مشہود لہم بالخیر میں یا نزدیک و دور یا اشخاص قریب المنزلہ یعنی خواص میں یا بعید المنزلہ یعنی عوام میں درباب دریافت کمالات حضرت کے مگر عاجز و ساکت یعنی آپ کے کمالات کی حد اور پوری کیفیت کسی کو معلوم نہیں۔

صَغِیْرَۃً وَّ تُکِلُّ الطَّرْفَ مِنْ اَمَمٖ		کَالشَّمْسِ تَظْهَرُ لِلْعَیْنَیْنِ مِنْ بُعُدٍ

صفۃ مصدر اعیی ای اعیی اعیاء مثل اعیاء الشمس۔ او خبر مبتدء محذوف ای ہو کالشمس والجملۃ بعدہا حال والعامل فیہ معنی الکاف ای اشبہ بالشمس حال کونہا بہذہ الصفۃ۔ وبعد کعنق بمعنی بعد وتکل ای تقع فی الکلال والعی والامم القرب۔

ترجمہ۔ آپ کا حال عدم ادراک کیفیت کمالات ظاہریہ و باطنیہ میں مثل آفتاب کے ہے کہ وہ دور سے چھوٹا بقدر قوس یا آئینہ معلوم ہوتا ہے اور ناظر بسبب نہایت بُعد کے اُس کی واقعی مقدار نہیں معلوم کر سکتا ہے۔ اور اگر اُس کو پاس سے دیکھو تو بوجہ غایت نورانیت کے چشم بینندہ عاجز و درماندہ و خیرہ ہو جاتی ہے اور اُس کی پوری حقیقت دریافت نہیں کر سکتی۔ ایسا ہی حال حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ ظاہر میں اشخاص آپ کو ایک جسم مقدد دیکھتے ہیں اور آپ کی حقیقت واقعیہ بسبب غایۃ بُعد و پستی اپنے مرتبہ کے معلوم نہیں کر سکتے۔ اور صاحبانِ کشف و شہود کی آنکھیں بسبب قرب و غایۃ درخشانی انوار سید ابرار خیرہ ہو جاتی ہیں۔ الغرض نزدیک و دور سے دیکھنے والے دریافت حقیقت حضرت نہیں کر سکتے اور عدم دریافت میں دونوں برابر ہیں۔ ولقد صدق فیما قال۔

قَوْمٌ نِیَامٌ تَسَلَّوْا عَنْهُ بِالْحُلُمِ		وَکَیْفَ یُدْرِکُ فِی الدُّنْیَا حَقِیْقَتَهٗ

استفہام انکاری ای لا یدرک۔ ونیام جمع نائم اراد بہ الغافل المحجوب۔ وتسلوا ای قنعوا صفۃ ثانیۃ لقوم۔ والحلم ما یراہ النائم فی النوم۔ وانما قال فی الدنیا لانہ فی الآخرۃ تظہر المراتب وتکشف الاسرار فیتنبہون فیہا

ترجمہ۔ جب تمام خلق اور اولیائے مقربین حقیقت حضرت دریافت نہیں کر سکتے تو اربابِ غفلت جو مبتلائے قساوتِ قلبی اور منہمک شہوات نفسانی ہیں اور دریافت حقیقت سے محروم اور اپنے خیال و خواب پر قانع ہیں حقیقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں کس طرح دریافت کر سکتے یعنی نہیں کر سکتے۔ دنیا کی قید اس واسطے لگائی کہ آخرت میں علائق جسمانی و عوائق ظلمانی ہیولانی سے فی الجملہ تجرد حاصل ہوگا اور اجسام تصفیہ میں حکم ارواح پیدا کر لیں گے اُس وقت ہر شخص کو حسب مرتبہ جمال کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثل آفتاب روشن اور واضح معلوم ہونے لگے گا

Marfat.com

فَمَبْلَغُ الْعِلْمِ فِیْهِ اَنَّهٗ بَشَرٌ	وَاَنَّهٗ خَیْرُ خَلْقِ اللّٰهِ کُلِّهِمِ

الفاء للتفریع۔ ومبلغ مصدر میمی ای محل بلوغ العلم فیہ ای فی حقہ وشانہ وتنکیر بشر للتعظیم۔

ترجمہ۔ جبکہ دریافت حقیقت حضرت ختم المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم غیر ممکن ہے تو غالب اور نہایت ہم سب کی فہم اور علم کی یہ ہے کہ آپ بشر عظیم القدر ہیں اور یہ کہ وہ تمام خلق اللہ انسان و ملائکہ وغیرہ سے بہتر ہیں ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

وَکُلُّ آیٍ اَتَی الرُّسُلُ الْکِرَامُ بِهَا	فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُوْرِهٖ بِهِمِ

الآی جمع آیۃ والمراد بہا المعجزات۔ ویجوز ان یکون مرخماً۔

ترجمہ۔ اور ہر معجزہ جس کو رسولان کرام لائے سوائے اس کے نہیں کہ وہ معجزہ ان کو صرف بدولت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا ہے۔ کیونکہ آپ ہی باعث ایجاد خلق ہیں کہ اول ما خلق اللہ نوری وقال اللہ تعالیٰ مخاطبا لآدم علیہ السلام لولاہ ما خلقتک وورد ایضا لولاک لما خلقت الافلاک

فَاِنَّهٗ شَمْسُ فَضْلٍ هُمْ کَوَاکِبُهَا	یُظْهِرْنَ اَنْوَارَهَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

علۃ للاتصال۔ ومعنی شمس فضل شمس من افضال اللہ تعالیٰ۔ او شمس کمال ای کمال فالتنوین للتعظیم والمراد بالکواکب اما معناہ الحقیقی فالاضافۃ باعتبار انہا سلطان الکواکب فالتشبیہ فی کتمانہا عند ظہورہا۔ واما معناہ المجازی وہو الاقمار۔ واصل الناس ناسی حذف الیاء نسیاً منسیاً وکذا الانسان مشتق من النسیان وقیل من الانس۔ والمراد بالانوار انوار العلوم والحکم والفوائد الدینیۃ والہدایات الی السعادات الاخرویۃ وبالظلم الجہالات

ترجمہ۔ وجہ اتصال یہ ہے کہ آپ آفتاب فضل و کمال ہیں اور انبیاء علیہم السلام اس آفتاب کے اقمار و کواکب ہیں۔ پس جیسے قمر بوقت غیبوبۃ شمس استفادہ نور کا شمس سے کرکے شب تاریک کو روشن کرتا ہے اسی طرح انبیاء استفادہ فیوض ظاہری و باطنی روح پرفتوح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کرکے قبل ظہور وجود باجود خلق کی رہنمائی کرتے رہے ہیں اور جب خود رونق بخش دنیا ہوئے تو سب چراغ پیش آفتاب ہوگئے۔

اَکْرِمْ بِخَلْقِ نَبِیٍّ زَانَهٗ خُلُقٌ	بِالْحُسْنِ مُشْتَمِلٍ بِالْبِشْرِ مُتَّسِمِ

اکرم بہ صیغۃ تعجب۔ والابیات الخمسۃ الآتیۃ تظہرہ لوجود التعجب ومتسم ای مشتہر بالبشر ای طلاقۃ الوجہ

ترجمہ۔ کیا عمدہ ہے سرشت وصورت حضرت کی جس کو آپ کے خلق عظیم نے زینت دی ہے ایسے حال میں کہ وہ سرتاپا جامۂ حسن میں لپٹی ہوئی ہے اور تازہ روئی اور کشادہ پیشانی سے متصف و نشان مند ہے۔

کَالزَّهْرِ فِیْ تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِیْ شَرَفٍ	وَالْبَحْرِ فِیْ کَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِیْ هِمَمِ

Marfat.com

صفۃ نبی فیکون مجرورا او خبر مبتدء محذوف ای ہو کالزہر فیکون مرفوعًا او تفسیر للخلق والخلق اعنی مثل الزہر وکذا فی البواقی فیکون منصوبًا۔ والزہر النور بفتح النون۔ والترف اللطافۃ والنضارۃ۔ والشرف العلو والمکان العالی وعند اہل النجوم شرف الکوکب عبارۃ عن غایۃ کمالہ وظہور خواصہ الحسنۃ وسلامتہ عن النحوسۃ وکرم البحر عموم الانتفاع بہ بلا منۃ ولا ضنۃ۔

ترجمہ۔ ذات عالی صفات حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کی سرشت نیکو و خلق عظیم لطافت ونظافت میں مثل شگوفہ کے اور مثل ماہ چہار دہم کے علو و بزرگی میں اور مانند سمندر کے عموم فیض و نفع رسانی خلائق میں اور مانند زمانے کے ہمتوں میں ہمت زمانہ یہ ہے کہ ہر ناقص کو اُس کی غایۃ کمال تک پہنچا دیتا ہے اور ممکنات کو ظہور میں لاتا ہے اور عجائب وغرائب اُمور ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم ہر مستفیض کو اُس کے کمالات ظاہر و باطن میں بدرجۂ کمال پہنچا دیتے ہیں۔ اور بشر کو ملائکہ سے افضل بنا دیتے ہیں۔ وہذا امر بدیہی عند من اطلع علی احوال الصحابۃ والتابعین واولیاء اُمتہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اور مقصود ان ظاہری تشبیہات سے سمجھانا اور قریب الفہم کرنا مخاطب کا ہے۔ ورنہ احوالِ عالم کو کیا نسبت ہوسکتی ہے اُس ذات مقدس کے کمالات سے جس کا وجود آپ کا طفیلی ہے ؎ چہ نسبت خاک را با عالم پاک + ولقد اجاد الحسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیث قال لتقریب کمالاتہ الی الافہام فی مدحہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ؎ لہ راحۃ لو ان معشار جودہا + علی البر کان البر اندی من البحر + لہ ہمم لا منتہی لکبارہا + وہمتہ الصغری اجل من الدہر اللہم صل وسلم علیہ ما ذکرہ الذاکرون وما غفل عن ذکرہ الغافلون

کَاَنَّہٗ وَہُوَ فَرْدٌ فِیْ جَلَالَتِہٖ		فِیْ عَسْکَرٍ حِیْنَ تَلْقَاہُ وَفِیْ حَشَمٖ

کان للتشبیہ ویجیٔ للظن۔ والواو للحال من اسم کانّ۔ والعامل فیہ معنی التشبیہ۔ وفی جلالتہ مفعول فیہ لفرد۔ والفرد یجوز ان یراد بہ واحد غیر مصحوب بہ احد وان یراد بہ منفردا فی کمالہ وفی عسکر خبر کان و متعلق بمحذوف ای کائن۔ والخطاب فی تلقاہ لکل من یصلح ان یکون مخاطبًا۔

ترجمہ۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے حال میں کہ آپ اپنے جلال و عظمت میں یکتا و یگانہ ہیں جب تو اُن سے ملے تو تجکو ایسا معلوم ہوگا کہ آپ درمیان ایک لشکر عظیم و خدام کثیر کے ہیں۔ جب ناظم مرحوم نے آپ کے خلق عظیم اور نرم خوئی کی نہایت تعریف کی تو اُس سے شبہ کم رعبی ہونا تھا لہذا یہ شبہ دفع کرنے کو فرماتا ہے کہ آپ ہر چند خوش اخلاقی میں کمال رکھتے ہیں مگر با ایں ہمہ آپ کو منجانب اللہ تعالیٰ ایسی ہیبت عنایت ہوئی تھی اور ایسا رعب عطا ہوا تھا کہ بحالتِ تنہائی ایسے رعب دار تھے جیسا کوئی سردار لشکر کثیر میں بارعب اور ہیبت ہوتا ہے۔

Marfat.com

کأنما اللؤلؤ المکنون فی صدف	من معدنی منطق منہ ومبتسم

اللؤلؤ الدار۔ والمکنون المستور۔ وقید اللؤلؤ بکونہ فی صدف لانہ یکون فیہ فی کمال الصفاء والبہاء ومن الاولی متعلقۃ بمستخرج۔ والثانیۃ بکائن۔ والمعدن بالمکان اقام بہ ای محل الاقامۃ غلب علی منبع الشیء النفیس۔ ومعدن النطق القلب والبادی منہ الکلام واللسان ترجمان الجنان ومعدن الابتسام الفم والبادی منہ الثغر شبہ الدر الذی یکون فی غایۃ الصفاء والبہاء بکلامہ علیہ السلام المہذب الحلو الموجب للحیوۃ الابدیۃ وباسنانہ المبارکۃ اللامعۃ کالبرق۔ کما روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا ابتسم ضاحکا افتر عن مثل سنا البرق وعن مثل حب الغمام واذا تکلم روی کالنور یخرج من ثنایاہ فہذا التشبیہ کما فی قول الشاعر ع

وبدا الصباح کان غرتہ + وجہ الخلیفۃ حین یمتدح + وہذا الشعر ابلغ من قول بعضہم ع

فمن لؤلؤ یبدیہ عند ابتسامہ + ومن لؤلؤ عند الکلام تساقط

ترجمہ۔ گویا موتی جو اپنی صدف میں پنہاں ہے اور اب تک باہر آکر دستمال نہیں ہوا اپنی چمک اور دمک میں اُن گوہروں کے مشابہ ہے جو اُن دو کانوں سے نکلا ہو جن میں ایک کان زبان مبارک ہے یعنی کلام بلاغت انتظام اور دوسرے دولب شریف یعنی دندان درخشاں۔ خلاصہ یہ کہ وہ موتی جو ہنوز صدف سے نہیں نکلا وہ کمال صفائی و چمک میں آپ کے کلام اور دنداں سے مشابہ ہے گو اُن کی صفائی کو نہیں پہنچ سکتا مقصود تعریف صفائی و پاکیزگی کلام و لمعان و درخشانی دندان مبارک ہے اور یہ تعریف مطابق حدیث شریف ہے۔

لا طیب یعدل تربا ضم اعظمہ	طوبی لمنتشق منہ وملتثم

تربا مفعول بہ لیعدل و اعظمہ منصوب مفعول لہ۔ الاعظم بضم الظاء جمع عظم۔ واراد بالاعظم جمیع بدنہ مجازا بذکر الجزء وارادۃ الکل والا فجسدہ المبارک الآن کما کان فی الحیوۃ لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء علیہم السلام وانہم یصلون فی قبورہم والانتشاق الشم والالتثام التقبیل۔

ترجمہ کوئی بوئے خوش اُس خاک پاک کی ہمسری اور برابری نہیں کرسکتی جس نے جسم شریف کو جمع کیا ہے یعنی اس کے گرد چاروں طرف احاطہ کئے ہوئے ہے اور خوشی اور خوبی ہے اُس صاحب نصیب کو جس نے اُس خاک کی خوشبو سونگھی ہے اور جس نے اس کا بوسہ دیا ہے اور یہ تحقیق ہے کہ موضع مرقد شریف تمام اجزائے زمین سے بلکہ کعبہ معظمہ اور عرش اعظم سے بھی افضل ہے اور کیوں نہ ہو کہ احادیث شریفہ میں آیا ہے کہ ہر متنفس کی پیدائش اس خاک سے ہے جس میں وہ دفن ہوتا ہے۔ اور بعد استثنائے موقع قبر شریف کے علماء میں اختلاف ہے کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ سوا اکثر صحابہ

Marfat.com

وتابعین رضی اللہ عنہم کا مذہب بعد استثنائے کعبہ شریفہ تفضیل مدینہ منورہ ہے مکہ معظمہ پر۔

اَبَانَ مَوْلِدُہٗ عَنْ طِیْبِ عُنْصُرِہٖ	یَاطِیْبَ مُبْتَدَءٍ مِنْہُ وَمُخْتَتَمِ

ابانہ اظہرہ۔ والمولد والمبتدء والمختتم اسماء زمان وہو المناسب للبیت اللاحق۔ والعنصر الاصل والمراد بطیب العنصر طہارتہ ونظافتہ اصلہ مما لاینبغی۔ والمنادی محذوف تقدیرہ یاقوم او یازمان شموا وانظروا طیب ابتدائہ وطیب اختتامہ۔ والاولی ان یجعل طیب منادی براسہ ای یاطیب اقبل والنشر انحنک فالآن اوانک لان عند ذکرہ الشریف وصلوٰۃ تنتشر روائح الرحمۃ والبشری فعند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ فلا غروان یصیبک بعضہا۔

ترجمہ۔ آپ کے زمان ولادت نے بسبب ظہور امور غریبہ و کرامات عظیمہ آپ کی عمدگی و لطافت و طہارت اصل مبارک کو ظاہر کردیا۔ آؤ قوم یا ای خوشبو تم حاضر ہو۔ اور آپ کی حسن ابتدا اور خوبی خاتمہ کو دیکھو اور اے زمان ولادت و زمانِ رحلت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم تیرے فضائل کا کیا کہنا ہے تو تمام زمانوں سے افضل ہے کہ سورۂ والعصر میں خدا نے تیری قسم کھائی اور تجکو شرف وجود باجود فخر عالم و آدم سے مشرف فرمایا ؎

از فروغ آتست روشن دین و دنیا ہر دوجا	بر تو باد از خدا صلوات یا بدر الدجےٰ
مادر گیتی نزادہ چوں تو فرزند دگر	دیدۂ عالم ندیدہ ہمچو تو حسن اللقا
کے ملک کردے بہ پیش آدم خاکی سجود	نور تو در وی نبودی گر ودیعت ای ہدا
پی نبردے ہیچکس تا منزل حق الیقین	گر نبودے ذات پاکت اندریں رہ مقتدا
از بہار لطف تو سر سبز باغ کائنات	وز نسیم فیض تو شاداب تر روض الصفا

حضرت مقدسہ آمنہ مادر شریف سے روایت ہے کہ بوقت ولادت مبارک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسا نور ظاہر ہوا کہ زمین سے آسمان تک روشن ہوگیا اور مجکو قصور شام معلوم ہونے لگے اور ایسی خوشبو ظاہر ہوئی کہ دماغ عالم معطر ہوگیا اور میرے گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ اے آمنہ آپ کو تین روز تک ظاہر مت کر کہ ملائکہ سلام کے لئے ظاہر ہوتے ہیں اور آپ مختون و ناف بریدہ اور آلائش اطفال سے پاک پیدا ہوئے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور حضرت صفیہ بنت عبد المطلب کہتی ہیں کہ میں بوقت ولادت حضرت کی دایہ تھی سو میں نے دیکھا کہ آپ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب آگیا اور میں نے اس شب چھ عجیب چیزیں دیکھیں۔ اوّل یہ کہ جب آپ شکم مادر سے جدا ہوئے تو آپ نے اوّل خداوند تعالیٰ شانہٗ کو سجدہ کیا۔ دوسرے یہ کہ آپ نے سر اپنا اٹھایا اور لا الٰہ الا اللہ انی رسول اللہ فرمایا۔ تیسرے یہ کہ تمام

گھر آپ کے نور سے روشن ہوگیا۔ چوتھے یہ کہ میں نے حسب دستور ارادہ آپ کے غسل کا کیا تو غیب سے آواز آئی کہ اے صفیہ تو غسل کی تکلیف گوارا نہ کر کیونکہ ہم نے ان کو شکم مادر سے غسل دادہ پاک وصاف جدا کیا ہے۔ پانچویں یہ کہ آپ مختون ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ چھٹے یہ کہ جب میں نے چاہا کہ آپ کو کرتہ پہناؤں تو میں نے آپ کی پشت مبارک پر مہر نبوت دیکھی جس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔ اور امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے بوقت غسل حضرت کے ایسی بوئے خوش سونگھی کہ پہلے کبھی ایسی بوئے خوش سونگھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا اور یہ بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ میں نے بوقت غسل شریف آپ کے جسم مبارک پر کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو اموات کو پیش آتی ہے میل وغیرہ سے تو میں نے کہا کہ آپ پر میرے پدر و مادر قربان ہوں کہ آپ زندہ بھی نہایت پاک تھے اور بعد وفات کے بھی جناب امیر سے لوگوں نے سبب کمال حفظ وفہم کا پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ جب میں نے حضرت کو غسل دیا تو ایک پانی کا قطرہ آپ کے چشم مبارک پر رہ گیا تھا سو مجکو گوارا نہ ہوا کہ اُس کو زمین پر گرادوں اس لئے میں نے اس کو پی لیا یہ میرے کمال حفظ وفہم کا سبب ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

يَوْمٌ تَفَرَّسَ فِيهِ الْفُرْسُ اِنَّهُمْ	قَدْ اُنْذِرُوْا بِحُلُوْلِ الْبُؤْسِ وَالنِّقَمِ

بدل من مولدہ۔ والمراد بیوم مطلق الوقت کما یقال وقع ذلک یوم خلافۃ الرشید ای فی خلافتہ وتفرس ای علموا بالفراسۃ۔ والفرس کقفل الفارسیون۔ والحلول النزول۔ والبوس الشدۃ والعذاب۔ والنقم جمع نقمۃ وہی العقوبۃ۔

ترجمہ۔ آپ کی پیدائش کا روز وہ مبارک دن ہے کہ اہل فارس نے اپنی فراست سے کہ اُس وقت آیات بینات بکثرت ظاہر ہوئیں اور بھی اوضاع فلکیہ و اخبار کاہنان سے دریافت کر لیا کہ وہ لوگ ڈرائے گئے کہ زمانہ اُن کی زوال سلطنت اور پیش آنے مصائب کا بسبب ولادت سرور کائنات قریب آگیا ہے

وَبَاتَ اِيْوَانُ كِسْرٰى وَهُوَ مُنْصَدِعٌ	كَشَمْلِ اَصْحَابِ كِسْرٰى غَيْرَ مُلْتَئِمِ

عطف علی تفرس۔ وبات من الافعال الناقصۃ ومعناہ دخل فی المساء او بمعنی صار ای صار وقت البیتوتۃ والمراد لیلۃ میلادہ۔ وکسری معرب خسرو۔ والمراد بکسری الاول ہو نوشیروان العادل ابن القباد وبالثانی یزدجرد آخر ملوک الفارس الذی فرالی مرو من جنود الاسلام فی عہد امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی فی محاربۃ نہاوند وقتل بہا وانتشرت عساکرہ۔ والمنصدع المنشق والشمل المتفرق۔ والملتئم المجتمع۔ او المراد بکسری الثانی الخسرو صاحب بحرین الذی بعث الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبد اللہ بن حذافۃ السہمی بکتابہ الشریف وامرہ ان یدفعہ الی عظیم البحرین فدفعہ عظیم البحرین الیہ فلما قرأہ مزقہ فدعا علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یمزق کل ممزق ای مزقہم اللہ تعالی تمزیقا تاما۔

Marfat.com

ترجمہ۔ اور نوشیرواں کا محل بوقت ولادت باسعادت بحالت شکستگی ایسا پاش پاش ہوگیا جیسے لشکر کسریٰ کو پھر مجتمع ہونا نصیب نہ ہوا۔ کہتے ہیں کہ محل مذکور بالکل پھٹ گیا تھا۔ اور اُس کے چودہ کنگرے گر گئے۔ اس پر کاہنوں نے کہا کہ اس سلطنت کے چودہ بادشاہ تخت نشین ہوں گے۔ چونکہ کسریٰ کو فی الجملہ تسلی ہوئی اور کہا کہ چودہ بادشاہوں کے گزرنے کے لئے ایک عرصۂ دراز چاہئے۔ مگر حال یہ ہوا کہ چار برس کے عرصہ میں اُن کے دس بادشاہ گزر چکے اور باقی چار امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ تلک ختم ہوگئے۔ واجاد القائل ؎

عجم میں زلزلہ نوشیرواں کے قصر میں آیا ✣ عرب میں شور اُٹھا جس وقت اُس کی آمد آمد کا

وَسَاءَ سَاوَةَ اَنْ غَاضَتْ بُحَيْرَتُهَا	وَرُدَّ وَارِدُهَا بِالْغَيْظِ حِيْنَ ظَمِي

ساء یسوء سوءً بالفتح نقیض سرہ عطف علی تفرس۔ وساوۃ بلدۃ والمراد اہلہا۔ وغاضت ای نقصت وغارت وبحیرتہا فاعل ساء۔ وردّ ان قرئ مجہولا فواردہا مرفوع والا فمنصوب والظماء العطش وصل ظمی ظمئ بالہمزۃ فابدلت بالیاء واسکنت لضرورۃ القافیۃ۔

ترجمہ۔ اور اہل ساوہ کو اس امر نے غمگین کیا کہ اُس کے دریاچہ کا پانی خشک ہوگیا اور اُس کے گھاٹ پر آنے والا جبکہ تشنہ ہوا خشمگین ناکامیاب لوٹا یا گیا یا اُس نے اُس کو تشنہ لوٹایا۔

وَالنَّارُ خَامِدَةُ الْاَنْفَاسِ مِنْ اَسَفٍ	عَلَيْهِ وَالنَّهْرُ سَاهِي الْعَيْنِ مِنْ سَدَمٍ

خمدت النار انطفت۔ والانفاس جمع نفس والمراد الشعلۃ۔ والاسف الحزن۔ ومن فی الموضعین للتعلیل والمجرور فی علیہ للانصداع او الفرس او الکسریٰ۔ والسہو السکون والغفلۃ۔ ونفس النار لہیبہا وخمود الحرارۃ لایکون الا اہتمام الانطفاء۔ والمراد بالنار نار فارس کانت عبدتہا یحفظونہا وما خمدت منذ الف عام۔ وبالنہر الفرات فانہ جری فی غیر مجرہ وخرّب بناء کسریٰ غیر مرۃ ووقع فی وادی ساوۃ وہی بین دمشق والعراق۔

ترجمہ۔ آپ کے میلاد شریف کے وقت آتش مجوس جو ہزار سال سے برابر روشن تھی بسبب افسوس کے جو بطلان دین مجوس اور انشقاق ایوان کے باعث تھا جو اُس کی بڑی حفاظت اور عبادت کرتے تھے بالکل سرد ہوگئی۔ اور نہر فرات کوفہ کے قریب جس پر نوشیروان نے پل باندھ کر عمارات عالی شان اور اُس کے گرد بہت سے آتشکدے اور کنائس بنائے تھے ایسی حیران اور بیخود ہوئی اور ایسے ہاتھ پاؤں اُس کے پھولے کہ اپنا بہاؤ چھوڑ کر ساوہ کے گھاٹ میں جو دمشق اور عراق کے درمیان ہے جا پڑی۔

كَاَنَّ بِالنَّارِ مَا بِالْمَاءِ مِنْ بَلَلٍ	حُزْنًا وَبِالْمَاءِ مَا بِالنَّارِ مِنْ ضَرَمٍ

بالنار خبر کان وما الموصولۃ مع صلتہا اسمہ۔ وحزنا تمیز عن الابہام فی معنی التشبیہ اومفعول ومن فی الموضعین للبیان والبلل الندیٰ۔ والضرم الالتہاب۔

Marfat.com

ترجمہ۔ گویا آگ کو وہ کیفیت تری حاصل ہو گئی جو پانی میں ہوتی ہے۔ بسبب رنج بطلان اپنی پرستش کے پس وہ بجھ گئی کیونکہ غم و رنج سبب گریہ ہوتے ہیں۔ اور پانی کو وہ خاصۂ التہاب حاصل ہو گیا جو آگ میں تھا پس وہ خشک ہو گیا۔ تاکہ یہ انقلاب اس امر پر دلالت کرے کہ ولادت شریف سے انقلاب کلی ادیان باطلہ میں ہو جاوے گا۔

وَالْجِنُّ تَهْتِفُ وَالْأَنْوَارُ سَاطِعَةٌ		فَالْحَقُّ يَظْهَرُ مِنْ مَعْنًى وَمِنْ كَلِمِ

جنہ سترہ و منہ الجنین۔ وسمی الجن جنیا لاستتارہم عن اعین الناس۔ وہتف بہ ہاتف افہم کلامہ من حیث لا یراہ السامع۔ والسطوع الظہور۔ والمراد بالمعنی الامور العجیبۃ التی ظہرت عند ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم وکلم جمع کلمۃ والمراد بہ اقوال الجن الکاہنین القائلین بانہ قد ولد نبی عظیم القدر او سیولد۔ واراد بہما الامور الظاہرۃ والباطنۃ۔

ترجمہ۔ اور جنات ظہور حضور کی آوازیں کر رہے ہیں اور انوار حضرت کے ظاہر و باہر ہو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت کی والدہ ماجدہ نے بوقت ولادت باسعادت کے قصور شام دیکھ لئے اور حق ظاہر ہو رہا ہے امور باطنیہ سے مثل ظہور نور وغیرہ کے اور امور ظاہریہ سے مثل آواز ہاتف کے۔

عَمُوا وَصَمُّوا فَإِعْلَانُ الْبَشَائِرِ لَمْ		تُسْمَعْ وَبَارِقَةُ الْإِنْذَارِ لَمْ تُشَمِ

الضمیران لاہل فارس واہل ساوۃ او اعم منہما من المنکرین۔ وفی الکلام اللف والنشر الغیر المرتب والبشائر جمع بشارۃ وہی الخبر المورث للسرور۔ ولم تشم من الشیم وہو النظر۔
ترجمہ۔ منکرین اندھے اور بہرے ہو گئے سو اظہار بشارات سنا نہ گیا اور برق تخویف نہ دیکھی گئی۔ یہ شعر جواب سوال مقدر کا ہے اور وہ یہ ہے کہ منکرین باوجود ظہور دلائل نبوت کیوں ایمان نہ لائے جواب یہ ہے کہ وہ قبول حق سے اندھے اور بہرے ہو گئے اس لئے نہ انھوں نے۔ یہ بشارت قدوم شریف سنی اور نہ برق غضب الٰہی دیکھی۔ فی قلوبہم مرض فزادہم اللہ مرضا۔

مِنْ بَعْدِ مَا أَخْبَرَ الْأَقْوَامَ كَاهِنُهُمْ		بِأَنَّ دِينَهُمُ الْمُعْوَجَّ لَمْ يَقُمِ

متعلق بعموا وصموا۔ والاعوجاج فی المحسوسات عدم الاستقامۃ الحسیۃ وفی غیرہا عدم الصواب وعدم کونہا علی ما ینبغی۔ والمراد بالقیام الثبوت والدوام۔
ترجمہ۔ اور زیادہ عجیب یہ ہے کہ یہ قبول حق سے اُن کا اندھا اور بہرا ہونا اس امر کے بعد ہوا کہ اُن کے کاہن نے تمام اقوام کو یہ خبر دیدی تھی کہ اُن کا ناراست و کج دین آئندہ قائم نہیں رہے گا۔

وَبَعْدَ مَا عَايَنُوا فِي الْأُفْقِ مِنْ شُهُبٍ		مُنْقَضَّةٍ وَفْقَ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ صَنَمِ

Marfat.com

الافق طرف السماء۔ والشہب جمع شہاب بمعنی شعلۃ النار ای شعل ماخوذۃ من الکواکب کالقبس یوخذ
من النار وقت استراق الشیاطین السمع فیتبعہم۔ وہذا معنی کون النجوم رجوما للشیاطین لان الکواکب لا یزول
عن مکانہ۔ وقد کانوا قبل میلادہ صلی اللہ علیہ وسلم یسترقون السمع۔ قال القاضی فی تفسیر سورۃ الحجرات روی عن
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما انہم کانوا لا یحجبون عن السموات فلما ولد عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام منعوا من
ثلث السموات فلما ولد سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم منعوا من کلہا بالشہب۔ وفق منصوب بنزع الخافض
ای علی وفق الاصنام وہو صفۃ مصدر محذوف ای انقضاضا مثل انقضاض الصنم ومعاینۃ مثل معاینۃ
ما فی الارض من الاصنام المنقضۃ۔

ترجمہ۔ اور وہ مجوس یا عام کفار اختیار راہ صواب سے اندھے اور بہرے ہو گئے اور بعد دیکھنے
شعلہ ہائے آتش کے اطراف آسمان میں جو جنات پر مارے جاتے تھے مثل اوندھے اور منھ کے بل گرنے بتہائے
روئے زمین کے یعنی منکرین نے بچشم خود دیکھا کہ علاوہ اور آیات بینات مذکورۂ بالا کے جنات پر جو استراق
سمع کے لئے اطراف آسمان کی طرف جاتے تھے۔ برابر شعلہ ہائے آتش مارے جاتے ہیں اور یہ بھی کہ وقت ولادت
شریف تمام روئے زمین کے بُت اوندھے گر پڑے تب بھی حضرت پر ایمان نہ لائے۔ منجملہ اخبار کاہنان
ایک یہ ہے کہ جب ولادتِ مبارک کی شب میں ایوانِ کسریٰ کو سخت زلزلہ آیا اور اُس کے چودہ کنگرے گر گئے
اور آتش مجوس جو ہزار سال سے برابر روشن تھی دفعۃً بجھ گئی۔ اور بحیرہ ساوہ کا پانی خشک ہو گیا اور
ایک بڑے موبد مجوس نے خواب میں دیکھا کہ شتران بے مہار عرب عربی گھوڑوں کو ہنکاتے لاتے ہیں یہاں
تک کہ دجلہ پار آگئے اور تمام شہر ہائے فارس میں پھیل گئے اور کسریٰ زلزلہ اپنے محل اور گر جانے کنگروں
سے نہایت مضطرب اور بے چین ہوا تو صبح کو اپنے دربار کے تمام نجومیوں کو جمع کیا اور یہ قصہ اُن کے روبرو
پیش کر رہا تھا کہ اسی اثنا میں خبر آگ کے سرد ہو جانے کی اُس کو پہنچی۔ اور موبد کلاں نے اپنا خواب بادشاہ
کے روبرو بیان کیا تو بادشاہ سخت گھبرایا۔ اور باذان والی یمن کو لکھا کہ جلد ایک ہوشیار نجومی میرے پاس بھیجو
جو میرے سوالات کا درست جواب دے سکے چنانچہ اُس نے ایک شخص عبدالمسیح بن عمر بن بُقیلہ غسانی کو ارسال
حضور کیا۔ بادشاہ نے ان حوادث کا حال اس سے پوچھا اس نے جواب دیا کہ اس سوال کا جواب میرا ماموں
سطیح کاہن جو شام میں رہتا ہے دے سکتا ہے مجکو کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ جلد جا اور اُس سے
پوچھکر آ جب وہ سطیح کے پاس آیا تو اُسکو قریب المرگ پایا اور اس کو سلام کیا مگر کچھ جواب نہ پایا اور بعد ازاں
سطیح نے اپنا سر اُٹھایا اور یہ فرمایا عبدالمسیح علی جمل یسیح الی سطیح وقد اوفی علی الضریح یا عبدالمسیح بعثک ملک
بنی ساسان لارتجاس الایوان وخمود النیران درویا الموبذان۔ یا عبدالمسیح اذا غاضت بحیرۃ ساوۃ وفاض

Marfat.com

وادی السماوۃ فقد ولد صاحب التلاوۃ۔ وظہر خیر الادیان وزال ملک بنی ساسان وسیملک منہم ملوک ملکات علی عدد الشرفات وکل ما ہو آت آت ثم خرجت نفسہ۔ سو جب عبد المسیح کسریٰ کے پاس آیا اور جواب سنایا تو بادشاہ کو فی الجملہ تسلی ہوئی اور کہا کہ چودہ بادشاہوں کے گذرنے کو عرصہ دراز چاہیئے بعد ازاں چار برس کے عرصے میں اُن کے دس بادشاہ گزر گئے اور چار باقی خلافت امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ میں ختم ہو گئے۔ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جنات میں سے میرا ایک دوست تھا کہ مجکو حالات آئندہ کی خبر دیا کرتا تھا۔ اور میں اُن لوگوں سے کہدیا کرتا تھا۔ اور اس سبب سے مجکو بہت فتوح ہوتے تھے۔ ایک روز وہ آیا اور مجھ سے کہا کہ اخبار سماوی ہم سے روکی گئیں اور جب ہم آسمان کی طرف جاتے ہیں تو شہابے ہم پر پڑتے ہیں اب تو جا اور راہ ہدایت تلاش کر۔ کہ ایک پیغمبر قبیلہ لوی بن غالب میں ظاہر ہوئے ہیں اور لوگوں کو راہ خدا کی ہدایت کرتے ہیں اور بت پرستی اور گمراہی سے منع فرماتے ہیں۔ جب اس نے برابر تین روز مجھ سے یہ خبر کہی تو میرے دل میں حُبّ اسلام پیدا ہوئی اور بعد ازاں بخدمت حضرت سرور کائنات مکہ معظمہ میں حاضر ہوا اور اسلام سے مشرف ہوا اور اس قسم کی بہت سی روایتیں ہیں اختصاراً چھوڑی گئیں۔ اور شب ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تخت ابلیس اُلٹ گیا اور تمام بُت اوندھے زمین پر مُنھ کے بَل گر پڑے۔ چنانچہ حضرت عبد المطلب سے منقول ہے وہ کہتے تھے میں شب ولادت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں کعبہ شریفہ میں تھا۔ قریب وقت سحر میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف سجدہ میں گیا اور تکبیر کہی۔ اور بُت جو خانہ کعبہ کے گرد تھے سب سرنگوں ہو گئے۔ اور بُت ہُبل جو سب میں بڑا تھا مُنھ کے بل گر پڑا اور اُس کے اندر سے آواز آئی کہ آمنہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جنا۔ اور قریش کے ایک فریق کا ایک بُت تھا کہ ہر سال وہاں حاضر ہوتے تھے اور عید مناتے تھے۔ ایک شب وہ بت اپنی جگہ سے جدا ہوا اور سرنگوں ہو گیا۔ لوگوں نے اس کو پھر سیدھا کر دیا وہ پھر سرنگوں ہو گیا۔ اور اُس کے اندر سے آواز آئی کہ پیغمبر آخر الزمان پیدا ہوئے اور ان کے نور سے مشرق سے مغرب تلک روشن ہو گیا۔ اور تمام بت مُنھ کے بَل گر پڑے اور بادشاہوں پر اُن کا رعب چھا گیا۔

حَتّٰی غَدَا عَنْ طَرِیْقِ الْوَحْیِ مُنْهَزِمٌ	مِنَ الشَّیَاطِیْنِ یَقْفُوْ اِثْرَ مُنْهَزِمٖ

حتی متعلق بمنقضۃ و نہایۃ للانقضاض۔ وغدا بمعنی صار۔ وعن متعلق بیقفو التضمنہ معنی یہرب وطریق الوحی ابواب السماء۔ ومنہزم اسم غدا۔ ومن الشیاطین صفۃ منہزم۔ ویقفو خبر غدا۔ واثر عقب۔

ترجمہ۔ شہب یہاں تلک شیاطین پر برسے کہ تمام شیاطین وحی کی راہ یعنی ابواب آسمان سے ایسے حال میں بھاگے کہ ایک دوسرے کے پیچھے تھا۔

اَوْ عَسْكَرٌ بِالْحَصٰى مِنْ رَاحَتَيْهِ رُمِيْ	كَاَنَّهُمْ هَرَبًا اَبْطَالُ اَبْرَهَةٍ

هربًا تمیز عن الحکم التشبیہی۔ او حال بمعنی هاربین۔ والابطال جمع بطل وهو الشجاع۔ وابرهة الحبشی ملک من ملوک الیمن وهو رئیس اصحاب الفیل۔ وعسکر بالرفع عطف علی الابطال۔ وبالجر علی ابرهة وبالحصی متعلق برمی والمروی ان الرمی وقع بکف واحد وههنا جیئ بالتثنیہ۔

ترجمہ۔ گویا وہ شیاطین شعلہ ہائے شہاب سے بھاگتے وقت دلیران ابرہہ حبشی کے تھے۔ یا لشکر کفار قریش کے مشابہ تھے جن پر ہر دو کف مبارک سے سنگریزے پھینکے گئے یعنی شیاطین شعلہائے مذکور سے ایسے ہوش باختہ بھاگے جیسا لشکر ابرہہ کا جب وہ بارادۂ ہدم کعبہ معظمہ کے آئے تھے۔ یا لشکر کفار قریش کے مشابہ تھے جن پر حضرت رسالت پناہ نے مشت سنگریزہ ہائے ماری اور ہر ایک اپنی آنکھوں کو ملتا ہوا بھاگا۔ خلاصہ واقعہ ابرہہ کا یہ ہے کہ جب اس نے دیکھا کہ لوگ جملہ اطراف سے ایام حج میں نذر و ہدایا لیکر کعبہ معظمہ کو جاتے ہیں تو اُس نے براہِ تمرد و عناد کعبہ شریفہ کے مقابل شہر صنعا میں ایک مکان عمدہ تیار کیا اور اس کے در و دیوار کو سنہری کام اور جواہر سے مزین کیا اور اپنی تمام رعایا کو اُس گھر کے طواف کا حکم دیا۔ اسی اثنا میں ایک شخص بنی کنانہ سے جو اُس خانہ کی جاروب کشی پر مقرر تھا اُس میں پاخانہ پھر کے بھاگ گیا۔ بوقت تحقیقات صبح کو معلوم ہوا کہ وہ خادم مکی تھا براہ بغض یہ عمل کر گیا ہے۔ ابرہہ یہ سنکر بہت برہم ہوا اور ارادہ کیا کہ اس کے عوض میں خانہ کعبہ کا ہتک کرے انھیں روزوں میں ایک قافلہ اہل مکہ کا اُس مکان کے قریب اترا رات کو جو انھوں نے آگ جلائی وہ بسبب باد تند کے اُس گھر میں جا لگی۔ اور تمام زینت مکان مذکور خراب ہو گئی اور وہ قافلہ یہ صورت دیکھ کر بھاگ گیا اور یہ امر موجب مزید برافروختگی ابرہہ کا ہوا کیونکہ اسکو معلوم ہو گیا کہ یہ قافلہ اہل مکہ کا تھا۔ آخر والی مذکور نہایت غضبناک ہو کر مع فوج کثیر اور بارہ فیل کے جن میں ایک کا نام محمود اور سب سے قوی اور کلاں تر تھا واسطے ہدم کعبہ معظمہ کے روانہ ہوا۔ جب وہ طائف میں پہنچا تو بنی ثقیف نے ابورغال نام ایک شخص کو بطور رہبری اُس کے ساتھ کر دیا اور ابرہہ کو مقام مغمس تک پہنچا کر مر گیا اور عرب نے اس کی قبر کو سنگسار کرنا شروع کر دیا۔ اور ابرہہ نے اسود بن مقصود کو بجانب مکہ روانہ کر دیا۔ اس نے شتران و اموال اہل مکہ لوٹ لئے ان میں دو سو شتر عبد المطلب بن ہاشم جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی تھے۔ پھر ابرہہ نے حناطہ حمیری کو یہ پیغام دیکر اہل مکہ کے پاس بھیجا کہ اُن کے سردار سے کہدو کہ میں تم سے لڑنے نہیں آیا بلکہ خانہ کعبہ کو گرانے آیا ہوں سو اگر تم مجکو اس امر سے مانع نہ ہو گے تو میں تم سے نہیں لڑوں گا۔ عبد المطلب نے جواب دیا کہ ہم بخدا اُس سے لڑنا نہیں چاہتے۔ یہ خداوند تعالیٰ اور اُس کے خلیل کا گھر ہے وہ اسے چاہے روکے یا نہ روکے ہمیں اُس سے کچھ مطلب

Marfat.com

نہیں ہے قاصد نے اُن سے کہا کہ تم خود چل کر یہی بادشاہ سے کہدو وہ ساتھ ہو لیے۔ جب لشکر میں پہنچے تو وہاں ذونفر کا جو اُن کا دوست تھا حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ بوجہ منع کرنے ہدم کعبہ کے قید میں ہے آپ اُس کے پاس آئے اور کہا کہ کچھ تدبیر اس معاملہ میں کر سکتے ہو اُس نے اپنی بیچارگی بسبب قید کے بیان کی اور کہا کہ اُنیس نام فیلبان میرا دوست ہے اُس سے تمہاری سفارش کئے دیتا ہوں تم اُس کی معرفت ابرہہ سے ملو اور جو کہنا ہو کہو۔ آپ نے فرمایا بہتر۔ سو اُنیس ابرہہ کے پاس گیا اور کہا کہ سردار قریش آپ سے ملنا چاہتے ہیں اُس نے بُلا لیا اور حضرت عبدالمطلب ایک وجیہ صاحب جمال تھے۔ ابرہہ نے اُن کو دیکھا تو بتعظیم تمام پیش آیا اور اپنے تخت سے اُتر کر آپ کے پاس آ بیٹھا اور ترجمان سے کہا کہ ان سے پوچھ کہ تم کیوں آئے ہو۔ بجواب ترجمان آپ نے فرمایا کہ میرے دو سو اونٹ جو لوٹ میں آئے ہیں چھوڑ دیجیے۔ ابرہہ نے کہا کہ میں تم کو دیکھکر بہت خوش ہوا تھا مگر اب تمہاری درخواست سُنکر میرا خیال تمہارے باب میں بدل گیا۔ کیا تم اپنے شتر لینے آئے ہو اور خانہ کعبہ جو تمہارا دین و ایمان ہے اُس کا کچھ ذکر نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ شتر میری ملک ہیں اس لیے اُن کی واپسی کی درخواست کی گئی اور خانہ کعبہ کا مالک خود اپنے گھر کو بچالے گا۔ اُس نے جواب دیا کہ مجھ سے اُس خانہ کو کون بچا سکتا ہے۔ یہ کہکر اُس نے شتر چھوڑ دیئے اور حضرت مکہ واپس آئے۔ اور اہل مکہ کو خبردار کر دیا اور اُن سے کہا کہ تم پہاڑوں میں پناہ لو تاکہ نقصان لشکر سے بچو۔ پھر عبدالمطلب اُٹھے اور چند قریشی ان کے ساتھ ہوئے اور خانہ کعبہ کے حلقہ کو پکڑ کر خداوند تعالیٰ سے دعائے حفاظت کعبہ معظمہ اور فتح کی مانگنے لگے اور اُسی حال میں بہت سے اشعار پڑھے۔ منجملہ اُن کے یہ دو شعر لکھے جاتے ہیں ؎

یارب لا ارجو لهم سواکا * یارب فامنع منهم حماکا
ان عدو البیت من عاداکا * امنعهم ان یخربوا فناکا

پھر حضرت عبدالمطلب نے حلقہ دروازہ بیت اللہ شریف کو چھوڑ دیا اور خود مع ہمراہیوں کے پہاڑ کی گھاٹیوں میں چھپ گئے۔ اور منتظر رہے کہ ابرہہ مکہ میں آکر کیا کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو ابرہہ نے بیت اللہ پر چڑھائی کی تیاریاں کیں اور اپنے فیل محمود نام کو واسطے ہدم کعبہ شریفہ زاد اللہ تعظیما کے متعین کیا۔ کہ جلد بعد فراغ یمن کو واپس جاوے۔ جب فیل مذکور کو کعبہ کی طرف متوجہ کیا تو نفیل بن حبیب خثعمی نے فیل مذکور کا کان پکڑا اور کہا کہ محمود تو کامیابی کے ساتھ جہاں سے آیا ہے لوٹ جا۔ کیونکہ خدا کے محترم شہر میں ہے یہ کہکر اُس کا کان چھوڑ دیا۔ اس پر فیل مذکور نے آپ کو زمین پر گرا دیا۔ اور نفیل دوڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اب لوگوں نے اس ہاتھی کو خوب مارا مگر وہ نہ اُٹھا۔ جب اُس کو بجانب یمن لیجانا چاہتے تھے تو اُٹھکر تیز چلنے لگتا تھا اور ایسا ہی بجانب شام و مشرق۔ مگر جب

Marfat.com

بجانب مکہ اس کو ہنکاتے تھے فوراً بیٹھ جاتا تھا۔ پھر ایزد جل شانہ نے بحر کی جانب سے ابابیل پرندے بھیجے ہر پرندے کی ایک ایک سنگریزہ چونچ میں اور ایک ایک دونوں پنجوں میں بمقدار دانہ نخود و مسور تھے وہ سنگریزہ بایں خوردی جس کے لگتا تھا فوراً ہلاک ہو جاتا تھا۔ پھر باذن اللہ ایک سیل آئی اور مردوں کو دریا میں کھینچکر لے گئی اور جو لوگ سنگریزوں سے بچے ابرہہ کے ساتھ جس راہ سے آئے تھے اُسی راہ بھاگے اور نفیل بن حبیب مذکور سے راہ پوچھنے لگے تو اس نے ان کی تباہی دیکھ کر یہ شعر پڑھا ؎

این المفر والا الٰہ الطالب ✣ والاشرم المطلوب غیر الغالب

الغرض وہ بحالت اضطرار بھاگے اور راہوں میں ہلاک ہوتے جاتے تھے۔ اور ابرہہ کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ اس کے تمام اعضا ایک ایک کر کے گر گئے۔ اور وہ صنعا میں بحال تباہ ایسا آیا جیسا چوزہ بیضہ سے نکلتا ہے۔ اور اسی حال میں ہلاک ہو گیا۔ انتہی ملخصاً من التاریخ الکامل لابن الاثیر وغیرہ۔

وقولہ او عسکر الخ اشارہ ہے اور معجزوں کی طرف جو جنگ بدر اور جنگ حنین میں ظاہر ہوئے اور اُن کا خلاصہ یہ ہے کہ جب ہر دو جنگ میں لشکر [illegible] باجمعیت بسیار حملہ آور ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہت الوجوہ فرما کر ایک مشت ریگ و سنگریزے اُن کی طرف پھینکے جن کا یہ اثر ہوا کہ ایک مشت سے ہزاروں کی آنکھوں میں کچھ نہ کچھ اثر پہنچا اور فوراً شکست کھا کر چنپت ہو گئے اور ہر ایک کے دل میں ایسا رُعب چھا گیا کہ ہرگز ٹھہر نہ سکے۔ اور رُمی صیغہ ماضی مجہول اس واسطے لایا کہ ایک مشت ریگ کا اثر ہزاروں آنکھوں میں پہنچنا خارق عادت و فعل خداوندی ہے جو در حقیقت پھینکنے والا ہے۔ لہٰذا اس فعل کو خداوند تعالیٰ نے اپنی جناب مقدس کی طرف منسوب کیا حیث قال وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰی۔

نَبَذَ اَبِہٖ بَعْدَ تَسْبِیْحٍ بِبَطْنِہِمَا		نَبْذَ الْمُسَبِّحِ مِنْ اَحْشَاءِ مُلْتَقِمٖ

ہو مفعول مطلق علی غیر لفظہ۔ وبہ مفعول بہ از نبذ او زید الباء فی المفعول لتقویۃ المصدر فی العمل و تنوین تسبیح بدل من المضاف الیہ ای بعد تسبیح الحصی۔ واراد بالمسبح یونس علیہ السلام۔ وبالملتقم الحوت الذی التقمہ و فی النبذ الثانی المضاف محذوف وہو صفۃ النبذ الاول ای نبذا مثل نبذ الحوت و فاعل النبذ الثانی ہو اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ۔ آپ نے اپنے کفِ مبارک سے سنگریزے دشمنوں کی طرف ایسے حال میں پھینکے کہ وہ ہر دو کفِ دست میں سبحان اللہ کہتے تھے جیسے خداوند تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام تسبیح خواں کو جنھوں نے شکم ماہی میں تسبیح لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین کی پڑھی شکم ماہی نگل

جانے والی نے پھینکدیا تھا یعنی جیسا حضرت یونسؑ کا شکم ماہی سے نکلنا باعثِ نجات اُن کی قوم کا ہوا۔ ایسا ہی نکلنا سنگریزوں کا کف مبارک پیغمبر علیہ السلام سے باعثِ خلاصی اہل اسلام حملہ اعدا سے ہوا۔ قصّہ حضرت یونسؑ کا مختصراً یہ ہے کہ حضرت مذکور اہل شہر نینوی کی طرف جو شہر موصل کے مقابلہ میں واقع ہے اور دریائے دجلہ دونوں کے بیچ میں بہتا ہے مبعوث ہوئے تھے وہاں کے باشندے بُت پرست تھے حضرت نے اُن کو ایک عرصہء دراز تک ہدایت خداپرستی کی مگر وہ راہ پر نہ آئے اور قوم مذکور نے حضرت یونسؑ سے سوال کیا کہ آب میں سے آگ نکالدیجیئے۔ اور اُس کو بے سوختہ کے روشن رکھیئے چنانچہ اُنھوں نے ایسا ہی کر دکھایا۔ مگر وہ ایمان نہ لائے۔ جب حضرت اُن کے ایمان لانے سے ناامید ہوگئے تو آپ کے پاس حضرت جبریل آئے اور کہا کہ آپ اپنی قوم کے پاس جائیے اور اُن سے کہدیجیے کہ عذاب الٰہی عنقریب آنے والا ہے اس پر بھی وہ راہ پر نہ آئے جب رات ہوئی تو حضرت موصوف نے مع اپنی زوجہ شریفہ اور دونوں بیٹوں کے اُن سے مفارقت کی۔ اور حق تعالیٰ نے قدرے بادسموم دوزخ و دخان کو اُن پر مسلط کر دیا۔ یہ حال دیکھکر حضرت یونسؑ کو تلاش کیا مگر وہ نہ ملے تو اب اُن کو عذاب کا یقین ہوگیا اور درگاہِ خداوندی میں عجز و زاری کرنی شروع کی اور بُت پرستی سے تائب ہوگئے و بغرض حصولِ رحمت اولاد کو اُن کی ماؤں سے جدا کردیا اور ٹاٹ کا لباس پہن لیا اور جو کسی نے ظلماً کسی کی چیز چھین لی تھی اُس کو واپس کرایا یہاں تک کہ اگر کسی نے پتھر غصب کر کے مکان کی بنیاد میں رکھ دیا تھا تو وہاں سے نکال کر مالک کو دیدیا۔ اور وہ لوگ شہر سے باہر نکلے اور عجز و زاری درگاہِ ایزدی میں شروع کی اور کہنے لگے کہ بارِ خدایا ہم تجھ پر اور تیرے نبی یونسؑ پر اور سارے انبیا پر ایمان لے آئے اب ہمارے گناہ بخشدے اور عذاب دُور فرمادے اور یہ کہکر سب سجدے میں گر پڑے اِس پر ملائکہ عذاب کو حکم ہوا کہ بس میں موحدوں پر عذاب نہیں بھیجتا آخر وہ لوگ مؤمن مامون ہو کر شہر میں واپس آئے۔ علماء میں اختلاف ہے کہ قوم یونسؑ پر عذاب واقع ہوا یا نہیں اور صحیح تر یہ ہے کہ عذاب واقع نہیں ہوا۔ بلکہ آثار عذاب ظاہر ہوئے اُن کو دیکھ کر وہ تائب ہو گئے اور اگر عذاب شروع ہو جاتا تو اُن کی توبہ قبول نہ ہوتی صرف اُنھوں نے ابر سیاہ خوفناک جس کے ساتھ بکثرت دخان تھا دیکھا جس نے اُن کے شہر کا احاطہ کرلیا تھا اور اُن کے مکانوں کی چھتیں سیاہ ہوگئیں تھیں۔ اب حضرت نے ارادہ کیا کہ اپنی قوم کا حال دیکھیں اور کیفیت عذاب معلوم کریں تو اُن سے ابلیس بصورت ایک پیرمرد کے ملا آپ نے اُس سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو اُس نے جواب دیا کہ شہر نینوی سے آپ نے اُس سے پوچھا کہ آج وہاں کے باشندوں پر کیا گزری اُس نے کہا کہ یونسؑ نے ہم کو وقوع عذاب کی خبر دی تھی سو

Marfat.com

کچھ ظہور میں نہیں آیا ہم کو معلوم ہوگیا کہ وہ کاذب تھے۔ یہ سُنکر حضرت یونسؑ غصہ ہوئے اور کہا کہ میں ایسی قوم میں جانا نہیں چاہتا جو مجھے جھوٹا جانتی ہے۔ اور حضرت کے ساتھ آپ کی زوجہ اور دو بیٹے تھے جب آپ دجلہ کے کنارے پہنچے تو پہلے آپ بڑے بیٹے کو دریا پار اتار آئے بعد ازاں چھوٹے لڑکے کو لینے آئے اور جب اُس کو لیکر دجلہ کے منجدھار میں پہنچے تو پانی زیادہ ہوگیا اور وہ لڑکا غرقاب ہوگیا۔ اور بڑے لڑکے کو جس کو پار اُتار آئے تھے بھیڑیا لے بھاگا۔ حضرت پانی سے نکل کر لڑکے کو بھیڑیے سے چھوڑانے کو دوڑے۔ سو بھیڑیا بحکم الٰہی بولا کہ اے یونسؑ تو واپس جا لڑکا نہیں چھوٹے گا۔ پھر واپس آئے تو اپنی زوجہ کو وہاں نہ پایا تو آپ سخت غمگین ہوئے اور رونے لگے ناچار وہاں سے چل پڑے اور سمندر تک پہنچ گئے وہاں ایک کشتی تیار پار جانے کو دیکھی اہل کشتی نے آپ پر رحم کیا اور سوار کر لیا۔ جب کشتی نے کسی قدر فاصلہ طے کیا تو ہوا کا طوفان اُٹھا جس سے قریب تھا کہ کشتی ڈوب جائے۔ کشتی والے جمع ہوئے اور کہا کہ کشتی میں کوئی خطاکار شخص ہے یہ سُنکر حضرت یونسؑ نے کہا کہ کشتی میں ایک غلام ہے جو اپنے مالک سے بھاگا ہے جب تک تم اس کو دریا میں نہ ڈالدو گے نجات نہ پاؤ گے۔ اسی اثنا میں ایک بڑی مچھلی نمودار ہوئی کہ اُس کا مُنہ کشتی کی طرف تھا اور ارادہ کرتی تھی کہ سب کشتی کو نگل جائے۔ حضرت یونسؑ نے کہا کہ یہ سب بلائیں تم پر میرے سبب سے ہیں مجکو دریا میں ڈالدو تم چین سے ہو جاؤ گے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ یہ امر بے قرعہ ڈالے طے نہیں ہو سکتا۔ البتہ جس پر قرعہ آوے گا اُس کو دریا میں ڈال دیا جائے گا۔ یہ کہکر انھوں نے تین بار قرعہ ڈالا اور ہر دفعہ حضرت یونسؑ ہی کا نام نکلا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے فساہم فکان من المدحضین ای مغلوبین۔ ناچار اُن کو دریا میں ڈالدیا اور فوراً اُن کو ایک بڑی مچھلی نگل گئی۔ اور یہ وقت آدھی رات کا تھا پس وہ تین تاریکیوں سے مبتلا تھے۔ ایک تاریکی شب کی دوسری دریا کی تیسری شکم ماہی کی۔

پس حضرت یونسؑ نے ان تین تاریکیوں میں سے اپنے رب کو پکارا یعنی کلمات لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ یعنی تیرے سوا کوئی معبود نہیں بیشک میں ظالموں میں ہوں اور خداوند تعالےٰ کا ماہی کو حکم ہوا کہ یونسؑ کو محفوظ رکھ کہ یہ تیری غذا نہیں بلکہ تیرا شکم اُن کا قیدخانہ ہے حضرت یونسؑ بطن حوت میں بروایت صحیح چالیس روز رہے اور جب وہ ماہی گھومتے گھومتے اُس جگہ پہنچی جہاں اُن کو اپنا لقمہ بنایا تھا تو ساحل پر پہنچکر اُن کو اُگل دیا اُس وقت آپ کا حال اُس بچے بے بال و پر کی مانند تھا جو انڈے سے نکلتا ہے۔ یعنی محض مضغہ گوشت تھے تو خداوند جل شانہ نے اُن کی آسائش کے لئے اسی وقت درخت کدو پیدا کر دیا۔ اور جس روز حضرت شکم ماہی سے برآمد ہوئے سات تاریخ محرم کی تھی پھر خدا نے ایک آہو مادہ کو حکم دیا کہ وہ اپنا دودھ پلانے لگی اور اسی طرح چالیس روز دودھ پیکر فی الجملہ

Marfat.com

فوت ہوگئی۔ ایک روز جو خواب سے بیدار ہوئے تو دیکھا کہ درخت کدو خشک ہوگیا ہے۔ اور ہرنی چلی گئی یہ دیکھ کر آپ مغموم ہوئے اور رونے لگے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی اُن پر اس مضمون کی بھیجی کہ تم ایک ہرنی کے غائب ہو جانے سے جو تمہاری پیدا کی نہ تھی اور ایک درخت کدو کے جاتے رہنے سے جس کو تم نے نہیں بویا تھا روتے ہو اور لاکھ آدمیوں بلکہ زائد کی ہلاکت پر جو اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہیں تم کو رونا نہ آیا۔ بعد ازاں ایک فرشتہ دو حلے لایا اور اُن کو پہنائے اور کہا کہ اے یونسؑ اپنی قوم میں جا وہ تیرے مشتاق ہیں۔ پس آپ وہاں سے روانہ ہوئے اور ایک گاؤں میں پہنچے اور وہاں دیکھا کہ ایک شخص کے ساتھ ایک عورت ہے اور وہ پکار رہا ہے کہ جو شخص اس عورت کو شہر نینوی میں یونسؑ بن متی کے پاس پہنچا دے اس کو سو مثقال زر دیتا ہوں۔ حضرت یونسؑ نے جو دیکھا تو وہ آپ کی زوجہ تھیں۔ حضرت نے اس مرد سے اس عورت کا قصہ دریافت کیا۔ اُس نے کہا کہ یہ عورت دریا کنارے اپنے شوہر کی منتظر بیٹھی تھی وہاں ایک بادشاہ شاہان نواحی سے گزرا اور اس کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور اُن کے ساتھ ارادہ بد کیا خدا نے اُس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں خشک کر دیئے۔ اُس نے اس عورت سے درخواست دعائے شفا کی اور کہا آئندہ کبھی ایسا بدارادہ نہیں کروں گا۔ اس عورت نے دعا کی اور وہ اچھا ہوگیا۔ اُس نے اس عورت کو میرے حوالہ کر دیا ہے اور سو مثقال زر خالص کے دیئے کہ اس کو شہر نینوی میں یونسؑ کے پاس پہنچا دوں۔ حضرت یونسؑ نے کہا کہ میں اس کو پہنچا دوں گا۔ اُس نے آپ کو زر مذکور و دیگر عورت سپرد کر دی۔ اس کے بعد آپ دو فرسخ چلے ہوں گے کہ دوسرے گاؤں میں پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ ایک شخص ایک چوپائے پر سوار ہے اور اس کے پیچھے ایک لڑکا بیٹھا ہے۔ حضرت یونسؑ نے جو اسے دیکھا تو وہ ان کا چھوٹا بیٹا تھا جو ڈوب گیا تھا۔ آپ نے اس سے لے لیا اور گلے لگا کر خوب روئے۔ سوار نے پوچھا کہ تم کون ہو آپ نے کہا کہ میں یونس بن متیٰ ہوں اور یہ میرا بیٹا ہے اُس نے لڑکا آپ کے حوالے کر دیا۔ حضرت یونس نے اُس سے لڑکے کا قصہ پوچھا۔ اُس نے کہا کہ میں ماہی گیر ہوں ایک روز میں نے دجلہ میں جال ڈالا اُس میں یہ لڑکا آگیا اور وہ زندہ تھا غیب سے آواز آئی کہ اس لڑکے کو اچھی طرح رکھ جب تک تیرے پاس اُس کا باپ یونسؑ بن متیٰ آوے تو اس کو دیدینا۔ پس حضرت یونس روانہ ہوکر شہر نینوی کے قریب پہنچے تو وہاں ایک لڑکے کو دیکھا کہ وہ سر راہ بکریاں چرا رہا ہے اور یہ دعا کر رہا ہے کہ الٰہی میرے والد کو میرے پاس پہنچا دے حضرت نے اُسے دیکھا تو آپ کا بڑا بیٹا تھا سو دونوں گلے لگ کر بہت روئے پھر کہا کہ اے پدر بزرگوار یہ بکریاں اس گاؤں کے ایک شخص کی ہیں آپ شہر میں میرے ساتھ چلئے کہ بکریاں اُس کے حوالے کر دیں۔ سو دونوں گاؤں میں آئے اور ایک بڑے بوڑھے آدمی

Marfat.com

کو دیکھا کہ اپنے دروازے پر بیٹھا ہے لڑکے نے اس سے کہدیا کہ یہ میرا پدر ہے وہ اٹھا اور حضرت کے ہاتھ چومنے لگا حضرت یونس نے پیر مرد سے کہا کہ تم کو اس لڑکے کا قصہ معلوم ہے۔ اُس نے کہا ہاں۔ میں ان بکریوں کو چرا رہا تھا میں نے دیکھا کہ یہ ایک لڑکا بھیڑیے کی کمر پر سوار ہے اُس درندے نے اس لڑکے کو میرے روبرو اپنی کمر سے ڈالدیا اور باذن اللہ بولا کہ او چرواہے اس لڑکے کو بحفاظت تمام رکھ جب یونس بن متیٰ آوے اس کے سپرد کر دیجیو کہ یہ اُس کا فرزند ہے۔ بعد ازاں حضرت یونسؑ وہاں سے چل پڑے راہ میں اُن کو ایک چرواہا بکریاں چلاتا ملا۔ آپ نے اُس سے دودھ مانگا اُس نے کہا کہ جب سے ہمارے نبی یونس ہم سے غائب ہوئے ہیں ہم نے دودھ نہیں چکھا۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا ایک بھیڑ میرے پاس لے آؤ وہ لایا آپ نے اس کی پستان کو ہاتھ لگایا وہ باذن اللہ دودھ اُتار لائی آپ نے اسے دوہا۔ یہ دیکھکر چرواہا تعجب میں آگیا اور کہا کہ اگر حضرت یونسؑ زندہ ہیں تو وہ تم ہی ہو۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں میں ہی یونس ہوں وہ یہ سُنکر آپ کے قدموں پر گر پڑا اور چومنے لگا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ تو ابھی شہر میں جا اور اُن کو میرے دیکھنے کی خبر دے اُس نے کہا کہ یا حضرت وہ لوگ میری تصدیق نہیں کریں گے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بکریاں اپنے ساتھ لیجا یہ تیرے قول کی گواہی دیں گی۔ آخر چرواہا بکریاں لیکر وہاں سے چلا اور جب وسط شہر میں پہنچا تو باآواز بلند کہا کہ لوگو خوش ہو جاؤ کہ ہمارے نبی یونسؑ واپس آگئے اور میں اُن کو دیکھکر آیا ہوں۔ لوگوں نے اُسے جھٹلایا تو اُس نے کہا کہ میں سچا ہوں اور یہ بکریاں میری گواہ ہیں۔ سو بکریاں باذن اللہ اُس کی گواہی دینے لگیں۔ لوگوں کو تعجب ہوا۔ پھر یہ خبر وہاں کے بادشاہ کو پہنچی وہ فوراً تخت سے اُترا۔ اور اس کے ساتھ تمام اہل شہر سوار ہوئے اور جاکر دیکھا کہ حضرت یونسؑ تشریف رکھتے ہیں۔ آپ ان کو دیکھ کر بہت روئے آخر حضرت کو لوگ شہر میں لے گئے۔ اور بادشاہ نے آپ کو تخت پر بٹھایا۔ اور آپ خادمانہ آگے کھڑا ہوا۔ اور اہل شہر بہت خوش ہوئے۔ پھر حضرت ان میں ایک عرصہ تک مقیم رہے اور امر بالمعروف اور منہیات سے منع کرتے رہے یہاں تک کہ وہ بادشاہ مرگیا۔ آپ نے اس چرواہے کے لڑکے کو بلا کر بادشاہ کردیا۔ ہکذا فی اخبار الدول و آثار الاول۔

جَاءَتْ لِدَعْوَتِہِ الْاَشْجَارُ سَاجِدَۃً	تَمْشِیْ اِلَیْہِ عَلٰی سَاقٍ بِلَا قَدَمٖ

لدعوۃ ای لاجل دعوتہ او وقت دعوتہ۔ وذکر الاشجار بصیغۃ الجمع بناءً علے تعدد الواقعۃ او الشجر تین جاءتا معا عندہ۔ واراد بساجدۃ خاشعین خاضعین واضعین رؤس الاغصان علی الارض کہیئۃ الساجد۔

ترجمہ۔ جب آپ نے درختوں کو بلایا تو وہ اپنی شاخیں جھکائے ہوئے مثل سجدہ کرنے والے کے ایسے حال میں حاضر ہوئے کہ وہ اپنے تنوں پر بلا قدم چلتے تھے۔ اس شعر میں ایک بڑے معجزہ کا ذکر ہے جو متعدد

دفعہ ظاہر ہوا ہے اور اس باب میں روایات بکثرت ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک یہ ہے کہ آپ قضائے حاجت کے لئے ایک میدان میں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ حضرت علی مرتضیٰؓ تھے میدان میں کوئی آڑ نہ تھی لہذا آپ نے جناب امیر سے فرمایا کہ وہ دو درخت جو کھڑے ہیں ان کو بلا لاؤ۔ حضرت امیر گئے اور درختوں سے کہا کہ تم کو حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں وہ فوراً زمین کو چیرتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور دونوں مل گئے جن سے پردہ کی غرض حاصل ہو گئی۔ جب آپ فارغ ہو گئے تو حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر چلے جاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس ایک معجزے میں چند معجزے ہیں۔ اول نباتات کا فہم خطاب دوم مثل حیوان کے رفتار سوم ادائے شہادت رسالت جیسا کہ اور روایات میں مذکور ہے۔

كأنما سطرت سطراً لما كتبت — فروعها من بديع الخط في اللقم

السطر الصف من الشيء۔ واللقم بالفتح وسط الطريق۔ وفی بعض النسخ بالقلم۔

ترجمہ۔ درختہائے مذکورہ حسب طلب حضرت ایسے سیدھے اپنی شاخوں سمیت زمین سے ملے ہوئے آتے تھے گویا ایک سیدھی سطر اپنی راہ میں لکھتے آتے تھے۔

مثل الغمامة أنّى سار سائرة — تقيه حرّ وطيس للهجير حمي

بالرفع خبر مبتدء محذوف ای مجیئی الاشجار مثل سیر الغمامة وبالنصب صفة مصدر محذوف ای مجیئا مثل مجیئ الغمامة فی الانقیاد والقیام بوظائف الخدمة وانّی بمعنی کیف ای ماشیا اوراکبا سریعا او بطیئا وسائرة بالنصب حال من الغمامة۔ الوطیس التنور۔ والهجیر ای وقت الهاجرة وهی نصف النهار۔ وحمی فعل ماض فاعله الضمیر الراجع الی وطیس اسکن الیاء للضرورة وهو من الحمی بمعنی سخت گرم شدن روز وتنور

ترجمہ۔ وہ درخت مطیعانہ آپ کے پاس ایسے آئے جیسا ابر پارہ سر مبارک پر رہتا تھا واسطے بچانے سخت گرمی دوپہر کے جو مثل تنور گرم کے تھی جہاں آپ تشریف لیجاتے تھے اور جس طرح سوار یا پیادہ بہ تیز رفتاری یا نرم رفتاری۔ خلاصہ یہ ہے کہ آپ کی خدمت کے لئے جملہ اشیاء عالم علوی یا سفلی حاضر تھیں اور آپ کے ہر طرح تابع فرمان۔

أقسمت بالقمر المنشق إنّ له — من قلبه نسبة مبرورة القسم

الباء متعلقة بأقسمت فیکون المقسم به القمر۔ والغرض من القسم فی هذا المقام وامثاله مما یقسم فیه بغیر الله تعالیٰ تاکید مضمون الکلام وترویجه ولیس المراد الیمین المشروع حتی یرد علیه ان الحلف بغیر اسم الله تعالیٰ وصفاته منهی عنه۔ وان له جواب القسم۔ ومبرورة صادقة۔

ترجمہ۔ میں ماہ شگافتہ شدہ کی سچی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ بیشک اُس کو آپ کے قلب مبارک سے

Marfat.com

ایک نسبت و ربط ہے۔ اور جو اس مناسبت کی قسم کھاوے وہ سچا ہے اور یہ مناسبت بوجوہ متعددہ ہے اول انشقاق قلب مبارک و قمر اور پھر التیام میں جس کا بیان عنقریب آتا ہے۔ دوم نورانیت و نزاہت میں سوم جیسا قمر نور شمس سے مستفیض ہو کر شب تاریک کو روشن کر دیتا ہے ایسا ہی جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مبدء فیاض سے استفادہ نور فرما کر دلہائے تاریک کو روشن فرماتے ہیں۔ چہارم سرعت سیر قطع مقامات عالیہ ہیں۔ اور معجزہ شق قمر کو ایک کثیر جماعت صحابہ کرام نے نقل کیا ہے اور مفسرین کا اجماع ہے کہ آیت اقتربت الساعۃ وانشق القمر میں یہی معجزہ شق القمر مراد ہے بدلیل وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر کے۔ اور صحیحین میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ اہل مکہ ابو جہل و دیگر کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معجزہ طلب کیا۔ پس آپ نے انگشت مبارک سے قمر کی طرف اشارہ کیا اور فوراً اُس کے دو ٹکڑے ہو گئے اور کوہ حرا کو ان دونوں کے بیچ میں دیکھا۔ یہ حال دیکھکر کفار کہنے لگے کہ ابتک آپ کا سحر زمین پر تھا اب آسمان تک جا پہنچا۔ ملاحدہ کہتے ہیں کہ اگر واقع میں یہ معجزہ ظہور میں آتا تو اُس کو خواص عوام دیکھتے اور سب کی تواریخ میں منقول ہوتا۔ اُس کا جواب یہ ہے کہ یہ معاملہ بوقت شب ایک لحظہ سے زیادہ میں واقع نہیں ہوا اور یہ وقت خواب غفلت کا ہوتا ہے اور یہ امر بعید ہے کہ اُس وقت تمام خلق کی نظر چاند کی طرف ہو۔ اور یہ بھی امر واقعی ہے کہ چاند ایک ہی بار تمام روئے زمین کو منور نہیں کرتا بلکہ جب حرکت کرتا ہوا کسی قطعہ زمین کے مقابل ہو جاتا ہے صرف وہی قطعہ روشن ہو جاتا ہے۔ ایسا ہی خسوف کا حال ہے کہ کہیں معلوم ہوتا ہے اور کہیں نہیں۔ علاوہ ازیں روایات معتبرہ سے ثابت ہے کہ جو مسافر قرب و جوار سے آئے اُنھوں نے شق قمر کی تصدیق کی۔ اور جب یہ خبر سامری حاکم ملیبار کو زبانی تاجران عرب کے پہنچی تو اُس نے کہا کہ اگر میرے بزرگوں کے روزنامچہ میں یہ خبر لکھی ہو گی تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ چنانچہ روزنامچہ مذکور میں نکلا کہ فلاں تاریخ میں بعض منتبرین ملیبار نے چاند کو دو پارہ ہوتا دیکھا چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا۔ اور قصہ شق سینہ مبارک یہ ہے، کہ یہ امر چند بار واقع ہوا ہے ایک دفعہ تو اُس وقت جب حضرت دائی حلیمہؓ کے پاس خورد سالی میں تشریف رکھتے تھے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ بکریاں چرا رہے تھے دفعۃً آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا اور کہا میرے بھائی قرشی کے پاس دو شخص آئے سفید لباس اُنھوں نے اس کو لٹایا اور اُن کا شکم مبارک چاک کیا۔ حضرت حلیمہؓ فرماتی ہیں کہ یہ خبر سنکر میں اور اُن کا پدر رضاعی دوڑکر اُن کے پاس گئے اور اُن کو متغیر اللون کھڑا ہوا دیکھا۔ اُن کے باپ نے اُن کو اپنے گلے لگا لیا اور پوچھا کہ بیٹا تمھارا کیا حال ہے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس دو شخص سفید پوش آئے اور

Marfat.com

مجکو لٹا کر میرا شکم چاک کیا اور اس میں سے کچھ نکال کر پھینکدیا۔ اور حضرت انس رضی سے روایت ہے کہ حضرت جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ایسے وقت میں کہ وہ لڑکوں کے ساتھ کھیلتے تھے سو جبریل نے آپ کو لٹایا اور آپ کا شکم چاک کر کے آپ کا دل نکال لیا اور اس میں سے پارہ خون سیاہ نکالا اور کہا کہ یہ نصیب شیطان کا ہے پھر آپ کے دل کو ایک طاس زرین میں آب زمزم سے دھویا پھر اس کو اس کی جگہ پر رکھدیا اور شگاف شکم ملا دیا حضرت انس رضی فرماتے ہیں کہ میں نشان درخت آپ کے سینے پر دیکھتا تھا۔ اس چاک کی غرض یہ تھی کہ آپ ایام طفولیت سے معصوم اور وساوس شیطان سے محفوظ رہیں۔ دوسری دفعہ قریب زمانہ بعثت شریف کے کہ ابونعیم نے دلائل میں نقل کیا ہے۔ اس شق میں غرض مزید کرامت تھی تاکہ آپ کا دل ماسوی کے تعلق سے پاک ہوجاوے اور انتقال وحی کا متحمل ہو سکے تیسری دفعہ شب معراج میں جو صحیحین میں مذکور ہے تاکہ قلب اقدس قوت سیر عالم ملکوت و طاقت معائنہ تجلیات حاصل کرے

وَمَا حَوَى الْغَارُ مِنْ خَيْرٍ وَّمِنْ كَرَمٍ		وَكُلُّ طَرْفٍ مِّنَ الْكُفَّارِ عَنْهُ عَمِي

عطف علی القمر۔ وحواہ احاطہ بہ۔ والمراد بالغار نقب فی اعلیٰ ثور وہو جبل فی عین مکۃ علی سیرۃ ساعۃ و من بیان لما وتنوین خیر وکرم للتفخیم۔ والمراد بخیر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم والمراد بکرم الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجعلہا خیرا وکرما مبالغۃً فی ہذہ الاوصاف وجعل الصدیق رضی کرما لانہ تعالیٰ قال فی حقہ وسیجنبہا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی والاتقی الاکرم لقولہ تعالیٰ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ والواو فی کل طرف للحال۔ وعمی یجوز ان یکون ماضیا او صفۃ۔

ترجمہ۔ اور میں قسم کھاتا ہوں اُن خیر وکرم کی جن کو غار جبل ثور نے جمع کیا تھا یعنی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر یار غار کی میں قسم کھاتا ہوں جبکہ وہ غار مذکور میں مخفی طور پر رونق افروز ہوئے ایسے حال میں کہ ہر چشم کفار کی آپ کے دیدار شریف سے اندھی تھی باوجودیکہ وہ بینا تھے اور سب اشیاء کو دیکھتے تھے۔

فَالصِّدْقُ فِي الْغَارِ وَالصِّدِّيقُ لَمْ يَرِمَا		وَهُمْ يَقُولُونَ مَا بِالْغَارِ مِنْ اَرِمٍ

الفاء للتفریع۔ والصدق النبی صلی اللہ علیہ وسلم سماہ صدقا لفرط صدقہ فی اقوالہ وافعالہ کانہ نفس الصدق کما فی القرآن ہدیً للمتقین وہو مبتدء وفی الغار خبرہ۔ والصدیق خبرہ محذوف ای فی الغار۔ ولم یرما حال منہما ولم یرما من ورم جلدہ اذا انتفخ۔ او من ورم انفہ اذا غضب لان الغضبان۔ ینتفخ انفہ او من رامہ یریمہ برحہ وجاوزہ واصلہ لم یریما مثل لم یبیعا فحذف الیاء علی خلاف القیاس لضرورۃ الشعر وہذا المعنی ہو المناسب بالمصراع الثانی۔ او من الروم بکسر الہمزۃ یقال رئم الشیٔ رائے احبّہ والفہ واصلہ علی ہذا لم یرءما فحذف

الهمزة عملا علی قاعدة تسہیل فالمعنی علی الاول لم تتغیر حالہما باستشعار الخوف وعلی الثانی لم یغضبا ولم یفطر بالکمال تمکینہا وصدق یقینہا بحمایۃ اللہ تعالیٰ وعلی الثالث ما برحا من مکانہما وزعم الکفار انہما لیسا فی الغار وعلی الرابع ما انفاد ما استانسا فی مثل ہذا المحل المخوف الہائل بغیر اللہ تعالیٰ شانہ بل اعتمدا علی حفظہ وحراستہ وقرء بعضہم لم یُریَا علی صیغۃ المجہول من الرویۃ وہو خلاف الروایۃ من الناظم۔ ویقال ما فی الدار اریم واَرِم ای احد۔

ترجمہ۔ پس جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جو مجسّم صدق تھے اور حضرت صدیق جو عین کرم تھے غار میں موجود رہے اور وہاں سے کہیں نہیں گئے تھے یا جو راضی بقضا تھے یا جو مانوس بالطاف الٰہی تھے اور کفار کہتے تھے کہ غار میں کوئی بھی نہیں۔

ظَنُّوْا الْحَمَامَ وَظَنُّوْا الْعَنْكَبُوْتَ عَلٰى	خَيْرِ الْبَرِيَّةِ لَمْ تَنْسِجْ وَلَمْ تَحُمِ

علۃ لعدم رویتہم۔ والحمام جمع حمامۃ ہی کل ذات اطواق من الطیر ولم تحم بمعنی لم تدر من الدوران۔

ترجمہ۔ ظاہری وجہ اُن کے نہ دیکھنے کی یہ ہوئی کہ اُنھوں نے گمان کیا کہ کبوتر اشرف المخلوقات کے گرد نہیں پھرے اور اُنھوں نے انڈے نہیں دیئے اور مکڑی نے آپ پر جالا نہیں تنا۔ یعنی انھوں نے یہ خیال کیا کہ غار میں آپ تشریف نہیں رکھتے اور کبوتروں نے آپ کی خدمت کے لئے انڈے نہیں دیئے اور مکڑی نے شرف اور اپنی نیکنامی حاصل کرنے کے واسطے آپ پر جالا نہیں تنا اس لئے وہ دیدار مبارک سے محروم رہے۔ ایزد سبحانہ کی عجیب شان ہے ضعیف ترین مخلوق سے قوی تر کا کام لیتا ہے پس حضرت کے لئے بیضۂ کبوتر بروج مشیّد بن گئے اور تار عنکبوت جو کمزوری میں ضرب المثل ہے ایک مستحکم قلعہ ہو گیا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضؓ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا بخوف کفار پہرہ چوکی دیتے تھے یہانتک کہ آیت واللّٰہ یعصمک من الناس نازل ہوئی اُس وقت حضرت نے قبہ شریف سے جس میں تشریف رکھتے تھے سر مبارک باہر نکالا اور فرمایا کہ لوگو اپنے اپنے گھر چلے جاؤ خداوند تعالیٰ میری حفاظت کا کفیل ہو گیا اسی روایت کی طرف ناظم قدس سرہ اس اگلے شعر میں اشارہ کرتے ہیں۔

وِقَايَةُ اللّٰهِ اَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ	مِنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِنَ الْاُطُمِ

الوقایۃ الحفظ والعصمۃ۔ والمضاعفۃ فی النسج او فی اللبس۔ ومن فی الموضعین للبیان۔ والاطم جمع اطمۃ وہی الحصن ۔ ترجمہ۔ خداوند تعالیٰ کی حمایت وحفاظت نے آپ کو دوہری بنی ہوئی زرہ یا او پر تلے دو زرہوں کے پہننے سے اور بلند قلعوں میں پناہ گیر ہونے سے بے پروا کر دیا تھا۔ اور خلاصہ قصہ ہجرت شریف کا جس کی طرف ان اشعار میں اشارہ ہے یہ ہے کہ جب قریش کو حال اسلام بعض انصار معلوم ہوا تو وہ مسلمانان مکہ معظمہ کے ستانے میں نہایت کوشش کرنے لگے اور طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے

Marfat.com

توحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیاکہ مدینہ شریفہ میں ہجرت کرکے چلے جاویں چنانچہ اکثر اصحاب ہجرت کرگئے اور آپ حکم الٰہی کے منتظر رہے اور آپ کے پاس مکہ میں صرف جناب علی مرتضیٰ وحضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما رہ گئے۔ جب قریش نے یہ دیکھا تو ان کو حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا خوف ہوا کہ مبادا یہ بھی ہاتھوں سے نکل جاویں اور مدینہ میں جاکر ارادۂ جنگ فرمادیں تو یہ سوچ کر وہ سب دارالندوہ میں جو اُن کے مشوروں کی جگہ تھی جمع ہوئے اور آپ کے باب میں مشورہ کرنے لگے کہ کیا کرنا چاہیے۔ اُس وقت اُن کا گرو گھنٹال شیطان رجیم بھی ایک پیر مرد کی صورت میں شریک ہوا اور کہا کہ میں نجد کا رہنے والا ہوں تمھارے مشورے کی خبر سُنکر حاضر ہوا ہوں اور امید ہے کہ تم میری رائے اس معاملہ میں پسند کروگے آخر کو سب رؤسائے قریش کے روبرو یہ امر پیش ہوا اور کہا گیا کہ اس مرد یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو معاملہ ابتک ہوا اُس کو تم خوب جانتے ہو۔ اور اب یہ خوف ہے کہ مکہ سے باہر جاکر اپنے اتباع کو لے کر ہم پر حملہ کریں اُس باب میں باتفاق مشورہ ہونا چاہیے۔ اس پر بعض اشخاص بولے کہ ان کو لوہے کی بیڑیاں ڈال کر ایک گھر میں ڈال دو کہ وہ بھوکے پیاسے مرجاویں جیسا پہلے شاعروں کا حال ہوا ہے۔ اس پر شیخ نجدی بولا کہ یہ رائے تمھاری درست نہیں ہے۔ اگر تم ان کو قید کروگے تو یہ خبر اُن کے اصحاب کو پہنچے گی اور بعید نہیں ہے کہ وہ حملہ کرکے اُن کو تم سے چھڑا لیجاویں۔ اور بعض نے کہا کہ آپ کو مکہ سے جلاوطن کردو اور اس کی پرواہ مت کرو کہ وہ کہاں جاویں گے۔ شیخ نجدی بولا کہ کیا تم نے اُن کی شیریں گفتار اور مزیدار باتیں نہیں سُنیں بس اگر تم نے اُن کو چھوڑ دیا تو وہ عرب کے کسی قبیلہ میں جاویں گے اور سحر بیانی سے اُن کو اپنا تابعدار کرلیں گے اور اُن کو لیکر تم پر چڑھ آویں گے اور سب کو تہ و بالا کردیں گے اس پر ابوجہل بولا کہ میری تو یہ رائے ہے کہ قبیلہ قریش سے ایک ایک عالی نسب لیا جائے اور ہر شخص کو ایک تلوار دی جائے وہ سب جاکر حضرت پر ایک ہی بار اپنی تلواریں چھوڑیں۔ اور اُن کو قتل کردیں۔ جب سب ملکر یہ کام کریں گے تو قبیلۂ عبد مناف اپنی سب قوم سے جنگ نہیں کرسکے گا اور آخر دیت لینے پر راضی ہوجائے گا۔ یہ سُنکر شیخ نجدی بولا کہ عمدہ رائے یہ ہے جو ابوجہل نے کہی۔ غرض اس رائے پر اتفاق کرکے متفرق ہوگئے اس وقت جبریل آئے اور آپ سے عرض کیا کہ آج آپ اپنے بستر پر نہ سونا۔ جب رات کی تاریکی پھیل گئی تو وہ لوگ آپ کے دروازہ پر جمع ہوئے اس ارادہ سے کہ جب آپ خواب راحت میں ہوں گے تو سب مل کر آپ کو قتل کردیں گے۔ آپ نے جناب امیر نفسی فداہ کو فرمایا کہ میری سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو رہو۔ تم کو کوئی تکلیف پیش نہیں آوے گی اور یہ بھی ارشاد کیا کہ جو لوگوں کی امانتیں وغیرہ میرے پاس ہیں تم اُن کو ادا کردینا یہ کہکر آپ دولت خانے سے باہر نکلے اور ایک مٹھی

Marfat.com

مٹی کی لیکر اُن کے سروں پر پھینکدی اس وقت آپ یہ آیت پڑھ رہے تھے۔ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ تا فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۔ الغرض خداوند تعالیٰ نے سب کو اندھا کر دیا کسی کو آپ نظر نہ آئے۔ بعد اُس کے ایک آنے والے نے اُن سے پوچھا کہ تم کس کے منتظر ہو اُنھوں نے حضرت کا اسم مبارک لیا اُس نے کہا کہ خدا نے تم کو ناکامیاب کیا وہ تمھارے پاس کو نکل کر چلے گئے اور تمھارے سروں پر مٹی پھینک گئے اُنھوں نے اپنے سروں پر جو ہاتھ رکھکر دیکھا تو واقعی اُن پر مٹی تھی۔ اور جب وہ دیکھتے تھے تو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو حضرت کی چادر اوڑھے ہوئے سوتا دیکھتے تھے اور سمجھتے تھے کہ حضرت رسالت مآب آرام میں ہیں۔ غرض اُن کا حال یہ ہی رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور جناب امیر بستر سے اُٹھے اور اُنھوں نے آپ کو شناخت کیا۔ اور اسی باب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وَاِذْ یَمْکُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ الآیہ۔ اُن لوگوں نے حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ حضرت کہاں گئے۔ آپ نے فرمایا مجکو معلوم نہیں ہے تم نے اُن کو نکالدیا سو وہ نکل گئے۔ اِس پر کفار جناب امیر کو مارنے لگے اور اُن کو حرم شریف میں لے گئے اور کچھ دیر قید رکھکر چھوڑ دیا۔ اور جناب امیر حسب الحکم واسطے ادائے امانات کے ٹھیر گئے۔ حضرت ام المؤمنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ صبح کو یا شام کو حضرت صدیقؓ کے گھر تشریف لاتے تھے مگر جس روز آپ کو ہجرت کا حکم ہوا آپ عین دوپہر کو ہمارے گھر رونق افروز ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے دیکھکر کہا کہ آپ کو اس وقت تشریف لانا کسی قوی باعث کے سبب ہے۔ آپ آکر تخت پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ جو انسان اِس وقت تمھارے پاس ہے اُس کو علیحدہ کر دو۔ آپنے عرض کیا کہ یہاں اس وقت میری صرف دو دختر ہیں۔ بتلائیے کیا ارشاد ہے۔ فرمایا کہ مجکو حکم ہجرت کا آگیا ہے۔ صدیقؓ نے عرض کیا کہ آپ مجکو بھی اپنے ساتھ رکھئے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں یہ سُنکر حضرت صدیقؓ غایت خوشی کے سبب رونے لگے۔ پس عبد اللہ بن اریقط کو جو مشرک تھا رہبری کے لئے مقرر فرمایا اور آپ کی ہجرت کے ارادہ کو سوائے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور اُن کے عیال کے اور سوائے حضرت علی مرتضیٰ کے کسی نے نہیں جانا۔ حضرت علیؓ تو ادائے امانات کے لئے ٹھہر گئے اور اُن کو حکم دیا کہ بعد ادائے اس خدمت کے مدینہ آجانا۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر ایک کھڑکی کی راہ سے جو پس پشت مکان حضرت صدیقؓ کے تھی برآمد ہوئے اور جبل ثور کے غار کا قصد فرمایا اور حضرت ابوبکر نے اپنے فرزند عبد اللہ کو فرمایا کہ تم دن بھر مکہ میں خبریں سُنا کرو اور رات کو ہم سے کہہ جایا کرو۔ اور اپنے آزاد غلام عامر بن فہیرہ کو حکم دیا کہ تم دن بھر ہماری بکریاں چرایا کرو اور پھر شام کو ہمارے پاس لے آیا کرو۔ اور حضرت اسماء دختر حضرت صدیقؓ شام کو کھانا غار میں لاتی تھیں اور حضرت عبد اللہ بن ابی بکر

Marfat.com

جب غار سے واپس آتے تھے تو نشان بکریوں کے پاؤں کے مٹا دیتے تھے۔ اور دونوں حضرات نے تین روز تلک غار مذکور میں تشریف رکھی۔ جب اول روز ہر دو بزرگوار یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے یار غار اُس کے دروازے پر پہنچے تو اول بنظر مزید حفاظت حضرت کی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ غار میں داخل ہوئے اور اس میں جتنے سوراخ تھے اپنی چادر کے پاروں سے بند کر دیئے۔ اور ایک سوراخ باقیماندہ میں اپنا پائے مبارک اڑا دیا۔ جناب نبوی اس وقت غار میں تشریف لائے اور حضرت صدیق رضہ کے زانو پر سر شریف رکھکر سو گئے اس سوراخ میں سے جس میں حضرت صدیق رضہ نے اپنا پاؤں رکھا تھا ایک سانپ آپ کے پاؤں میں بار بار کاٹتا تھا اور آپ بخیال اس امر کے کہ حضرت کی نیند میں خلل نہ پڑے کچھ جنبش نہیں کرتے تھے۔ آخر بسبب شدت درد حضرت صدیق رضہ کے اشک نکل کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک پر گرے اور آپ نے بیدار ہوکر استفسار حال فرمایا حضرت صدیق رضہ نے کیفیت سانپ کے کاٹنے کی عرض کی۔ آپ نے دست مبارک سے آب دہن اس جگہ ملدیا فوراً تکلیف رفع ہوگئی۔ الغرض جب آپ غار میں داخل ہوگئے تو بامر خداوندی ببول کا درخت وہاں اسی وقت جم گیا اور کبوتروں کے ایک جوڑے نے وہاں آشیانہ بناکر انڈے دیئے اور مکڑی نے وہاں جالا تن دیا۔ کہتے ہیں کہ کبوتران حرم محترم اُسی جوڑے کی نسل سے ہیں کہ ببرکت دعائے حضرت نبوی تا قیام قیامت صدمۂ شکاریان سے محفوظ ہیں۔ اور مکڑی کے مارنے کی بھی ممانعت ہوگئی۔ آخر کفار قریش تلاش کرتے کرتے در غار پر پہنچے اور کیفیت حال دیکھکر کہنے لگے کہ اگر آپ اس غار میں جاتے تو کبوتروں کے انڈے ٹوٹ جاتے اور مکڑی کا جالا خراب ہوجاتا۔ اور یہ ببول کا درخت تو حضرت کی پیدائش سے پہلے کا ہے ناچار ناکام واپس ہوگئے۔ الحاصل بعد گذر جانے تین روز کے اور فرو ہوجانے جستجوئے کفار کے عبد اللہ اجیر مذکور دو شتر در غار پر لایا۔ چنانچہ ایک پر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوئے اور حضرت صدیق رضہ کو اپنا ردیف کرلیا۔ اور دوسرے پر عامر بن فہیرہ اور عبد اللہ اجیر سوار ہوئے اور تمام شب اور دوسرے روز ظہر تک سفر کیا اور قریش نے اشتہار دیدیا کہ جو حضرت کو لے آوے اُس کو سو شتر مادہ دیں گے۔ یہ سُن کر سراقہ بن مالک آپ کی تلاش میں چڑھ دوڑا اور آپ کو ایک سخت زمین پر آلیا حضرت صدیق رضہ نے دیکھکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارا متلاشی آ پہنچا آپ نے فرمایا کہ غمگین مت ہو ہمارے ساتھ خداوند تعالیٰ ہے پس سُراقہ کا گھوڑا شکم تلک زمین میں اُتر گیا اور زمین سے دھواں نکلنے لگا تو بولا اے جناب آپ میری خلاصی کے لئے دعا کیجے اور میں اس کا ذمہ کرتا ہوں کہ جو کوئی اور آپ کی تلاش میں آوے گا اُس کا لوٹا لیجاؤں گا۔ آپ نے دعا کی اُس کا

Marfat.com

گھوڑا زمین سے نکل آیا۔ پھر اس نے بطمع انعام آپ کا تعاقب کیا پھر آپ کی بددعا سے اُس کے گھوڑے کے پاؤں پہلے سے زیادہ زمین میں دھنس گئے۔ اُس نے کہا کہ یا حضرت مجکو خوب معلوم ہوگیا کہ میرے گھوڑے کا دھنسنا صرف آپ کی بددُعا سے ہے اب پھر میری خلاصی کی دعا کیجیے اور میں اب خداوند تعالیٰ کو ضامن دیتا ہوں کہ سب تعاقب کرنے والوں کو لوٹا لیجاؤں گا سو آپ کی دعا سے پھر اُس کو نجات ہوگئی۔ بعد ازاں وہ حضرت کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے ترکش کا تیر لیجیے اور میرے شتر فلاں مکان میں چرہے ہیں اُن میں سے جس قدر آپ چاہیں لے لیویں آپ نے فرمایا کہ مجکو تیرے شتروں کی حاجت نہیں۔ جب وہ لوٹنے لگا تو آپ نے فرمایا اے سراقہ اُس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھوں میں کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے اُس نے عرض کیا کہ کیا کسریٰ بن ہرمز کے آپ نے فرمایا ہاں چنانچہ جب ملک فارس فتح ہوا اور کسریٰ کے کنگن غنیمت میں آئے تو حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کنگن حسب فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سراقہ مذکور کے ہاتھوں میں پہنائے۔ الغرض یہ سُنکر سراقہ آپ سے رخصت ہوا اور جو شخص آپ کا متلاشی اس سے ملتا اُسے یہ کہکر لوٹا لاتا کہ آپ اس طرف نہیں گئے تمہارے جانے کی کچھ حاجت نہیں۔

پھر آپ مع الخیر مع ہمراہیان بروز دوشنبہ بارھویں ماہ ربیع الاول کو حوالی مدینہ طیبہ میں پہنچے اور منازل بنی عمر بن عوف میں فروکش ہوئے اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ مہاجریہ وانصارہ آمین۔ واقول لقد اجاد الناظم قدس سرہ حیث اشار الی انواع المعجزات وتصرفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الجمادات والنباتات والحیوانات واطاعۃ الارض والاطلاع علی الغیب۔

مَا سَامَنِی الدَّھْرُ ضَیْمًا وَّاسْتَجَرْتُ بِہٖ		اِلَّا وَنِلْتُ جِوَارًا مِّنْہُ لَمْ یُضَمِ

سامہ کلفہ واٰواہ۔ وروی یومًا والمراد مطلق الزمان۔ وفی روایۃ ماضامنی ای ظلمنی۔ والواو للحال والاستجار طلب الجوار ای الامان والحمایۃ والرعایۃ ولم یضم صفۃ جوارًا۔

ترجمہ۔ زمانے نے مجکو کبھی ظلم کی تکلیف نہیں دی ایسے حال میں کہ میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طالب امان وحمایت ہوا ہوں مگر کہ میں آپ سے پناہ کے حصول میں کامیاب ہوا جس پر کوئی ظلم نہیں کیا جاتا۔ اور بجہت اُسی کے ہے کہ میں مرض فالج سے بتوسل حضرت کے شفایاب ہوا۔

وَلَا الْتَمَسْتُ غِنَی الدَّارَیْنِ مِنْ یَدِہٖ		اِلَّا اسْتَلَمْتُ النَّدٰی مِنْ خَیْرِ مُسْتَلَمِ

عطف علی سامنی۔ والالتماس الطلب۔ ومن یدہ ای شفاعتہ وبرکتہ واستلمت ای قبلت کما ہو رسم المتاد بین عند اخذ شئی من الکبراء والندی العطاء۔ وخیر مستلم کنایۃ عن یدہ المبارکۃ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ۔ اور میں نے تونگری دنیا و آخرت کے آپ کی دست مبارک سے یعنی بذریعۂ توسل و برکت آپ کے طلب نہیں کی مگر میں نے اُس عطا کو بوسہ دیا جو منجانب بہترین اُس ہاتھ کے تھا جس کو بوسہ دیا جاتا ہے یعنی میں نے اُس عطای گرامی کو نہایت تعظیم و تکریم سے قبول کیا۔ خلاصہ ہر دو شعر یہ ہے کہ دفع مصائب و جلب منافع اُمت مرحومہ کو بتوسل شریف حاصل ہوتا ہے۔ آمنا بہ وصدقناہ۔

لَا تُنْكِرُ الْوَحْيَ مِنْ رُؤْيَاهُ اِنَّ لَهٗ	قَلْبًا اِذَا نَامَتِ الْعَيْنَانِ لَمْ يَنَمِ

من رویاہ حال من الوحی ای الوحی حاصلا من رویاہ۔ او من بمعنی فی نحو اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ۔ وان تعلیل لعدم انکار الوحی۔

ترجمہ۔ ای مخاطب تو وحی کے آنے کا آپ کے خواب میں انکار مت کر کیونکہ بیشک آپ کا قلب مبارک ایسا ہے کہ جب آپ کی ہر دو چشم بظاہر خواب میں ہوتی ہیں تو وہ نہیں سوتا اور نہ غافل ہوتا ہے بلکہ وہ ہر حال میں بیدار اور ہوشیار رہتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ میری آنکھیں سوتی ہیں اور دل بیدار رہتا ہے۔ اور اسی لئے آپ کا خواب ناقض وضو نہیں تھا۔ یہ بھی آپ کا ایک معجزہ ہے۔

وَذَاكَ حِيْنَ بُلُوْغٍ مِنْ نُبُوَّتِهٖ	فَلَيْسَ يُنْكَرُ فِيْهِ حَالُ مُحْتَلِمِ

اشارۃ الی الوحی فی الرویا و ہو مبتدا و خبرہ الظرف بعدہ و مدۃ بلوغ النبوۃ اربعون سنۃ غالبا جرت بہ السنۃ الالٰہیۃ۔ والمحتلم البالغ من العقل واستعیر للبالغ من النبوۃ۔

ترجمہ۔ اور یہ وحی ہنگام خواب اُس وقت تھی جب آپ رتبۂ نبوت کے قریب تر پہنچ گئے تھے پس سزاوار نہیں ہے کہ ایسے وقت میں حال خواب بینندہ کا انکار کیا جاوے۔ پس جیسا بالغ بالفعل اگر کہے کہ مجکو احتلام ہوا ہے اُس کا انکار نہیں کیا جاتا ہے ایسا ہی بالغ بمرتبۂ نبوت اگر کہے کہ مجکو خواب میں وحی آئی ہے ہرگز قابل انکار نہیں ہے کیونکہ مقتضیات ہر شئی اپنے وقت پر ظہور کرتی ہیں اور تفصیل اُس کی یہ ہے کہ مدت نزول وحی ۲۳ برس تھی منجملہ اُن کے ششماہی اول میں وحی خواب میں ہوتی تھی اور جو خواب آپ دیکھتے تھے مثل روز روشن کے بعینہ صادق اور نمایاں ہوتا تھا بعد ازاں حضرت جبریل بیداری میں وحی لانے لگے۔ اور ششماہ نبوت کا ۱۲۳ تئیس۲۳ سال چھیالیسواں حصہ ہے۔ اس لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچا خواب نیک مرد کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ناظم رحمہ اللہ تعالیٰ معترض کے اس اعتراض کو دفعہ کرتا ہے کہ حال خواب حالت غفلت و تعطیل حواس ہے پس حواس میں دیکھا جاوے وہ ترتب احکام کے لئے کافی نہیں حاصل جواب یہ ہے کہ یہ تمہارا اعتراض اُس شخص پر وارد ہو سکتا ہے کہ جس کا دل و حواس بحالت خواب معطل و مبطل ادراک ہو جاویں اور آپ کا ایسا حال نہ تھا وہاں ہوشیاری خواب و بیداری

Marfat.com

میں یکساں تھی اور آپ کا قلب مبارک ہر حال میں بیدار رہتا تھا بلکہ بسبب انقطاع کلی ماسوا کے خواب میں توجہ الی اللہ تعالیٰ زیادہ تر ہو جاتی تھی اللھم صل وسلم علیہ دائماً ابداً۔

تَبَارَكَ اللّٰهُ مَا وَحْيٌ بِمُكْتَسَبٍ ۔ وَلَا نَبِيٌّ عَلٰى غَيْبٍ بِمُتَّهَمِ

البرکۃ النفع فمعناہ کثر خیرہ ونفعہ۔

ترجمہ۔ خداوند تعالیٰ کی ذات پاک بابرکت وکثیر النفع ہے کوئی وحی کسبی نہیں ہے کہ آدمی اپنی سعی و تدبیر سے حاصل کرلے بلکہ یہ وحی ونبوت مولی کی مہر ہے جس کو چاہے عنایت فرمادے اور نہ کوئی نبی در باب اخبار غیب متہم بکذب ہے بلکہ جو حکم خداوندی کسی نبی کو ملتا ہے صرف وہی ظاہر کیا جاتا ہے۔

كَمْ اَبْرَاَتْ وَصِبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ ۔ وَاَطْلَقَتْ اَرِبًا مِنْ رِبْقَةِ اللَّمَمِ

کم خبریۃ۔ والوصب کلتعب المریض۔ والارب المحتاج۔ والربقۃ محکمۃ الحبل۔ واللمم بالفتحتین الجنون

ترجمہ۔ آپ کے کف مبارک نے بہت سے مریضوں کو صرف چھوکر اچھا کر دیا اور بہت سے محتاجوں کو قید جنون سے چھڑا دیا ایسے بیماروں اور مجنونوں کی شمار نہیں ہے جو بادنی توجہ حضرت کے شفایاب ہوئے حضرت صدیق رضؓ کا سانپ کے کاٹنے سے شفا پانا حضرت کے دست مبارک لگا دینے سے اوپر مذکور ہو چکا حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت اپنے چھوٹے بچے کو لئے ہوئے حضرت کے پاس آئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے بیٹے کو جنون ہو گیا ہے جو صبح وشام دورہ کرتا ہے آپ نے دست مبارک اُس کے سینہ پر پھیر دیا اُس کو ایک قے ہوئی اور اُس کے شکم سے مثل خورد سال کتے کے بچوں کے بزنگ سیاہ نکل پڑے جو حرکت کرتے تھے اور لڑکا اچھا ہو گیا۔

وَاَحْيَتِ السَّنَةَ الشَّهْبَاءَ دَعْوَتُهٗ ۔ حَتّٰى حَكَتْ غُرَّةً فِي الْاَعْصُرِ الدُّهُمِ

عطف علی ابرأت والسنۃ الشہباء البیضاء التی لانبات بہا العدم المطر ومراد بہا القحط۔ والغرۃ بالضم بیاض فی جبہۃ الفرس فوق الدرہم وغرۃ کل شئ اولہ واکرمہ والدہم بضمتین جمع ادہم وہو الذی غلب سوادہ وحکمت ای مشابہت۔

ترجمہ۔ اور بارہا سال قحط ناک کو آپ کی دعا نے زندہ کر دیا یعنی اُس کی زمین کو ایسا سرسبز و شاداب کر دیا کہ وہ سال خشک بسبب اپنے تروتازہ ہونے کی اُس رونق وخوبی کے مشابہ ہو گیا جو اُس زمانہ میں ہوتی ہے جس میں نباتات بسبب شدت سبزی کے مائل بسیاہی ہو جاتے ہیں۔

بِعَارِضٍ جَادَ اَوْ خِلْتَ الْبِطَاحَ بِهَا ۔ سَيْبًا مِنَ الْيَمِّ اَوْ سَيْلًا مِنَ الْعَرِمِ

الجار متعلق باحیت۔ والعارض السحاب الذی یعترض فی الافق۔ وجاد من الجود بالفتح وہو المطر الغزیر

Marfat.com

والبطاح جمع الابطح وہو الوادی الوسیع المسیل فیہ دقاق الحصی۔ واو بمعنی الی ان۔ والسیب العطاء والیم البحر والعرم گکنف بندہائے آب۔ او اسم وادی او اسم موضع۔

ترجمہ۔ اور یہ دعا سے زمین قحط ناک کا تر و تازہ کرنا بذریعۂ ایک ابر کے تھا جو بکثرت یہاں تلک برسا کہ تو خیال کرے کہ دریا ٹوٹ کر آ گیا ہے یا وادی عرم کی سیل آ گئی ہے۔ عرم بفتح اول وکسر ثانی پانی کے آگے بند باندھنے کو کہتے ہیں یا نام اُس خاص بند کا ہے جو اہل سبا نے پانی روکنے کے لئے باندھا تھا اور وہ بسبب کفرانِ نعمت اہل سبا ٹوٹ گیا تھا اور اُن کی آبادی اور باغوں کو ویران کر دیا تھا اور شعر میں اشارہ ہے طرف اُس قصہ کے جو حضرت انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ زمانِ مبارک میں خشک سالی ہوئی آپ خطبہ جمعہ کا پڑھ رہے تھے۔ ایک اعرابی کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ شتر ہلاک ہو گئے اور کنبہ بھوکا مرنے لگا۔ خداوند تعالیٰ سے دعائے بارش کیجیئے۔ سو آپ نے اپنے دست دعا کے لئے ہاتھ اُٹھایا کہ آسمان پر کہیں پارۂ ابر نہ تھا۔ راوی بقسم کہتے ہیں اب تلک آپ دعا نہیں مانگ چکے تھے کہ دفعتہً ابر پہاڑ کی مانند چڑھ آئے اور بارش برابر ہونے لگی یہاں تلک کہ دوسرا جمعہ آ گیا اُس روز اُسی اعرابی نے یا کسی اور نے عرض کیا کہ یا حضرت ہمارے گھر گر گئے اور اموال ہلاک ہو گئے اب باران کے تھمنے کی دعا فرمایئے آپ نے دُعا کی یا الٰہی اب ہمارے اوپر نہ برسے بلکہ ٹیلوں اور پہاڑوں اور نالوں اور درختوں پر۔ پس مدینہ منورہ سے ابر فوراً کھل گیا اور ہم دھوپ میں چلنے پھرنے لگے۔

دَعْنِیْ وَوَصْفِیْ اٰیَاتٍ لَّہٗ ظَهَرَتْ		ظُهُوْرَ نَارِ الْقِرٰی لَيْلًا عَلٰی عَلَمٖ

دعنی ای اترکنی۔ والواو بمعنی مع۔ والمراد بالآیات المعجزات وظہور منصوب بنزع الخافض۔ و القری الضیافۃ۔ والعلم الجبل۔ وذکر اللیل لتکمیل المقصود من التشبیہ۔

ترجمہ۔ ای مخاطب مجکو صرف اس کام کے لئے چھوڑ دے کہ میں آپ کے معجزاتِ کثیرہ کا جو واسطے اثباتِ رسالت حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح جلوہ افروز و نمایاں ہوئے ہیں جیسے آگ ضیافت کی بوقت شب پہاڑ پر ظاہر و باہر ہوتی ہے کہ میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی کام نہیں ہے۔ اسخیاءِ عرب کا دستور تھا کہ واسطے اظہار عام ضیافت وطلب مہمانان و مساکین کے بوقت شب پہاڑ پر آگ جلا دیتے تھے تاکہ ہر ایک کو خیال ضیافت کا معلوم ہو جاوے اور بے تکلف شریک ضیافت ہو خلاصہ یہ ہے کہ آپ کے معجزات ایسے روشن و ہویدا ہیں جیسے آتش ضیافت جو پہاڑ پر وقت شب روشن کی جاتی ہے اور آشکارا و عیاں ہوتی ہے اور اس پر بھی اگر منکروں کو معلوم نہ ہو تو اس اندھے پن کا کیا علاج ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭

Marfat.com

فَاِنَّ الدُّرَّ یَزْدَادُ حُسْنًا وَّہُوَ مُنْتَظِمٌ	وَلَیْسَ یَنْقُصُ قَدْرًا غَیْرَ مُنْتَظِمٍ

الفاء للتعلیل کانہ قیل کیف تشتہر آیات بہذہ المثابۃ مع کونہا غیر منظومۃ فقال فان ذلک لا یوجب نقصان قدرہا وشہرتہا۔

ترجمہ۔ کیونکہ موتی کا جب برعایت مناسب ہار بنایا جاوے تو اُس کی خوبصورتی بڑھ جاتی ہے اور جب وہ غیر منتظم ہو یعنی اس کا ہار نہ بنایا جاوے تو اُس کے حُسن ذاتی میں کچھ نقصان نہیں آتا۔

فَمَا تَطَاوَلَ آمَالُ الْمَدِیْحِ اِلٰی	مَا فِیْہِ مِنْ کَرَمِ الْاَخْلَاقِ وَالشِّیَمِ

الفاء للتعلیل لدعنی۔ وما نافیۃ۔ وما تطاول ما استطال۔ والمدیح فعیل بمعنی المادح۔ والمراد بالاخلاق الکریمۃ الخصال الکسبیۃ۔ وبالشیم وہی جمع شیمۃ وہو الشئ الطبیعیۃ والخصائل الذاتیۃ۔

ترجمہ۔ کیونکہ نہیں پہنچیں آرزوئیں مادح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی اوصاف اُن خوبیوں تک جو حضرت کی ذات مقدس میں ہیں اخلاق کریمہ کسبیہ وذاتیہ سے۔ یعنی میں نے جو ذکر معجزات کو مقدم رکھا اور آپ کے اوصاف ذاتیہ وخصال کسبیہ کی تعریف نہیں لکھی اُس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی صفات ذاتیہ وکسبیہ تک میری فہم کی رسائی نہیں ہے ناچار ذکر معجزات پر کفایت کرتا ہوں اور بعض شراح نے فما تطاول میں ما استفہامیہ لیا ہے پس معنی بیت کے یہ ہوئے کہ ستائش کنندہ کی آرزوئیں کس قدر دراز ہوئی ہیں اُن خوبیوں کی طرف جو حضرت کی ذات پاک میں اوصاف کسبیہ وذاتیہ سے ہیں۔ یعنی جیسے اوصاف مذکورہ غیر متناہی ہیں اُسی قدر مادح کی اُمیدوں کی جو سرور عالم سے دنیا وآخرت میں رکھتا ہے حد ونہایت نہیں ہے۔ مگر یہ مطلب شعر سابق ولاحق سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا ہے۔

آیَاتُ حَقٍّ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثَۃٌ	قَدِیْمَۃٌ صِفَۃُ الْمَوْصُوْفِ بِالْقِدَمِ

بالنصب بدل من آیات او منصوب علی المدح اعنی مدح۔ او مرفوع خبر مبتدء محذوف ای ہی۔

ترجمہ۔ وہ سچی آیات قرآن مجید کی ہیں جو منجانب ایزد رحمان نازل ہوئی ہیں اور باعتبار تلفظ ونزول وکتابت مصاحف حادث وپیدا ہیں ومن حیث المعنی وکلام نفسی قدیم ہیں کیونکہ وہ صفت ہیں اُس ذات پاک کی جو موصوف بالقدم ہے اور یہ امر محقق ہے کہ موصوف قدیم کی صفت بھی قدیم ہوتی ہے ورنہ قدیم محل حوادث ہو جائے گا۔

لَمْ تَقْتَرِنْ بِزَمَانٍ وَّہِیَ تُخْبِرُنَا	عَنِ الْمَعَادِ وَعَنْ عَادٍ وَّعَنْ اِرَمٍ

الجملۃ الفعلیۃ صفۃ آیات فان القدیم وجودہ قبل خلق الزمان۔ والمعاد ہو مصدر بمعنی العود والمراد بہ الحشر والبعث۔ وعاد اسم قبیلۃ وہم قوم ہودؑ وارم کعنب اسم جنۃ بناہا شداد بن عاد۔ وکان لعاد ابنان شداد وشدید فملکا دہرا ثم مات شدید فخلص الامر لشداد فملک البلاد ودانت لہ ملوکہا فسمع ذکر

Marfat.com

الجنۃ فبنی علی مثالہا فی بعض صحاری عدن جنۃً فی ثلثمائۃ سنۃ وکان عمرہ تسعمائۃ وسماہا بارم قصورہا من ذہب وفضۃ واساطینہا من الزبرجد والیواقیت وزینہا باصناف الاشجار والانہار فلما تمت سار الیہا باہلہ فلما کان منہا علی مسیرۃ یوم ولیلۃ بعث اللہ علیہم صیحۃً من السماء فہلکوا وسترہا اللہ تعالیٰ عن اعین الناس وعن عبد اللہ بن قلابۃ انہ خرج فی طلب ابلہ فوقع علیہا فحمل من نفائسہا بقدر الطاقۃ ورجع الی قومہ بمال کثیر ففاشت بین الخلق وبلغ الخبر الی الامیر معاویۃ بن سفیانؓ وکان ذاک عہدہ فبعث الی کعب لیسئلہ عن ذاک فصدقہ وقرء سندالہ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِیْ لَمْ یُخْلَقْ مِثْلُہَا فِی الْبِلَادِ وسید خلہا رجل من المسلمین فی زمانک احمر اشقر قصیر علی حاجبہ خالٌ علی عقبہ خال یخرج لطلب ابلہ ثم التفت ونظر ابن قلابۃ فقال ہذا واللہ ذلک الرجل۔ کذا فی الکشاف وتخصیص عاد وارم وقع اتفاقًا اولمزید الاعتبار۔

ترجمہ۔ یہ آیات اس لئے کہ قدیم ہیں کسی زمانے کے ساتھ مقید اور مقترن نہیں ہیں کیونکہ قدیم کا وجود قبل وجود زمانے کے ہوتا ہے اور بایں ہمہ حال یہ ہے کہ آیات مذکورہ ہم کو حشر ونشر اور قوم عاد اور جنۃ ارم کی جو مقید زمانہ ہیں خبر دیتی ہیں۔

دَامَتْ لَدَیْنَا فَفَاقَتْ کُلَّ مُعْجِزَۃٍ	مِنَ النَّبِیِّیْنَ اِذْ جَاءَتْ وَلَمْ تَدُمِ

صفۃ بعد صفۃ لآیات۔ والدوام استمرار الوجود بلا انقطاع۔ والفاء دخلت علی المسبب ای ففاقت بسبب الدوام۔ والمعجزۃ امر خارق للعادۃ یظہر علی ید مدعی النبوۃ عند تحدی المنکرین بہ یمتاز عن الکرامۃ و الخارق للعادۃ اربعۃ معجزۃ النبی وقد مر تعریفہ وکرامۃ الولی وہی ماتظہر علی ید مؤمن متصف بکمال العرفان والمعونۃ وہی مایظہر لعوام المسلمین تخلیصًا لہم عن المکارہ۔ الرابع ہو مایظہر علی ید غیر المؤمن فان کان موافقا لدعواہ فاستدراج او مخالفا لہ فاہانۃ کما ان مسیلمۃ الکذاب دعا لاعورین لصحۃ عینیہا العوارین فصارت عیناہما الصحیحان عوارین۔ والارہاص داخل فی الکرامۃ والسحر لیس من الامور الخارقۃ۔ ومن النبیین صفۃ معجزۃ ای صادرۃ من النبیین۔

ترجمہ۔ آیات مبارکہ مذکورہ ہمارے پاس ہمیشہ رہیں گی اور اس لئے یہ معجزہ اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے فائق اور برتر ہوگیا کیونکہ اُن کے معجزات آئے اور ہمیشہ نہ رہے۔ اور یہ معجزہ قرآن مجید کہ اثبات نبوت کے لئے اعظم معجزات سے ہے تاقیام قیامت بصفۃ اعجاز باقی رہے گا کہ کوئی بلیغ و فصیح اُس کی چھوٹی سورت کا بھی جواب نہ دے سکا اور نہ دے سکے۔ اور عجائب قدرت خداوند تعالیٰ سے یہ ہے کہ جس نے آیات شریفہ سے معارضہ کرنا چاہا وہ ایسا بدحواس وازخود رفتہ ہوا کہ جو اُس نے اُس وقت کہا لعبہ اطفال کی بھی قدر نہیں رکھتا تھا چنانچہ مسیلمہ کذاب نے بجواب الم ترکیف فعل ربک باصحاب

الفیل کے کہا الفیل ما الفیل عنقة قصیبر وذنبه طویل اور کہتا تھا کہ مجھ پر یہ وحی آئی ہے کہ یا ضفدع بنت ضفدع اعلاک فی الماء واسفلک فی الطین لا الشارب تمنعین ولا الماء تکدرین اور یہ بھی الم تر الی ربک کیف فعل بالحبلی اخرج منها نسمة تسعی بین صفاق وحشی اور یہ بھی ان اللہ قد خلق للنساء افراجا وجعل الرجال لهن ازواجا فنولج فیهن ایلاجا ثم نخرجها اذا نشاء اخراجا فینتجن لنا اسخالا انتاجا۔

مُحکَمَاتٌ فَمَا یُبْقِیْنَ مِنْ شُبَہٍ	لِذِیْ شِقَاقٍ وَّ لَا یَبْغِیْنَ مِنْ حَکَمِ

صفة اخری لآیات او خبر مبتدء محذوف ای هی من حکمه ای جعله حکما وشبه جمع الشبهة وذی شقاق صفة لشبه ولا یبغین من البغیة وهو الطلب۔

ترجمہ۔ وہ آیات سب امور متنازعہ فیہا کے لئے حکم ہیں اس لئے تمام احکام انھیں سے لئے جاتے ہیں سو وہ کوئی شبہ وشک کسی مخالف کے لئے باقی نہیں رکھتیں بلکہ حکم ناطق دیتی ہیں اور اپنے سوا کسی فیصلہ کنندہ کی طالب نہیں ہیں۔

مَا حُوْرِبَتْ قَطُّ اِلَّا عَادَ مِنْ حَرَبٍ	اَعْدَی الْاَعَادِیْ اِلَیْهَا مُلْقِیَ السَّلَمِ

هی صفة اخری لآیات وقط ظرف زمان للاستغراق ولا یستعمل الا فی النفی والمستثنی منه محذوف ای فی حال من الاحوال الا فی حال عود الاعادی مستسلما والسلم الصلح والاستسلام الانقیاد۔

ترجمہ۔ یہ آیات کبھی لڑائی یعنی مقابلہ نہیں کی گئیں مگر ضرور یہ امر انجام میں پیش آیا ہے کہ دشمن ترین دشمنان نے اس لڑائی میں اُن آیات کے روبرو سپر صلح وانقیاد ڈالدی اور اپنے عجز کا قائل ہوگیا ہے۔

روایت ہے کہ ابن مقنع نے جو اپنے وقت کا افصح تھا چند فقرات بطرز آیات لکھے اور اُس کے بعد کسی قاری کو یہ پڑھتے سُنا کہ یا ارض ابلعی ماءک ویا سماء اقلعی وغیض الماء وقضی الامر فوراً معارضہ سے نہایت نادم وپشیمان ہوا اور بولا کہ بخدا کوئی شخص قرآن کی فصاحت کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

رَدَّتْ بَلَاغَتُهَا دَعْوٰی مُعَارِضِهَا	رَدَّ الْغَیُوْرِ یَدَ الْجَانِیْ عَنِ الْحُرَمِ

البلاغة لغة وصول الشئ الی الکمال واصطلاحا بلاغة الکلام مطابقتها لمقتضی الحال مع فصاحتها ورد صفة مصدر محذوف ای ردا مثل رد الغیور۔ والحرم بضم الحاء وفتح الراء جمع الحرمة اراد به المحارم۔

ترجمہ۔ اُن آیات کی بلاغت نے اپنے مقابلہ کرنے والے کے دعوے کو ایسا ردو بیکار کردیا جیسا غیرتمند شخص فاسق گنہگار کے ہاتھ کو اپنے اہل محارم سے دفع کرتا ہے۔ غرض اس تشبیہ سے مبالغہ دفع میں ہے خلاصہ یہ ہے کہ کوئی معارض مقابلہ تو کیا کرے گا اس ارادہ کے قریب بھی نہیں آسکتا۔

لَهَا مَعَانٍ کَمَوْجِ الْبَحْرِ فِیْ مَدَدٍ	وَّفَوْقَ جَوْهَرِهٖ فِی الْحُسْنِ وَالْقِیَمِ

Marfat.com

فی مدد ای فی نصرۃ۔ والقیم کعنب جمع قیمۃ۔

ترجمہ۔ آیات قرآنی کے بیشمار معانی ہیں جو ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں مثل موج دریا کے کہ ایک موج دوسرے کی مدد کرتی ہے۔ اور یہ معانی حسن وزیبائی اور قدر وقیمت میں گوہر دریا پر فائق ہیں۔ اس شعر میں معانی آیات کو جو معقولات سے ہیں موج دریا سے جو محسوسات سے ہے بغرض توضیح ومبالغہ تشبیہ دی ہے

فما تعد و لا تحصی عجائبها	ولا تسام علی الاکثار بالسأم

الاتسام من السوم ای الاشتری۔ والسام الملال والمراد منہ انہا لاتقرب بالملال علی الاکثار۔

ترجمہ۔ عجائب آیات قرآنی بسبب کثرت کے نہ مفصلاً شمار ہو سکتے ہیں نہ اجمالاً اور باوجود کثرت تلاوت کے ملال اور بے رغبتی کے ساتھ نہیں پڑھی جاتی ہیں۔ یعنی دستور ہے کہ جو چیز بار بار پڑھی جاتی ہے اس میں گونہ بے رغبتی آجاتی ہے بخلاف آیات شریفہ کے کہ ان کو جتنا زیادہ پڑھو اتنی ہی ان کی طرف رغبت بڑھتی جاتی ہے۔

قرت بها عین قاریها فقلت له	لقد ظفرت بحبل الله فاعتصم

القرارۃ البردۃ۔

ترجمہ۔ ان آیات کے پڑھنے سے ان کے پڑھنے والے کی چشم خنک ہو گئی تو میں نے اس سے کہا کہ بیشک تو کامیاب ہوا عہد وامان خداوندی کے ذریعے سے اب تو تو اس کو خوب مضبوط پکڑ لے اور ان پر مداومت کے ساتھ عمل کرتا رہ۔ وفی الحدیث ہو الذکر الحکیم والصراط المستقیم وحبل اللہ المتین والشفاء النافع عصمۃ لمن تمسک بہ ونجاۃ لمن یتبعہ۔ آگے ناظم بعض فوائد قراءۃ قرآن کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ

ان تتلها خیفة من حر نار لظی	اطفأت حر لظی من وردها الشبم

لظی علم النار او اسم جہنم۔ والورد مصدر بمعنی المورد۔ والشبم ککتف البارد۔

ترجمہ۔ اگر تو ان آیات کو بخوف آتش دوزخ پڑھے گا تو ان آیات کے ٹھنڈے گھاٹ کے ذریعے سے گرمی آتش جہنم کو بجھا دے گا۔ یعنی ان آیات کی قرات باعث نجات آتش دوزخ سے ہے

کانها الحوض تبیض الوجوه به	من العصاة وقد جاؤه کالحمم

الحوض ہو الکوثر او نہر الحیوۃ من انہار الجنۃ الذی یرد علیہ العاصون من المومنین بعد اخراجہم من النار لشفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقد صاروا لحما حتی یغسلوا فیہ فیصیر ابدانہم مبیضۃ مشرقۃ بعد ما کانت مسودۃ مظلمۃ والحمم کالہنم جمع حممۃ ہی الفحم۔

ترجمہ۔ وہ آیات شریفہ مثل حوض کوثر یا مانند نہر الحیوۃ کے ہیں کہ اس کے غسل سے روئے

Marfat.com

گناہگاران اہل ایمان جبکہ آتش دوزخ سے جل کر مثل سیاہ کوئلے کے ہو کر نکلیں گے سفید و براق ہو جائینگے پس آیات قرآنی حوض مذکورہ کی مانند ہیں اس امر میں کہ جب اُن کی تلاوت کی جاتی ہے اور اُن پر عمل کیا جاتا ہے تو سیاہی گناہ اُن سے دُور ہو جاتی ہے اور اُن کے قلوب مثل آفتاب روشن ہو جاتے ہیں۔

وَكَالصِّرَاطِ وَكَالْمِيزَانِ مَعْدِلَةً	فَالْقِسْطُ مِنْ غَيْرِهَا فِي النَّاسِ لَمْ يَقُمِ

خبر مبتدء محذوف ای ہی مثل الصراط وہو جسر ممدود علی متن جہنم احد من السیف وادق من الشعر یعبر علیہ الخلق۔ والمیزان الذی یوزن بہ الاعمال لہ کفتان ولسان وشاہین والقسط بالکسر معدل ومنہ قولہ تعالیٰ ان اللہ یحب المقسطین والقسوط الجور ومنہ قولہ تعالیٰ واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا ومن غیرہا ای الناشئ من غیر الآیات۔ ولم یقم من القیام ای لم یثبت ولم یوجد۔

ترجمہ۔ اور یہ آیات مثل پل صراط کے ہیں یعنی جیسا صراط محق کو مبطل سے اور مومن کو کافر سے جدا کرتا ہے۔ ایسا ہی حال آیات کا ہے۔ اور یہی آیات مثل ترازو ئے اعمال ہیں جو بروز حشر قائم ہوگی۔ اور عمل راجح کو مرجوح سے جدا کر دے گی ایسا ہی آیات شریفہ کا حال ہے کہ وہ ہر کسی کے حق کی تعیین کما ہو حقہ کرتی ہیں۔ پس جب آیات کا یہ حال ہے تو عدل و انصاف حقیقی بغیر اُن کے ناممکن ہے کیونکہ اصل الاصول یہی ہے اور سُنت اور اجماع اُمت و قیاس اُنھیں کا تابع ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غیر آیات سے مراد سوائے قرآن مجید اور کتب سماوی ہوں یعنی قرآن مجید ناسخ احکام کتب سابقہ ہے۔ پس پورا انصاف اِسی کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔

لَا تَعْجَبَنْ لِحَسُودٍ رَاحَ يُنْكِرُهَا	تَجَاهُلًا وَهُوَ عَيْنُ الْحَاذِقِ الْفَهِمِ

خطاب عام۔ کانہ قیل اذا کان القرآن مشتملا علی ہذہ الفضائل الدینیۃ والدنیویۃ۔ فانکارہ عجیب والتجاہل اظہار الجہل مع عدمہ۔

ترجمہ۔ باوجودیکہ قرآن شریف حاوی منافع دینی و دنیوی ہے۔ اور گوناگوں فضائل و اعجاز پر مشتمل ہے۔ پھر با ایں ہمہ اگر کوئی حاسد براہ تعنّت اُن آیات کا براہ تجاہل انکار کرے حالانکہ وہ اور امور میں پورا ہوشیار اور فہیم ہے تو اس کا تو ہرگز تعجب مت کر اس کی وجہ اگلے شعر میں مذکور ہے۔

قَدْ تُنْكِرُ الْعَيْنُ ضَوْءَ الشَّمْسِ مِنْ رَمَدٍ	وَيُنْكِرُ الْفَمُ طَعْمَ الْمَاءِ مِنْ سَقَمِ

الرمد درد چشم۔ والفم بفتح الفاء وتخفیف المیم وقد یشدد کما فی القاموس دہان۔

ترجمہ کبھی آنکھ بسبب درد کے آفتاب کی روشنی کو بُرا سمجھتی ہے اور کبھی دہن بسبب بیماری کے ذائقہ آب شیریں کو ناپسند کرتا ہے اور اُس کو تلخ سمجھتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ باوجودیکہ نور آفتاب اور ذائقہ

Marfat.com

اجلیٰ بدیہیات سے ہیں۔ پس جب بحالت بیماری جسمانی بیمار ہر دو عمدہ و مفید اشیاء کو جو محسوسات میں سے ہیں مضر اور بُرا سمجھنے لگتا ہے تو اگر کوئی سمجھدار آدمی بباعث لحوق بیماری حسد و کور باطنی کے فضائل و خواص عجیبہ آیات شریف کو جو قبیل معقولات سے ہیں انکار کرے تو کیا تعجب ہے۔

یا خیر من یمّم العافون ساحتہ	سعیاً وفوق متون الاینق الرسم

من موصولة او موصوفة۔ وعلی التقدیرین المضاف محذوف ای یا خیر کل من یممه ویمه قصده والعافون جمع عاف وهو السائل۔ والساحة حریم الدار مفعول یمم وسعیا حال ای ساعین وفوق عطف علیه بمعنی راکبین۔ والمتون جمع متن وهو الظهر والاینق جمع ناقة اصله انوق استثقل الضمة علی الواو فقدموها فقالوا اانوق ثم عوضوا من الواو یاء فقالوا انیق۔ والرسم کعنق جمع رسوم کرسول ورسل وهی الناقة التی تؤثر فی الارض من شدة الوطی۔

ترجمہ پہلے کلام بطرز غیبت تھا جب ناظم غایت توجہ اشتیاق سے بیتاب ہوا تو یہ سمجھ کر کہ میں آپ کے روبرو حاضر ہوں بطور التفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مخاطب ہو کر کلام کرتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ اے بہترین ان اشخاص کے کہ سائل بامید گوناگوں عطایا بحال پیادگی و سواری ناقہ ہائے تیز رو کے اُن کی درگاہ کا قصد کرتے ہیں۔ یعنی بزرگتر جملہ اسخیا کے۔ جواب ہذا تیسرے شعر میں ہے۔

ومن ہو الآیۃ الکبری لمعتبر	ومن ہو النعمۃ العظمی لمغتنم

عطف علی خیر من۔ وتکرار الندا لاظہار الکمال الرغبۃ فی الاقبال وادعاء الحضور ومعنی معتبر متامل او مستدل۔

ترجمہ۔ اور اے وہ ذات پاک کہ وہ ہی بڑی نشانی ہے واسطے شخص متامل و مستدل کے اور اے وہ قدسی نفس کہ وہ ہی بڑی نعمت ہے اُس شخص کے لئے جو اس نعمت عظمیٰ کو غنیمت جانے اور اس کی قدر کرے یعنی آپ کی مقدس ذات اُس شخص کے واسطے جو آپ کے فضائل و کمالات و معجزات کو دیکھے اور سمجھے آپ کی رسالت کے لئے ایسی بڑی نشانی ہے کہ ان صفات کے ملاحظہ کے بعد آپ کی رسالت میں متامل فہیم کو کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہتا۔ اور اس نعمت عظمیٰ کو غنیمت شمار کرنے کے یہ معنی ہیں کہ آپ جیسا مرشد کامل و مخبر صادق و رحمۃ للعالمین نہ ہوا ہے اور نہ ہو گا پس ہر عاقل کو لازم ہے کہ آپ کے وجود باجود کو غنیمت عظمیٰ سمجھے اور اس کی بابت خداوند تعالیٰ کا ہر دم شکر کرے۔

سریت من حرم لیلاً الی حرم	کما سری البدر فی داج من الظلم

جواب الندا وسری سیر اللیل۔ والمراد بالحرم الاول المکۃ المعظمۃ وبالثانی المسجد الاقصی والتنوین فیہا للتعظیم۔ وہذا شروع فی قصۃ الاسراء۔ وفیہ اشارۃ الی ان الاسراء کان بجسدہ الشریف وفی یقظۃ وہو مختار الجمہور لا بروحہ فی نومہ کما ہو مذہب البعض۔ واتفقوا علی ان الاسراء کان قبل الہجرۃ۔ واعلم ان الاسراء

Marfat.com

من المسجد الحرام الی بیت المقدس قطعی ثابت بالکتاب ومنہا الی السماء مشہور ومنہا الی الجنۃ والعرش وغیر ذلک من الآحاد وذکر اللیل مع ان الاسراء لا یکون الا باللیل لدفع توہم کون الاسراء فی لیال عالدا جی الساتر۔

ترجمہ۔ آپ ایک شب معظم میں حرم شریف مکہ سے حرم محترم مسجد اقصیٰ تک باوجودیکہ اُن میں فاصلہ چالیس روز کے سفر کا ہے ایسے ظاہر و باہر و تیز رو کمال نورانیت وانقطاع کدورات کے ساتھ تشریف لے گئے جیساکہ بدر تاریکی کے پردہ میں نہایت درخشانی کے ساتھ جاتا ہے۔ اس میں اختلاف ہے کہ شبِ معراج میں آپ کس جگہ سے تشریف لے گئے۔ بعض کے نزدیک حرم مکہ شریفہ سے اور بعض کے نزدیک دولتخانہ حضرت ام ہانی بنت ابوطالب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اُس روز میری سواری کے لئے براق جو رنگ کا سفید اور قد میں گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا لایا گیا جہاں تک اُس کی نظر جاتی تھی اُس کی انتہا پر قدم رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ میں بیت المقدس میں پہنچا اور بُراق کو اُس حلقہ میں باندھ دیا جس میں اور انبیاء علیہم السلام اپنی سواریاں باندھتے تھے اور مسجد میں جاکر دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھیں اور بعد ازاں ملائکہ وارواح انبیاءؑ حضرت آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ تک حاضر ہوئیں اور انھوں نے آپ پر درود پڑھا اور آپ کے فضائل کے معترف ہوئے۔ پھر اذان و تکبیر کہی گئی آپ نے امام ہوکر نماز پڑھائی اور مسجد سے باہر تشریف لائے اور حضرت جبرئیل نے ایک پیالہ شراب اور دوسرا پیالہ شیر پیش کرکے عرض کیا کہ آپ جو چاہیں ان میں سے نوش فرماویں۔ چنانچہ آپ نے پیالۂ شیر نوش فرمایا۔ اِس پر حضرت جبریل نے فرمایا کہ آپ نے خوب کیا اگر آپ پیالۂ شراب نوش فرماتے تو آپ کی اُمت گمراہ شرابی ہوجاتی

وَبِتَّ تَرقیٰ اِلیٰ اَن نِلتَ مَنزِلَۃً ۔۔۔ مِن قَابَ قَوسَینِ لَم تُدرَک وَلَم تُرَمِ

عطف علی سریت من البیتوتۃ وہو من الافعال الناقصۃ موضوع لاقتران مضمون الجملۃ بوقت یدل علیہ وہو اللیل۔ وترقی بمعنی تصعد۔ وقاب قوسین کنایۃ عن کمال القرب وقاب ای مقدار یقال بینہما قاب قوس وقیب قوس وقاد قوس وقید قوس ای قدر قوس۔ والقاب ما بین المقبض والسیئۃ ولکل قوس قابان وقولہ تعالیٰ فکان قاب قوسین یقال اراد قابی قوس فقلبہ واللہ اعلم کذا فی الصراح ولم تدرک ای لم تکن تلک المنزلۃ مدرکا لاحد من الخلق ولم یبلغہا احد ولم یؤمہا۔ ولم ترم ای ما راہا احد من الانبیاء والرسل علیہم السلام لعلمہم بانہا مختصۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ۔ اور آپ نے بحالتِ ترقی رات گذاری اور یہاں تک ترقی فرمائی کہ ایسا مرتبہ کمال قرب الٰہی حاصل کیا جس پر مقربانِ درگاہ خداوندی سے کوئی نہیں پہنچایا گیا تھا۔ بلکہ اُس مرتبہ کا بسبب غایت رفعت کسی نے قصد بھی نہیں کیا تھا۔

Marfat.com

وَقَدَّمَتْكَ جَمِيعُ الْاَنْبِيَاءِ بِهَا	وَالرُّسُلِ تَقْدِيْمَ مَخْدُوْمٍ عَلٰى خَدَمِ

عطف علی بت۔
ترجمہ۔ اور آپ کو مسجد بیت المقدس میں تمام انبیاء ورسل نے اپنا امام وپیشوا بنایا جیسا مخدوم خادموں کا امام وپیشوا ہوتا ہے

وَاَنْتَ تَخْتَرِقُ السَّبْعَ الطِّبَاقَ بِهِمْ	فِيْ مَوْكِبٍ كُنْتَ فِيْهِ صَاحِبَ الْعَلَمِ

المضارع لحکایۃ الحال الماضیۃ۔ والاختراق المراد۔ والطباق جمع طبق۔ وبہم حال ای مارًا بہم۔ ویجوز ان یکون الباء بمعنی فی والموکب بکسر الکاف جماعۃ الفرسان والمراد بہ الملائکۃ۔ والعلم الرایۃ۔ بمعنی انہ کبیرہم وعظیمہم
ترجمہ۔ اور منجملہ آپ کی ترقیات کے یہ امر ہے کہ آپ ہی سات آسمانوں کو طے کرتے جاتے تھے جو ایک دوسرے پر ہے ایسے لشکر ملائکہ میں جو بلحاظ آپ کی عظمت وشان وتالیف قلب مبارک آپ کے ہمراہ تھا اور جس کے سردار اور صاحب علم آپ ہی تھے کہ یہ بلند مرتبہ کسی نبی کو حاصل نہیں ہوا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اول آسمان پر حضرت آدمؑ سے ملاقی ہوئے اور دوسرے پر حضرت عیسیٰؑ ویحییٰؑ سے اور تیسرے پر حضرت یوسفؑ سے اور چوتھے پر حضرت ادریسؑ سے اور پانچویں پر حضرت ہارونؑ سے اور چھٹے پر حضرت موسیٰؑ سے اور ساتویں پر حضرت ابراہیمؑ سے جبکہ بیت المعمور کے سہارے بیٹھے تھے صلوات اللہ علیہم وسلامہ اجمعین۔

حَتّٰى اِذَا لَمْ تَدَعْ شَاْوًا لِمُسْتَبِقٍ	مِنَ الدُّنُوِّ وَلَا مَرْقًى لِمُسْتَنِمِ

غایۃ لقولہ ترقی او لتخرق۔ والشاو النہایۃ۔ والمرقی محل الصعود۔ والمستنم طالب الرفعۃ۔
ترجمہ۔ آپ رتبہ عالی کی طرف برابر ترقی کرتے رہے اور آسمانوں کو برابر طے کرتے رہے یہاں تک جب آگے بڑھنے والی قرب ومنزلت کی نہایت نہ رہی اور کسی طالب رحمت کے واسطے کوئی موقع ترقی کا نہ رہا تو

خَفَضْتَ كُلَّ مَقَامٍ بِالْاِضَافَةِ اِذْ	نُوْدِيْتَ بِالرَّفْعِ مِثْلَ الْمُفْرَدِ الْعَلَمِ

خفضت بمعنی وضعت جواب اذا والمراد بالمقام ہہنا نہایۃ سیر الکامل وکل سائر الی اللہ تعالی لہ مقام معلوم ینتہی الیہ سیرہ۔ ویجوز ان یکون المضاف محذوفا ای صاحب کل مقام فقولہ بالاضافۃ ای بالنسبۃ الی مقامک۔ ومعنی الرفع ای رفع اللہ ایاک۔ والمفرد المفرد بالکمالات والفضائل والعلم۔ ای خفضت کل مقام من مقامات الاولیاء والانبیاء بالنسبۃ الی مقامک الذی اعطیت حین ناداک ربک بالرفع بان یا محمد اُدْنُ اتخذتک حبیبا۔ ولا یخفی ان مقام المحبۃ ارفع من مقام الخلۃ۔ والعلم المشہور فی العالم۔
ترجمہ۔ جس وقت آپ کی ترقیات نہایت درجہ کو پہنچ گئیں تو آپ نے ہر مقام انبیاء کو یا ہر صاحب مقام کو نسبت اپنے مرتبے کے جو خداوند تعالیٰ سے عنایت ہوا پست کر دیا جب کہ آپ یا محمد اُدْنُ

Marfat.com

کہہ کر واسطے ترقی مرتبہ کے مثل یکتا اور نامور شخص کے پکارے گئے۔ اس شعر میں ناظم نے خفض و اضافۃ و ندا اور رفع و مفرد و علم اصطلاحات نحویہ کو نہایت خوبی سے جمع کیا ہے۔

کَیْ مَا تَفُوْزَ بِوَصْلٍ اَیِّ مُسْتَتِرٍ	عَنِ الْعُیُوْنِ وَسِرٍّ اَیِّ مُکْتَتِمٖ

کی للتعلیل متعلق نبودیت۔ وما زائدۃ۔ والفوز الظفر بالمقصود۔ وای مستتر ای کامل فی الاستتار صفۃ وصل ای لایطلع علیہ احد۔ ولیس المراد بالقرب والوصل القرب المکانی والوصل الصوری بل ظہور عظم منزلۃ عند اللہ تعالیٰ۔ وقصر النظر الی جمالہ وجلالہ کما قال اللہ تعالیٰ۔ ما زاغ البصر وما طغیٰ۔

ترجمہ۔ یہ ندا یا محمد کی اس لئے تھی تاکہ آپ کو وہ وصل حاصل ہو جو نہایت درجہ آنکھوں سے پوشیدہ تھا اور کوئی مخلوق اُس کو دیکھ نہیں سکتی۔ اور تاکہ آپ کامیاب ہوں اُس اچھے بھید سے جو غایۃ مرتبہ پوشیدہ ہے۔ اور تیرے سوا کوئی مخلوق اُس سے آگاہ نہیں ہے۔ وللہ در القائل ؎

نہ ہر سینہ راراز وانی دہند + نہ ہر دیدہ رادیدہ بانی دہند
نہ ہر گوہرے درۃ التاج شد + نہ ہر مرسلے اہل معراج شد
برای سرانجام کار صواب + یکی از ہزاران شود انتخاب

فَحُزْتَ کُلَّ فَخَارٍ غَیْرَ مُشْتَرَکٍ	وَجُزْتَ کُلَّ مَقَامٍ غَیْرَ مُزْدَحَمٖ

حازہ جمعہ والمراد بالفخار ما یفتخر بہ۔

ترجمہ۔ پس جبکہ آپ کا تقرب بدرجہ مذکورہ پہنچا تو آپ نے ہر قسم کی بزرگی جس میں کوئی آپ کا شریک نہیں ہے جمع کر لی اور آپ ہر عالی مقام سے جن میں کوئی آپ کو مزاحمت کرنے والا نہ تھا بڑھ گئے۔ یعنی آپ کو وہ بلند ترین مراتب مثل وسیلہ و فضیلت و کوثر و شفاعت کبریٰ و مقام محمود کے نصیب ہوئے جو اور انبیاء کو حاصل نہ ہوئے۔

وَجَلَّ مِقْدَارُ مَا وُلِّیْتَ مِنْ رُتَبٍ	وَعَزَّ اِدْرَاکُ مَا اُوْلِیْتَ مِنْ نِعَمٖ

جل ای عظم۔ ولیت ای جعلت والیا۔ وعز ای قل بحیث لایکاد یوجد او شق علی الخلائق واولیت ای اعطیت

ترجمہ۔ اور بہت بڑی ہے قدر اُن مراتب کی جن کے تم والی کئے گئے اور فہم و ادراک اُن نعمتوں کا جو تم کو منجانب خداوند تعالیٰ عطا کی گئیں کمتر یا دشوار تر ہے یعنی وہ مراتب اور نعمتیں جو آپ کو دی گئیں رسمی اور رواجی نہیں ہیں جن کو ہر کوئی سمجھ سکے بلکہ وہ انعامات خاص ہیں جن کی کیفیت کوئی کمتر سمجھ سکتا ہے۔

بُشْرٰی لَنَا مَعْشَرَ الْاِسْلَامِ اِنَّ لَنَا	مِنَ الْعِنَایَۃِ رُکْنًا غَیْرَ مُنْہَدِمٖ

بشری مصدر اریدبہ البہجۃ والسرور۔ وبشری مبتدء علی مذہب سیبویہ ان النکرۃ تصلح للابتداء ولنا خبرہا او خبرہا محذوف ای بشری لنا قد ثبت۔ ومعشر منصوب علی الاختصاص ای اخص معشر الاسلام بہذہ البشارۃ

Marfat.com

من بین الخلائق۔ او منصوب علی المنادیٰ ای یا معشر الاسلام۔ ورکن الشئ جزءہ الذی یسند الیہ ویعتمد علیہ۔ وغیر منہدم ای غیر متغیر لاخوف لہ من النسخ۔ وفی تقدیم خبر انّ علی اسمہ تنبیہ علی اختصاص البشارۃ بہذہ الامۃ۔

ترجمہ۔ اے گروہ اسلام ہم کو خوشخبری ہے۔ بیشک ہمارے لئے عنایات خاصہ باری تعالیٰ سے ایسا ستون محکم عنایت ہوا ہے جو کبھی متغیر و متبدل نہ ہوگا۔ بلکہ ہمیشہ الی یوم القیامۃ ثابت و قائم رہے گا یعنی ہمارا دین ناسخ ہے اور کبھی مثل اور ادیان کے منسوخ نہ ہوگا۔

لَمَّا دَعَا اللّٰہُ دَاعِینَا بِطَاعَتِہٖ — بِاَکْرَمِ الرُّسُلِ کُنَّا اَکْرَمَ الْاُمَمِ

لما ظرف بمعنی اذ تستعمل استعمال الشرط یلیہ فعل ماضٍ لفظاً او معنی وداعینا مفعول دعا۔ واسکان الیاء لضرورۃ الشعر وقد جاء فی السعۃ ایضاً کخواعط القوس باریہا۔ والطاعۃ متعلق بداعینا۔ وباکرم الرسل متعلق بدعا

ترجمہ۔ جبکہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے حضرت کو جو ہم کو طاعت خداوندی کی طرف بلانے والے ہیں افضل و اکرم رسل اللہ کہکر پکارا تو ہم اس ذریعہ سے سب امتوں سے اکرم و افضل ہوئے کیونکہ رسول کا افضل ہونا امت کی افضلیت کا واقعی سبب ہے۔ قال اللہ تعالیٰ کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس۔ اس آیت سے امت محمدیہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہ کا سب امتوں سے افضل ہونا ثابت ہے۔ اور جب یہ امت اور امتوں سے افضل ہوئی تو ان کا رسول بھی سب امتوں سے افضل ہوا۔

رَاعَتْ قُلُوْبَ الْعِدٰی اَنْبَاءُ بِعْثَتِہٖ — کَنَبْاَۃٍ اَجْفَلَتْ غُفْلًا مِنَ الْغَنَمِ

الروع الخوف۔ والنبأ ہو الخبر الذی لہ شان جمعہ انباء۔ واجفلت اسرعت فی الہرب والغفل بالضم جمع غافل کنزل ونازل

ترجمہ۔ دلہائے دشمنان دین کو آپ کی تشریف آوری و رسالت کی خبروں نے ڈرا دیا مثل اس آواز کے کہ گوسفندان بے خبر کو ڈرا کر بھگا دے۔

مَا زَالَ یَلْقَاہُمْ فِیْ کُلِّ مُعْتَرَکٍ — حَتّٰی حَکَوْا بِالْقَنَا لَحْمًا عَلٰی وَضَمِ

مازال من الافعال الناقصۃ بمعنی دام لان زال ما للنفی ودخول النفی علی النفی یفید الاثبات ویلقاہم یحاربہم والمعترک موضع الحرب۔ وحکوا شابہوا والوضم خشب یوضع علیہ اللحم المقطوع یقال لہ بالفارسیۃ فنارہ۔

ترجمہ۔ حضرت رسالت پناہ کفار سے ہر میدان جنگ میں لڑتے رہے یہاں تک کہ وہ بسبب نیزہ ہائے مجاہدین اس گوشت بے حس و حرکت کے مشابہ ہو گئے جو تختہ قصاب پر رکھا ہو۔

وَدُّوا الْفِرَارَ فَکَادُوْا یَغْبِطُوْنَ بِہٖ — اَشْلَاءَ شَالَتْ مَعَ الْعِقْبَانِ وَالرَّخَمِ

ودوا ای احبوا یعنی الکفار الباقون لما رأوا حال القتلی۔ والغبطۃ ان یتمنی مثل حال المغبوط من غیر زوالہا عنہ والمعنی یتمنون۔ والمجرور بہ للفرار۔ والاشلاء جمع شلو وہو العضو۔ وشالت ارتفعت والعقبان جمع

Marfat.com

عقاب یقال لہ بالفارسیۃ کرگس۔ والرخم جمع رخمۃ طائر ابقع شبیہ النسر فی الخلقۃ لا تاکل الا المیتۃ۔

ترجمہ۔ کفار بقیۃ السیف پر گو بسبب تیغہائے مجاہدان راہِ گریز بند تھی مگر با ایں ہمہ اُن کی تمنائے دلی یہ تھی کہ جس طرح بنے بھاگ جاویں پس ان کی مجبوری اور صورتِ حال پر یہ بات پھبتی تھی کہ وہ بسبب غایۃ تمنائے فرار اُن اعضائے کفار پر غبطہ یا رشک کریں جن کو کرگس اور مردار خوار جانور لے اُڑے تھے تاکہ طعن و ضرب مجاہدین سے اسی بہانہ نجات پاویں۔

تَمْضِی اللَّیَالِی وَلَا یَدْرُوْنَ عِدَّتَهَا ۔۔۔ مَالَمْ تَکُنْ مِنْ لَیَالِی الْاَشْهُرِ الْحُرُمِ

المراد باللیالی مطلق الازمان عبر بہا لان مقاساۃ ذوی المحن و الاحزان فی اللیالی غالبًا واتی بصیغۃ المضارع حکایۃ للحال الماضیۃ واحضار اللصورۃ الہائلۃ الطاریۃ علیہم۔ ولا یدرون ای لا یعرفون والاشہر الحرم اربعۃ واحد فرد وھو رجب وثلثۃ سرد ذو القعدۃ و ذو الحجۃ والمحرم۔

ترجمہ۔ راتیں گذر رہی ہیں اور کفار بسبب غایت خوف و ہراس و شدت اضطراب اُن کی شمار نہیں جانتے جب تلک وہ راتیں ماہ ہائے حرام کی نہ ہوں جن میں ابتدائے اسلام میں جنگ حرام تھی اور اب بھی گو حرمتِ جنگ منسوخ ہو گئی ہے افضل یہ ہے کہ ان مہینوں میں ہدایتِ جنگ نہ کی جاوے۔ یعنی اشہر حرم میں تو اُن کے ہوش و حواس فی الجملہ درست ہو جاتے تھے۔ کیونکہ خوفِ جنگ مجاہدین اُن میں نہ رہتا تھا اور اس لئے اُن ماہ میں شمار ایام و لیالی کر سکتے تھے۔ اور اشہر حرم چار ہیں۔ ایک تو فرد یعنی رجب اور تین پے در پے یعنی ذیقعدہ و ذی الحجہ و محرم۔

کَاَنَّمَا الدِّیْنُ ضَیْفٌ حَلَّ سَاحَتَهُمْ ۔۔۔ بِکُلِّ قَرْمٍ اِلٰی لَحْمِ الْعِدٰی قَرِمِ

القرم بسکون الرا السید وبکسرہا الشدید الاشتہار الی اللحم وضمیر ساحتہم اما للکفار او للمجاہدین ولکل وجہ۔

ترجمہ۔ گویا دین اسلام ایک مہمانِ عزیز ہے جو ہمراہ ہر سردار عظیم القدر کے جو دشمنوں کے گوشت کا نہایت خواہشمند ہے کفار کے عین صحن خانہ میں فروکش ہوا پس کفار نے بلحاظ اکرام ضیف بے تکلف اپنے گوشتوں کو اُن کے لئے مباح کر دیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ مجاہدین کو اُن کے قتل میں زیادہ سعی کی حاجت نہیں ہوئی۔ ایسی صورت پیش آئی کہ گویا کفار نے اپنی خوشی سے اپنے آپ کو قتل کرا دیا۔ اور اگر ضمیر ساحتہم مجاہدین کی طرف راجع ہو تو معنے یہ ہوئے کہ گویا دین مجاہدین کے گھر مع سرداران گرامی قدر جو خون اعدا کے پیاسے تھے مہمان ہوا اور مجاہدین نے بپاس خاطر مہمانان جو گوشت اعدا کے مشتاق تھے اعدا کو بے دریغ قتل کرنا شروع کر دیا۔ اور اس لئے وہ ایسے حواس باختہ ہو گئے کہ وہ شمار لیالی و یوم و تاریخ کو بھی فراموش کر گئے جیسا کہ غایت صدمہ میں پیش آتا ہے۔

Marfat.com

بِجَحْفَلٍ يَجُرُّ بَحْرَ خَمِيسٍ فَوْقَ سَابِحَةٍ	تَرْمِي بِمَوْجٍ مِنَ الْأَبْطَالِ مُلْتَطِمِ

صفة اخریٰ لضیف او حال منہ او من فاعل حل۔ وضمیر یجر لہ او للدین۔ وسُمّی الجیش خمیسا لاشتمالہ علی خمسۃ ارکان مقدمۃ وقلب ومیمنۃ ومیسرۃ وساقۃ ای موخرۃ الجیش وسابحۃ ای خیل سابحۃ وہی من السباحۃ ای خیل حسن الجری لاتتعب راکبہا کانہا تجری فی الماء۔ وفاعل ترمی البحر حال منہ۔ والابطال جمع بطل وہو الشجاع وملتطم صفۃ موج من الالتطام وہو تضارب امواج البحر بعضہا علی بعض من شدۃ الہیجان۔

ترجمہ۔ وہ مہمان یا دین دریائے لشکر کو جو گھوڑے تیز و نرم رفتار پر سوار ہے کھینچ رہا ہے ایسی حال میں کہ وہ دریا دلیروں کی موج کو جس کے بعض اجزا دوسرے بعض پر صدمہ پہنچا رہے ہیں پھینک رہا ہے یعنی دلیروں کی صفیں آپس میں متلاطم ہیں کیونکہ ہر ایک اُن میں سے آگے بڑھنا چاہتا ہے بسبب غایت شجاعت و اعتماد خداوندی کے۔

مِنْ كُلِّ مُنْتَدِبٍ لِلّٰهِ مُحْتَسِبٍ	يَسْطُو بِمُسْتَأْصِلٍ لِلْكُفْرِ مُصْطَلِمِ

بدل من الابطال او بیان لہا وہو الاوجہ۔ ومنتدب ای مجیب لدعوۃ الحق۔ ومحتسب صفۃ ای متوقع اجرہ ویسطو ای یحمل۔ والاستیصال قلع الشئ عن اصلہ ومصطلم صفۃ مستاصل بمعناہ وہو تاکید لہ۔

ترجمہ۔ دلیران لشکر اسلام اصحاب کرام رسالت پناہ ہر ایک اُن میں کا مجیب دعوت حق ہے اور امیدوار عطائے اجر جناب باری تعالیٰ شانہٗ سے ہے جو حملہ کرتے ہیں بذریعہ ایسے حربہ کے جو کفر کی بیخ و جڑ اُکھاڑ کے پھینکدیں اور مستاصل کفر سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مراد ہو سکتے ہیں یعنی اصحاب عظام بذریعہ اعانت و امداد ظاہری و باطنی حضرت کے حملہ کرتے ہیں اور آپ بلاشک مستاصل کفر و شرک ہیں۔

حَتّٰى غَدَتْ مِلَّةُ الْإِسْلَامِ وَهِيَ بِهِمْ	مِنْ بَعْدِ غُرْبَتِهَا مَوْصُولَةَ الرَّحِمِ

غایۃ لیجر او لیسطو۔ والملۃ والدین والشریعۃ والاسلام والشرع متحد بالذات مختلف بالاعتبار فما جاء بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم من اللہ تعالیٰ فہو من حیث انہ یملی ویکتب یسمّی ملۃ۔ ومن حیث انہ یطاع لہ یسمی دینا من دانہ ای اطاعہ۔ ومن حیث انہ شبیہ بالشریعۃ وہی مورد الشارعۃ یسمی شریعۃ۔ ومن حیث انہ اظہرہ الشارع سمی شرعا والرحم القرابۃ۔

ترجمہ۔ یہ اصحاب کرام کی لشکر کشی اور حملے یہاں تلک رہے کہ ملت اسلام حال آنکہ وہ اُنھیں سے ہے بعد اپنی غربت اور کمزوری کے متصل القرابۃ ہو گئی یعنی اس کے مددگار مثل قرابت داران غم خوار یکدیگر ہو گئے اور اسلام قوی ہو گیا وہی بہم جملہ حالیہ ہے یعنی حال یہ ہے کہ ملت اسلام کی اصل الاصول وہ ہی ہیں اور یہ ملت اُنھیں سے ملحق و ملصق ہے گویا وہ دونوں باہم برادر توام ہیں کہ اُن میں نسبت صلہ رحم کی ثابت ہے۔ اور من بعد غربتہا

اشارہ ہے حدیث شریف کی طرف کہ بدء الاسلام غریبا وسیعود غریبا کما بدء فطوبیٰ للغرباء۔

مکفولۃً ابداً منھم بخیر اب ۔۔۔ وخیر بعل فلم تیتم ولم تئم

مکفولۃ بالنصب خبر بعد خبر لغدت والمجرور فی منھم للصحابۃ والبعل الزوج۔ ولم تیتم بفتح التاء المثناۃ الفوقانیۃ من الیتیم وھو موت اب الصبی۔ ولم تئم بفتح التاء المثناۃ الفوقانیۃ وکسر الھمزۃ من الایمۃ وھی خلو المرءۃ من زوجھا۔ والمراد بخیر اب وخیر بعل ھو النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی زمانہ باعتبار انہ المربی التام والمدبر الکامل۔ وبعدہ کل من یقوم مقامہ فی اقامۃ الدین بالحجۃ والبرھان والسیف والسنان۔

ترجمہ۔ اور یہاں تک جہاد جاہدین رہا کہ ملت اسلام بسبب اُن کے مکفول اور محفوظ ہوگئی بذریعہ بہترین مربی و پدر کے یعنی حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بہترین شوہر کے یعنی حضرت کے یا صحابہ کرام کے پس اب ملت مذکورہ کبھی نہ یتیم ہوگی اور نہ بے شوہر یہاں بطریق تمثیل پدر و شوہر سے مراد مربی اور متکفل ہے جیسا مربی اولاد کا پدر ہوتا ہے اور متکفل زوجہ کا شوہر یعنی اب دین حمایت و حراست خداوندی میں داخل ہوگیا۔

ھم الجبال فسل عنھم مصادمھم ۔۔۔ ماذا رای منھم فی کل مصطدم

الفاء جواب شرط محذوف ای ان لم تصدقنی فسل عنھم ای عن قتالھم الکفار وثباتھم واحتیاہم و استئصالھم ایاھم وقوتھم واستقامتھم مفعول ثان فسل والاول مصادمھم ای مواضع حربھم والمصادم بفتح المیم جمع مصدم اسم مکان من الصدم بمعنی المصادمۃ او مصدر میمی بمعنی الحرب۔ وروی بضم المیم اسم فاعل بمعنی المضارب۔ والمستتر فی رای لمصادم ای کل واحد من المصادم۔ وروی رؤ بالصیغۃ الجمع فضمیر الجمع لمصادم جمعاً او مفرداً۔ ومصطدم اسم الزمان او المکان۔

ترجمہ لشکر اسلام استحکام و ثبات اقدام میں پہاڑوں کی مانند ہیں اگر تجکو میرے قول کا یقین نہیں آتا تو اُن کا حال و کیفیت استقلال اُن کے مقامات جنگ سے پوچھ لے کہ اُن میں سے ہر ایک نے ہر جنگ گاہ میں اُن کا کیا حال دیکھا وہ بلسانِ حال تجکو سب بتادیں گے۔ جنگ گاہوں کے پوچھنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ کفار کا تہس نہس ہوگیا ہے اُن میں کوئی بتلانے والا نہیں رہا۔ البتہ مقامات جنگ باقی ہیں اُن سے پوچھ لے یا اُن کے مقابل سے دریافت کرلے۔

وسل حنینا وسل بدرا وسل احدا ۔۔۔ فصول حتف لھم ادھی من الوخم

من قبیل عطف الخاص علی العام۔ حنین وادٍ بین مکۃ والطائف۔ وبدر اسم بیر سمی باسم صاحبہ واحد جبل باربعۃ امیال او اقل من المدینۃ۔ ومعنی فصول حتف ای انواعہ والحتف الموت وادھی اشد والوخم

Marfat.com

قصۂ غزوۂ حنین

فی الاصل التام من الطعام۔ والاسم التخمۃ والمراد بہ ہہنا الوبار والطاعون۔

ترجمہ۔ اب مقاماتِ جنگ کی تفصیل کرتاہے کہ حنین سے پوچھ اور بدر اور احد سے پوچھ انواع موت کفار کو جو ان کے حق میں وبا سے بھی ضر رسائی میں زیادہ اور سخت تھیں۔ قصہ غزوۂ حنین مختصراً یہ ہے کہ یہ غزوہ ماہ شوال ۸ھ ہجریہ مقدسہ میں ہوا۔ اور اُس کا سبب یہ ہوا کہ جب ہوازن و ثقیف نے خبر فتح مکہ معظمہ جو اُسی سن میں ہوئی تھی سُنی تو وہ ازراہِ دور اندیشی گھبرائے اور کہنے لگے کہ اب حضرت ضرور ہم پر جہاد کریں گے۔ پس مناسب ہے کہ قبل اس کے کہ وہ ہم پر حملہ کریں ہم اُن پر چڑھائی کریں۔ یہ ارادہ کرکے ہوازن نے اپنا سردار مالک بن عوف کو کیا اور ثقیف نے کنانہ بن عبد یا لیل ثقفی کو اور اور چند قبائل اُنکے رفیق ہو گئے اور سب نے اہل و عیال و دواب و اموال کو اس خیال سے ہمراہ لیا کہ ہر شخص اُن کی حفاظت کیلئے جی توڑ کر لڑے گا اور بھاگنے کا نہیں۔ جب یہ خبر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنی تو آپ نے بھی اُن کی طرف جانے کا قصد فرمایا اور آپ کے ساتھ دو ہزار نو مسلمان فتح مکہ کے اور دس ہزار آپ کے اصحاب تھے کل بارہ ہزار تھے اور آپ نے مکہ کا عامل عتاب بن اسید کو مقرر کر دیا۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم وادی حنین میں جھٹ پٹے کے وقت پہنچے۔ اور مخالفین وہاں ہم سے پہلے پہنچکر گھاتوں کی جگہوں میں چھپ کر بیٹھ گئے تھے ہم ابھی جا ہی رہے تھے کہ مخالفوں کے لشکروں نے ہم پر گھاتوں سے نکل کر ایک ساتھ حملہ کیا اور ہم سب مغلوب ہو کر بھاگنے لگے اور حضرت دہنی طرف ہو گئے اور بلند آواز سے پکارا کہ لوگو ادھر آؤ میں خدا کا رسول ہوں میں محمد بن عبد اللہ ہوں یہ آواز آپ نے تین دفعہ دی اور آپ کے ساتھ اُس وقت ایک گروہِ مہاجرین اور انصار اور آپ کے اہلِ بیت سے رہ گیا تھا۔ اُن میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عباس اور اُن کے فرزند فضل و ابوسفیان بن الحارث و ربیعۃ بن الحارث و اسامۃ بن زید شامل تھے۔ اُس وقت ایک شخص ہوازن کا شتر سُرخ پر سوار اور اُس کے ہاتھ میں ایک جھنڈا سیاہ رنگ کا سب سے آگے بڑھا آتا تھا اور جس کو پاتا تھا قتل کر دیتا تھا اس پر شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ رضؓ نے حملہ کیا۔ اور قتل کر ڈالا۔ جب لشکرِ اسلام میں بھاگڑ پڑ گئی تو نو مسلمانانِ مکہ اپنے دلی کینے نکالنے لگے ابوسفیان بن حرب بولا کہ اب مسلمان سمندر سے ورے نہیں ٹھہرنے کے اور صفوان کا بھائی اخیافی جس کا نام کلدۃ بن حنبل تھا بولا کہ آج جادو کا اثر جاتا رہا صفوان نے باوجودیکہ اُس وقت مشرک تھا اپنے بھائی کو جھڑکا اور کہا کہ چپ رہ بخدا اگر میرا مربی قریش سے ہو تو میں اس کو اس سے زیادہ پسند کرتا ہوں کہ میرا مربی ہوازن سے ہو اور شیبۃ ابن عثمان نے کہا کہ آج میں انتقام محمد سے لوں گا پہلے اُس کا باپ جنگِ اُحد میں مارا گیا تھا۔ یہ

کہکر بارادۂ قتل حضرت پھرا۔ مگر اُس کے دل پر ایسی ہیبت چھائی کہ وہ اپنے ارادہ میں ناکام رہا۔ اور حضرت عباس اُس وقت بجناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور حضرت کی سواری دلدل کا لگام پکڑے ہوئے تھے جس پر آپ سوار تھے۔ اور حضرت عباس بلند آواز تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اے عباس پکارو کہ اے گروہ انصار اور اے وہ یارو جنھوں نے ببول کے درخت کے نیچے مجھ سے بیعت کی ہے حاضر ہو۔ چنانچہ اُنھوں نے حسب الحکم اُنھیں آواز دی اور لبیک لبیک کہتے ہوئے حاضر ہوئے یہاں تک کہ جو شخص اپنے شتر کی باگ پھیرتا تھا اور وہ نہیں پھرتا تھا تو وہ ہتھیار لے کر شتر پر سے کود پڑتا تھا۔ اور آواز کی سمت پر آتا تھا۔ الغرض اسی طرح سو اصحاب حاضر ہو گئے اور آپ اُن کو ہمراہ لے کر دشمنوں کی طرف متوجہ ہوئے جب آپ نے ہنگامۂ کارزار کی شدت ملاحظہ فرمائی تو آپ نے یہ رجز پڑھا

انا النبی لا کذب + انا ابن عبد المطلب + یعنی میں سچا نبی ہوں +. میں عبد المطلب کا فرزند ہوں +

اس وقت تنور جنگ خوب گرم ہو گیا اور یہ مثل اول آپ ہی نے فرمائی تھی پھر خوب جنگ ہونے لگی اُس وقت آپ نے اپنی سواری دلدل کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے دلدل جھک جا اس ارشاد پر وہ اتنا جھکی کہ اُس کا شکم زمین سے لگ گیا اور آپ نے ایک مشت ریگ اپنے دست مبارک میں لی اور دشمنوں پر پھینک دی اُسی دم اُن کو شکست ہو گئی۔ باقی اصحاب ابھی لوٹنے نہیں پائے تھے کہ قیدی رسیوں میں بندھے ہوئے آپ کے حضور میں لائے گئے۔ الحاصل دشمنوں کو بروز جمعہ ہزیمت فاحش نصیب ہوئی اور بقیۃ السیف بھاگ گئے۔ اِس غزوہ میں چار مسلمان شہید ہوئے اور مشرکوں کے ستر نفر قتل ہوئے اور بہت سے مسلمان ہو گئے۔ اور ایک گروہ ہمراہی مالک رئیس ہوازن قلعۂ طائف میں پناہ گیر ہوا اور آخر کو عاجز ہو کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے اُس روز چھ ہزار قیدی اور چوبیس ہزار شتر۔ اور چالیس ہزار اوقیہ چاندی اور چالیس ہزار سے زیادہ بھیڑ بکریاں غنیمت میں آئیں فقط

اور قصہ بدر کا جو کہ اعظم غزوات حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ ایک قافلہ مشرکان مکہ کا اموالِ کثیرہ لئے ہوئے شام سے آتا تھا اُس کے محافظ تیس ۳۰ نفر تھے یا چالیس ۴۰ بعض کہتے ہیں کہ ستر تھے اُن میں ابوسفیان بن حرب اور عمرو بن العاص بھی تھے۔ جب یہ خبر حضرت نے سنی تو صحابہ کو تحریص اُن کے لوٹنے کی فرمائی۔ اِس پر بعض صحابہ آپ کے ہمراہ ہوئے اور بعض اس خیال سے ٹھہر گئے کہ مطلب اِس غزوہ کا غارت کفار ہے جو تعداد میں قلیل ہیں جنگ کا اُن کا خیال بھی نہ تھا۔ ابوسفیان قافلہ سالار نے آپ کے عزم کی خبر سنی اور غارت سے ڈر کر ضمضم بن عمرو غفاری کو بطور اجیر اہل مکہ کی طرف روانہ کیا کہ تم جلد ہماری حمایت کو پہنچو۔ ورنہ قافلہ لوٹا جاویگا

Marfat.com

ضمضم کے پہنچنے سے پہلے عاتکہ بنت عبد المطلب نے خواب دیکھا کہ ایک شتر سوار موضع ابطح میں باآواز بلند کہتا ہے کہ اے منکران قریش اپنی قتل گاہ کو چلو۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ لوگ اُس کے پاس جمع ہو گئے ہیں۔ جب ابو جہل نے یہ خبر سُنی تو حضرت عباس رضؓ سے کہنے لگا کہ اے ابو الفضل اب تک تو تم میں مرد ہی مدعی نبوت تھے اب تو تمہاری عورتیں بھی دعویٰ نبوت کا کرنے لگیں۔ میں تین روز دیکھتا ہوں کہ اگر اس کے خواب کا کچھ اثر معلوم نہ ہوا تو میں ایک نوشتہ تمام قبائل عرب میں بھیجدوں گا کہ بنی ہاشم تمام انسانوں سے جھوٹے ہیں۔ الغرض خبر مذکور سُنکر اہل مکہ طیاری جنگ میں مصروف ہوئے اور ہزار یا ساڑھے نو سو شخص بعزم جنگ روانہ ہوئے جن میں سو گھوڑے اور سات سو شتر تھے اور حضرت نبوی کے ساتھ کل ۳۱۳ مرد تھے جن میں ۷۷ مہاجرین تھے اور باقی انصار اور کل دو گھوڑے تھے اور ستر شتر جن پر باری باری سوار ہوتے تھے جب آپ مقام صفراء میں پہنچے تو وہاں سے آپ نے بسبس بن عمرو و عدی بن ابی الصفراء کو واسطے دریافت حال ابو سفیان کے بھیجا۔ پھر آپ نے وہاں سے کوچ کیا اور مقام صفراء کو بائیں ہاتھ چھوڑ دیا۔ اور بسبس واپس آئے اور یہ خبر لائے کہ قافلہ قریب مقام بدر آگیا اور حضرت اور اور اہل اسلام کو آگاہی نہ تھی کہ قریش اپنے قافلہ کی حمایت کو آتے ہیں۔ اور آپ نے حضرت علی و زبیر و سعد بن وقاص کو خبر لانے کو بھیجا تھا یہ حضرات غلامان آبکش قریش کو پکڑ لائے۔ منجملہ ان کے اسلم غلام بنی حجاج کا تھا اور ابو یسار غلام بنی العاص۔ جب اُن کو حضرت کے پاس لائے آپ نماز پڑھتے تھے لوگوں نے اُن سے حال دریافت کیا تو وہ بولے کہ ہم قریش کے سقے ہیں ہم کو انھوں نے پانی لانے کو بھیجا ہے۔ لوگوں نے اس خبر کو مکروہ سمجھا اور اُن کو مارا اور کہا کہ بتلاؤ ابو سفیان کہاں ہے۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ ہم ابو سفیان کے ساتھ ہیں اس کہنے پر ان کو چھوڑ دیا یعنی مار پیٹ موقوف کر دی۔ اس عرصہ میں آپ نماز سے فارغ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ جب غلام راست کہتے ہیں تو تم ان کو مارتے ہو اور جھوٹ بولتے ہیں تو اُن کو مارتے نہیں۔ یہ سچ کہتے ہیں کہ یہ سقے قریش کے ہیں ابو سفیان کے نہیں۔ آپ نے غلاموں سے پوچھا کہ تم مجکو بتلا دو کہ قریش کہاں ہیں اُنھوں نے کہا کہ اس ٹیلے کے پیچھے جو نظر آتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قریش کا مجمع کتنا ہے اُنھوں نے کہا بہت ہے۔ پھر آپ نے اُن کا شمار دریافت فرمایا تو غلاموں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں۔ آپ نے کہا کہ ہر روز کے شتر ذبح کرتے ہیں کہا کہ ایک روز نو اور ایک روز دس آپ نے فرمایا کہ قریش مابین (۹۰۰) اور ہزار کے ہیں۔ پھر آپ نے پوچھا کہ منجملہ اشراف قریش اُن میں کون کون آیا ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ عتبہ و شیبہ دونوں فرزندان ربیعہ اور ولید و ابو البختری فرزند ہشام اور

Marfat.com

حکیم بن حزام اور حارث بن عامر اور طعیمہ بن عدی اور نضر بن الحارث وزمعہ بن الاسود وابوجہل وامیہ ابن خلف اور نبیہ اور منبہ فرزندان حجاج وسہل بن عمرو وعمرو بن وُدّ ہیں یہ سُنکر حضرت اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اہل مکہ نے یہ تمام اپنے جگر پاروں کو تمہاری طرف پھینکدیا ہے پھر آپ نے اپنے اصحاب سے مشورہ فرمایا حضرت ابوبکر نے بہت اچھی گفتگو کی پھر حضرت عمرؓ نے اچھی تقریر کی پھر مقداد بن عمرو بولے کہ یا رسول اللہ جو خدا نے آپ کو حکم دیا ہے اس پر عمل فرمائیے ہم آپ کے ساتھ ہیں ہم بنی اسرائیل کی طرح جو اُنھوں نے حضرت موسیٰؑ سے کہا تھا یہ نہیں کہتے کہ تو اور تیرا رب جاکر لڑو ہم تو یہاں ہی ٹھہریں گے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کا رب لڑنے چلے اور ہم تم دونوں کے ساتھ ملکر جنگ کریں گے قسم ہے اُس ذات پاک کی جس نے آپ کو نبی برحق کیا ہے اگر آپ ملک حبش تلک ہم کو لڑنے کے لئے لیجاویں گے تو ہم بیشک آپ کے ساتھ ہوں گے۔ اور دشمنوں سے لڑیں گے۔ آپ نے یہ سُنکر اُن کو دعائے خیر دی پھر آپ نے فرمایا کہ لوگو ہم کو مشورہ دو اور آپ کا مطلب مشورۂ انصار تھا کیونکہ اُن کا جتھا زیادہ تھا۔ آپ کو یہ خیال ہوا کہ مبادا وہ لوگ حسب معاہدہ یہ کہنے لگیں کہ ہم آپ کے حامی صرف اس صورت میں ہیں کہ جب کوئی آپ پر مدینہ میں چڑھ آئے مدینہ سے باہر حمایت ہم پر واجب نہیں ہے اس پر حضرت سعد بن معاذؓ بولے کیا آپ ہم سے مشورہ پوچھتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ہاں اُنھوں نے عرض کیا کہ ہم آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور آپ کی نصرت کا ہم نے وعدہ کیا ہے۔ یا رسول اللہ جو خدا نے آپ کو حکم دیا ہے اُس کو پورا فرمائیے۔ بخدا اگر آپ اس سمندر میں گھسنے لگیں تو ہم بھی آپ کے ساتھ گھس جاویں گے اور ہم اس سے ناخوش نہیں ہوتے کہ آپ کل ہم کو لیکر دشمنوں سے لڑیں ہم لوگ جنگ پیشہ اور مصائب جنگ پر صابر ہیں۔ کاش خداوند تعالیٰ ہم لوگوں سے ایسا کام کرادے جو آپ کی خنکی چشم کا باعث ہو آپ بہ برکت ایزدی ہم کو لیکر چلیئے۔ یہ سُنکر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وہاں سے چل پڑے اور فرمایا کہ تم کو مژدہ ہو کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کرلیا ہے کہ ان دو گروہ قریش میں سے ایک پر تم کو فتح دی جاوے گی بخدا گویا میں قریش کے ہلاک ہونے کے موقعوں کو دیکھتا ہوں پھر آپ بدر کے قریب فروکش ہوئے اور ابوسفیان سمندر کے کنارے کنارے چلا گیا تھا۔ اور بدر کو بائیں ہاتھ کی طرف چھوڑ گیا تھا۔ اُس نے تیزروی کی اور بچ گیا۔ جب اُس کو خوف وغارت نہ رہا تو قریش کے پاس جبکہ وہ بمقام جحفہ اُترے ہوئے تھے یہ پیغام بھیجا کہ خدا نے تمہارے قافلہ کو لوٹ سے بچالیا۔ اب تم مکہ معظمہ کو لوٹ آؤ۔ ابوجہل نے کہا کہ ہم بدر پہنچکر واپس ہوں گے اس سے پہلے نہیں لوٹیں گے اور بدر جس میں ہر سال بڑا میلا

Marfat.com

ہوتا تھا ہم وہاں تین روز قیام کریں گے اور شتر ذبح کریں گے۔ اور کھانے کھلاویں گے اور شرابیں اُڑائینگے
اس سے ہمارا شہرہ تمام عرب میں پھیل جاوے گا۔ اور سب ہم سے ڈرنے لگیں گے یہ ڈینگ اُسکی سُنکر
بنی زہرہ اور بنی عدی تو مکہ کو واپس آئے اور اُن کے سوا تمام قریش چلکر بدر میں جا اُترے اور ابوسفیان
قافلہ کو مکہ میں پہنچا کر فی الفور قریش کا شریک ہوگیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع لشکر وادی بدر کے
اُس طرف جو بجانب مدینہ تھی اُترے اور فوج کفار دوسری طرف جو بجانب مکہ تھی ٹھہری اور پانی کو اپنے
قبضہ میں کر لیا۔ اور خیمہ گاہ لشکرِ اسلام ریگستان میں تھا جس میں آدمیوں اور چارپایوں کے پائوں
تا بزانو دھنستے تھے اور پانی نہ ملنے سے بہت تنگ تھے کہ فضلِ ایزدی سے ایسا بارانِ رحمت برسا کہ نالے
بہنے لگے اِس لئے مسلمانوں نے خوب پانی پیے اور سیراب ہوگئے اور نہائے اور شتروں کو بھی پانی پلایا
اور مشکیں بھرلیں اور ریگستان جم گیا اور محکم ہوگیا۔ اور زمین فرودگاہ لشکر کفار جو سخت تھی اُس میں کیچڑ
ہوگئی۔ چنانچہ خداوند تعالیٰ اسی باب میں فرماتا ہے۔ وَيُنَزِّلُ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِۦ وَيُذْهِبَ
عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ اور حضرت سعد بن معاذ رض نے حضرت سے اجازت لے کر آپ کے قیام اور آرام
کے واسطے ایک سائبان خرما کے چوب و برگ سے تیار کرادیا اور چند جوانان انصار کو سائبان سے
باہر آپ کی حفاظت وحراست کے واسطے متعین کرادیا۔ اور حضرت سے گذارش کی کہ آپ اس سائبان
میں تشریف رکھیں اور آپ کی سواری وہاں ہی تیار رہے اور ہم لڑنے کو جاتے ہیں۔ اگر حق سبحانہ
وتعالیٰ نے ہم کو فتح عنایت کی تو بہتر ہے ورنہ درصورت دیگر آپ اپنی سواری پر سوار ہوکر مدینہ شریف
لیجائے ہمارے رفیق جو وہاں ہیں آپ کی خدمت گذاری کریں گے وہ لوگ آپ کی محبت میں ہم سے
کم نہیں ہیں اگر وہ جانتے کہ نوبت جنگ پہنچے گی تو ہرگز آپ سے جدا نہ ہوتے آپ نے اُن کے لئے دعائے
خیر کی۔ اور لشکرِ اسلام آمادۂ جنگ ہوا۔ اور آپ نے بنفس نفیس صفوں کو راست و درست کیا۔ مہاجرین کا جھنڈا
مصعب بن عمیر کو اور خزرج کا خباب بن المنذر کو اوس کا سعد بن معاذ کو عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ جب
تلک میں نہ کہوں دشمنوں پر حملہ نہ کرنا اور اگر دشمن تم سے قریب آجاویں تو کفایت سے تیر مارنا کہ ترکش
خالی نہ ہوجاویں اِس کے بعد قریش متکبرانہ و مفتخرانہ آگے بڑھے۔ آپ نے اُن کو دیکھکر فرمایا کہ بارخدایا یہ قریش
بڑے فخر کے ساتھ تجھ سے لڑنے اور تیرے رسولؐ کو جھٹلانے آئے ہیں۔ اب میں تیری اُس امداد کا امیدوار ہوں
جس کا تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے خدایا آج ہی ان کو ہلاک کردے۔ اِس کے بعد اول لشکر قریش سے
عتبہ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ و ولید بن عتبہ بعزم جنگ برآمد ہوئے اور لڑنے والوں کے طالب ہوئے
ان کے مقابلہ کو عوف و معوذ پسران عفرا اور عبداللہ بن رواحہ جو سب انصاری تھے آگے بڑھے

Marfat.com

جوانانِ قریش نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اُنھوں نے کہا کہ ہم انصار ہیں وہ جواب میں بولے کہ تم ہمارے اچھے ہمسر ہو مگر ہم کو تم سے کچھ مطلب نہیں ہے ہمارے مقابلہ کو ہماری قوم کے ہمسر آنے چاہئیں۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ اے حمزہ اور اے عبیدہ بن الحارث اور اے علی تم اُٹھو سو یہ تینوں شیروں کی مانند اُٹھے اور طرفین قریب آگئے۔ عبیدہ کا عتبہ سے اور حمزہ کا شیبہ سے اور حضرت علی کا ولید سے مقابلہ ہوا۔ حضرت حمزہ اور حضرت علی نے تو ایک ہی حملے میں اپنے اپنے مقابلوں کو جہنم رسید کر دیا اور عتبہ کے ہاتھ کی ضرب شدید زانوئے عبیدہ پر لگی تھی حمزہ و علی نے اُن کی اعانت کی اور عتبہ کو بھی قتل کر دیا۔ حضرت عبیدہ نے اُسی زخم سے بوقت مراجعت مقام صفرا میں وفات پائی اور وہاں ہی دفن ہوئے پس جب حضرت نے کثرت کفار اور قلت لشکر اسلام دیکھی تو سائبان میں آکر دعا کرنی شروع کی اور فرمایا کہ اے خداوندا اگر یہ گروہ اہل اسلام شہید ہو گئے تو تیری عبادت کرنے والا روئے زمین پر نہیں رہے گا۔ الٰہی اپنا وعدۂ نصرت پورا کر اور یہی دعا کرتے رہے یہاں تک کہ ردائے شریف دوش مبارک سے گر گئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے پھر اُٹھائی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ آپکی دعا کافی ہے خدا آپ سے جو وعدہ کر چکا ہے وہ پورا کرے گا۔ پھر آپ کو قدرے غنودگی آگئی بیدار ہو کر فرمایا کہ اے ابوبکرؓ تیرے لئے مدد خداوندی آئی یہ جبریل اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے آتے ہیں اور اُن کے دندانِ پیشین پر آثار غبار ہیں یہ فرما کر آپ عریش سے باہر تشریف لائے یہ آیت پڑھتے ہوئے سیھزم الجمع ویولون الدبر اور جہاد کے فضائل بیان فرمائے اور کہا کہ بخدا سوگند کہ آج جو کوئی کفار سے لڑے گا اور بھاگے گا نہیں اور تکالیف جنگ پر صبر کرے گا اور خدا سے طالب اجر ہو گا اُس کو خدا جنت کرے گا اس پر ہنگامۂ کارزار نہایت گرم ہو گیا اُس وقت آپ نے ایک مشت خاک قریش کی طرف پھینکی۔ اور شاہت الوجوہ فرمایا۔ اور اصحاب کو حکم حملہ کا کیا پس فوراً لشکر کفار کی شکست ہو گئی اور ابوجہل سے اول معاذ بن عمرو کا مقابلہ ہوا اور قریش اس کو چاروں طرف سے بنظر حفاظت گھیرے ہوئے تھے معاذ کہتے ہیں کہ میں نے اُس کا قصد کیا جب مجکو موقع ملا اس پر حملہ کیا اور ایسی ضرب لگائی کہ اُس کا پانوں نصف ساق سے کٹ گیا۔ اور اُس کے بیٹے عکرمہ نے میرے ایک ہاتھ مارا جس سے میرا ہاتھ دوش سے قطع ہو کر لٹک پڑا اور صرف کھال میں لٹکنے لگا میں دن بھر اُسی حالت میں لڑتا رہا اور ہاتھ کو کھینچتا رہا جب مجکو اُس کے سبب زیادہ تکلیف ہوئی تو اُس کو پانوں کے تلے دبا کر جدا کر دیا یہ معاذ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے زمانے تلک زندہ رہے۔ الغرض بعد ازاں معاذ بن عفراء نے ابوجہل کو دیکھا اور ایک تلوار اُس کے ماری جس سے وہ قریب المرگ ہو گیا پس عبداللہ بن مسعود

Marfat.com

حسب الحکم حضرت مقتولوں میں اُس کی تلاش کرنے آئے اور اُس کو آخر رمق میں پایا پھر اُنھوں نے اپنا پانوں اس کی گردن پر رکھا اور کہا اے دشمنِ خدا کیا تجکو خدا نے رسوا کیا اُس نے کہا اس میں کیا رسوائی ہے کہ ایک شخص کو اُس کی قوم نے قتل کر دیا۔ اب بتلا جیت کس کی رہی اُنھوں نے کہا کہ خدا اور اُس کے رسول کی۔ اس پر ابوجہل بولا کہ اے چھوٹے چرواہے تو بڑی اونچی جگہ پر کھڑا ہے۔ عبد اللہؓ نے کہا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ اس پر وہ بولا کہ بہتیرے غلاموں نے اُس سے پہلے اپنے مالکوں کو قتل کیا ہے مجھے اس وقت سب سے زیادہ رنج اس بات کا ہے کہ تجھسا کم قدر میرا قاتل ہوا۔ مجکو اُمید تھی کہ میرا قاتل کوئی اشراف قریش سے ہوتا۔ اِس پر عبد اللہؓ نے ایک ہاتھ مارا کہ اُس کی گردن اُن کے پاؤں میں کٹ کر گر پڑی وہ اُس کے سر کو حضرت کے پاس لے آئے اُس کو دیکھکر حضرت نے سجدۂ شکر ادا کیا۔ الحاصل اسی طرح اور شدید الکفر لوگ قتل ہوئے اور بہت سے مشرکین لوگ اسیر ہوئے اور حضرت عباس کو جو بڑے قوی الجثہ تھے ابو الیسر نے جو ایک مرد ضعیف تھے قید کر لیا۔ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ ایسے شخص قوی کو تم نے کس طرح قید کر لیا تو جواب دیا کہ ایک شخص جو ایسی صفات کا تھا اور اس سے پہلے میں نے اُس کو کبھی نہیں دیکھا تھا اُس کی مدد سے میں نے قید کر لیا۔ حضرت نے فرمایا کہ تیری ملک کریم نے مدد کی حضرت عباسؓ سخت بندش کے سبب آہ و نالہ کرتے تھے۔ اور حضرت کو جو رحمتِ مجسم تھے اُس کے سبب نیند نہیں آتی تھی۔ ایک صحابی نے یہ دریافت کر کے اُن کی قید کی بندش ڈھیلی کر دی۔ اور حضرت عباسؓ سو گئے۔ آپ نے پوچھا کہ نالۂ عباس کی آواز کیوں نہیں آتی۔ اُس صحابی نے عرض کیا کہ اُن کی قید ڈھیلی کر دی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سب قیدیوں کے بند ڈھیلے کر دو القصہ ستر تن اشراف قریش سے مقتول ہوئے اور ستر شخص کہ منجملہ اُن کے عباسؓ و عقیل بن ابی طالب و نوفل بن حارث بن عبد المطلب تھے قید کئے گئے۔ اور ابو سفیان زخمی ہو کر اور کفار کے ساتھ بھاگ کر مکہ میں پہنچا اور بھاگتے وقت یہ کہتا جاتا تھا کہ میں نے کبھی کوئی مقام اس موقع سے زیادہ خوفناک نہیں دیکھا۔ جب خداوند تعالیٰ نے اہلِ اسلام کو فتح عنایت فرمائی تو مشرکین مقتولین کی نسبت آپ نے فرمایا کہ اُن لاشوں کو کنوئیں میں ڈالدو سو سب ڈالی گئیں مگر اُمیۃ بن خلف کہ وہ اپنی زرہ میں پھول گیا اُس کے لاشے کو زرہ میں سے نکالا تو وہ پاش پاش ہو گیا۔ ناچار اس کو وہاں ہی مٹی اور پتھروں میں چھپا دیا۔ جب اُن کو چاہ میں ڈال چکے تو وہاں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے کنوئیں والو تم اپنے نبی کے بڑے رشتہ دار تھے تم نے مجھے جھٹلایا۔ اور اور لوگوں نے میری تصدیق کی پھر نام بنام اُن لوگوں کو خطاب کیا کہ کیا تم نے جو وعدہ خدا نے تم سے کیا تھا سچا دیکھا میں نے تو جو

مجھ سے ایزد سبحانہ نے وعدہ کیا تھا سچا پایا۔ اِس پر حضرت کے اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ مُردوں سے گفتگو فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم میری گفتگو ان سے زیادہ نہیں سُنتے ہو مگر وہ طاقتِ جواب نہیں رکھتے۔ پھر اموال مشرکان جمع کئے گئے اور آپ نے اُن کو سب میں برابر تقسیم کر دیا۔ بعد ازاں قیدیوں کے بارے میں مشورہ کیا گیا آپ نے حضرت صدیق رضی سے پوچھا کہ ان سے فدیہ لیا جائے یا قتل کئے جاویں۔ آپ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ لوگ قتل نہ کئے جاویں شاید ان میں کوئی مسلمان ہو جاوے مگر فدیہ لینا چاہئے تاکہ مسلمانوں کو تقویت حاصل ہو۔ پھر آپ نے حضرت عمر رضی سے اُن کی رائے پوچھی اُنھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کافروں کے سردار ہیں اُن کو قتل کیجئے اور خداوند تعالیٰ نے آپ کو مال لینے سے بے پروا کر دیا ہے۔ آپ نے حضرت صدیق رضی کی رائے کو پسند فرمایا اور دونوں حضرات کی تعریف اس طرح فرمائی کہ ابو بکر رض صحابہ میں ایسے ہیں جیسے حضرت ابراہیم ؑ انبیاء میں چنانچہ حضرت ابراہیم ؑ نے فرمایا ہے فمن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک غفور رحیم۔ اور فاروق رض کی مثال مانند حضرت نوح ؑ کے ہے کہ اُنھوں نے فرمایا رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا۔ مگر فدیہ کا لینا خلاف مرضی خداوندی ہوا۔ جب فدیہ لینا ٹھہر گیا تو اہلِ مقدرت سے تو فدیہ لیا اور غربا کو اس شرط پر چھوڑ دیا کہ پھر اہلِ اسلام سے نہ لڑیں اور چند موذیوں کو قتل کیا اور اہلِ بدر کے فضائل بہت ہیں منجملہ اُن کے یہ حدیث ہے ان اللہ قد اطلع علی اہل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد غفرت لکم۔ خلاصہ یہ ہے کہ اہلِ بدر سب مغفور ہیں انتہی مختصراً۔

قصۂ اُحد۔ یہ غزوہ ۳ھ ماہ شوال کی ساتویں یا پندرھویں کو ہوا اس کا باعث بدر کی شکست ہے۔ جن لوگوں کے رشتہ دار غزوۂ مذکور میں مقتول ہوئے تھے اُنھوں نے ابوسفیان اور اُن لوگوں سے جن کا مال اُس قافلہ میں تھا کہا کہ راس المال تو مالکوں کو دیدو اور جو نفع ہوا ہے اُس کو اعانتِ لشکر میں صرف کرو تاکہ ہم جناب نبوی سے اپنا انتقام لیویں۔ لوگوں نے اسے منظور کیا اور جنگ کی تیاری کرنے لگے اور چند اشراف کو گرد و نواح مکہ میں بھیجا تاکہ ہر طرف سے گروہِ مددگاران جمع کریں اور جبیر بن مطعم نے اپنے وحشی غلام کو بلا کر کہا کہ تو بھی لشکر قریش کے ساتھ جا۔ اگر تو نے حضرت کے چچا حمزہ کو میرے چچا طعیمہ بن عدی کے بدلے قتل کر دیا تو تو آزاد ہے۔ پس قریش نے اپنے اہل و عیال کو اپنے ہمراہ لیا اس خیال سے کہ بنظر اُن کی حفاظت کے کوئی بھاگے گا نہیں۔ اور عورتوں کے پاس دف تھے کہ اُس کو بجا بجا کہ مقتولان بدر پر گریہ کرتی

Marfat.com

تھیں تاکہ مشرکین اخذ انتقام پر زیادہ راغب ہوں۔ سو وہ اس ہیئت کذائی سے مدینہ منورہ کے قریب فروکش ہوئے جب آپ نے اُن کی خبر سُنی تو صحابہؓ سے فرمایا کہ میں نے خواب میں گائے دیکھی اُس کی تعبیر میں نے خیر سمجھی اور میں نے اپنی شمشیر کی دھار میں دندانے دیکھے اور یہ کہ میں نے اپنا ہاتھ ایک مستحکم زرہ میں داخل کر دیا ہے اس کی تعبیر میں نے مدینہ سمجھا۔ پس اگر تم مدینہ میں قیام رکھو تو بہتر ہے کیونکہ اس صورت میں اگر قریش مدینہ سے باہر رہے تو بُرے حال میں رہیں گے اور بستی میں گھسے تو ہم اُن سے وہاں ہی لڑیں گے۔ عبداللہ بن اُبی کی رائے بھی یہی تھی اور ایک گروہ کی رائے باہر نکلکر لڑنے کی تھی اور یہ وہ لوگ تھے جو اس جنگ میں شہید ہوئے۔

الحاصل قریش نے یوم چہارم شنبہ و پنجشنبہ و جمعہ کو قیام کیا اور حضرت نے بعد نماز جمعہ مدینے سے باہر تشریف لانے کا بعزم جنگ ارادہ کیا اور جب آپ نے ہتھیار باندھے اور باہر تشریف لانے لگے تو وہ اشخاص جن کی رائے باہر جنگ کرنے کی تھی پشیمان ہوئے۔ اور کہنے لگے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے خلاف کیا حالانکہ اُن پر وحی آتی ہے اور حضرت سے عرض کرنے لگے کہ آپ کی جو رائے ہو ہم اُس کے تابع ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کسی نبی کو یہ سزاوار نہیں ہے کہ زرہ پہنکر بدون جدال و قتال اُس کو اُتار رکھے۔ پس آپ ہزار مردان کارزار کے ساتھ باہر تشریف لائے اور مدینہ میں اپنا خلیفہ عبداللہ بن مکتوم کو فرمایا۔ اور جبکہ مابین مدینہ و اُحد کے تھے تو عبداللہ بن ابی منافق مذکور ایک ثلث مجمع کو لیکر مدینہ کو لوٹ گیا اور یہ کہا کہ حضرت نے میرا کہنا نہ مانا اور اور لوگوں کی رائے اختیار کی۔ آپ نے فرمایا اُن کو جانے دو ہماری مدد کو خداوند تعالیٰ کافی ہے۔ اب آپ کے ساتھ کل سات سو مرد رہ گئے اور آپ قریب کوہ احد اس طرح فروکش ہوئے کہ کہ احد پس پشت رہا۔ مشرک لوگ تین ہزار تھے جن میں سات سو زرہ پوش تھے اور دو سو گھوڑے اور اُن میں پندرہ عورتیں تھیں۔ اور مسلمانوں میں سو مرد زرہ پوش تھے اور دو گھوڑے۔ اور جب آپ نے اپنے لشکر کی موجودات لی تو چند صحابی جو عمر میں چھوٹے تھے اُن کو واپس کر دیا۔ بعد ازیں ابوسفیان نے انصار سے کہلا بھیجا کہ ہم تم سے لڑنے نہیں آئے تم ہمارے نبی اعمام کو ہمارے حوالہ کر دو تم سے ہمارا کچھ رنج نہیں ہے۔ انصار نے اس کا دنداں شکن جواب کہلا بھیجا۔ اب مشرکین نے جنگ کی تیاری کی اور فوج کی دست راست پر خالد بن الولید اور دست چپ پر عکرمہ ابن ابی جہل کو متعین کیا۔ اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف روئے مبارک فرمایا اور اُحد کو پس پشت کیا۔ اور شگاف کوہ یعنی اُس کی گھاٹی پر جو محل خطر اور دشمنوں کے لئے ایک بڑی

Marfat.com

کمین گاہ تھی عبداللہ بن جبیر کو مع پچاس تیر اندازوں کے منصوب کیا اور فرمایا کہ تم لوگ اس مقام سے جُدا نہ ہونا خواہ ہم کو فتح ہو یا شکست جو کافر اس راہ سے آنا چاہے اُس کو بذریعہ تیروں کے ادھر نہ آنے دو اُس روز آپنے دوہری زرہیں پہنیں۔

الحاصل ہر دو جانب سے لڑائی شروع ہوگئی۔ طلحہ بن عثمان جو علم بردار مشرکین تھا صف سے باہر آکر صحابہ سے کہنے لگا کہ تمھارا قول ہے کہ ہم تمھاری تلوار سے قتل ہو کر دوزخ میں جاتے ہیں اور تم ہماری تلوار سے مقتول ہو کر جنت میں جاتے ہو پس کوئی ہے جس کو میری تلوار جنت میں بھیجے یا اُس کی تلوار مجکو دوزخ میں داخل کرے۔ یہ سُنکر شیر بیشۂ دغا حضرت شاہ مردان علی مرتضیٰ رض اُس کے مقابل ہوئے اور اُس کا پانوں فوراً قطع کردیا اور وہ گر پڑا اور بے ستر ہوگیا۔ اُس نے آپ کو قسم دی آپ اُس کو اُسی حالت میں چھوڑ کر واپس آئے حضرت رسالت پناہ نے یہ دیکھکر تکبیر کہی اور حضرت علی رض سے فرمایا کہ تم نے اُس کا کام کیوں نہ تمام کردیا۔ آپ نے فرمایا کہ اُس نے مجکو خدائے رحیم کی قسم دی لہذا میں شرماکر لوٹ آیا۔ اُس روز آپ کے دست مبارک میں ایک شمشیر تھی آپ نے فرمایا ہم اس کو اُس شخص کے حوالے کرتے ہیں جو اس کا حق ادا کرے۔ پس چند اشخاص اُس کو لینے کھڑے ہوئے آپ نے ان کو نہ دی یہاں تلک کہ ابو دجانہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اس شمشیر کا کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حق اس کا یہ ہے کہ اُس کے ہاتھ دشمنوں پر اتنے مارے کہ اُس میں خم پڑ جاوے انھوں نے عرض کیا کہ میں اُس کو اس شرط پر لیتا ہوں سو آپ نے وہ شمشیر اُن کو عنایت کردی ابو دجانہ بڑے بہادر صحابی تھے اور ان کی یہ عادت تھی کہ جب وہ سرخ پٹی اپنے سر سے باندھ لیتے تھے تو لوگ معلوم کر لیتے تھے کہ اب وہ جنگ کریں گے چنانچہ انھوں نے اُسی وقت سرخ پٹی سر سے باندھی اور وہ شمشیر ہاتھ میں لی اور دونوں صفوں کے درمیان اکڑ کے ٹہلنے لگے حضرت نے اُن کی یہ چال دیکھکر فرمایا کہ اس قسم کی چال عند اللہ مبغوض ہے مگر ایسے موقع پر۔ الغرض ابو دجانہ کے پاس جو آتا تھا اس کو زمین پر گرا دیتے تھے یہاں تک کہ وہ گروہ زنان میں جو پہاڑ کے پاس جمع تھیں پہنچے اُن میں ایک عورت اشعار پڑھکر مشرکوں کو ترغیب جنگ دیتی تھی اور یہ بھی کہتی جاتی تھی ایہا بنی عبد الدار ایہا حماۃ الدیار ضربا بکل بتار یعنی اے پسران عبد الدار اور اے حامیان ہمارے ملک کے شمشیر براں کے خوب ہاتھ مارو۔ حضرت ابو دجانہ نے اپنی تلوار اُس کے قتل کے لئے اُٹھائی پھر خیال فرمایا کہ حضرت کی شمشیر کی عزت اور عظمت اس سے بہت بڑھ کر ہے کہ اُس کو ایک عورت پر چھوڑوں یہ بی بی ہندہ زوجۂ ابو سفیان تھی اور اُس کے ساتھ بہت سی عورتیں دف بجا بجا کر اپنے مردوں کو جنگ کی اشتعالک

دیتی تھیں۔ الحاصل جنگ و جدال بشدت ہونے لگی۔ اور حضرت امیر حمزہ و جناب مرتضیٰ اور ابودجانہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ دشمنوں میں گھس گئے اور خداوند تعالیٰ شانہ نے اہل اسلام کی فتح اور کفار کی شکست عیاں کردی اور عورتیں بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گئیں اور مسلمان لشکر کفار میں داخل ہو کر ان کے اموال لوٹنے لگے۔ جب یہ حال ان مسلمانوں نے دیکھا جو پہاڑ کی گھاٹی کی حفاظت پر متعین تھے تو ان میں کے کسی قدر تیرانداز اس جگہ کو چھوڑ کر غارت اموال میں مشغول ہو گئے اور ان میں کے چند اشخاص بہ پابندی حکم حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ہی جمے رہے۔ جب خالد بن ولید نے دیکھا کہ نا کے کی حفاظت پر کم لوگ رہ گئے ہیں تو ان پر حملہ آور ہوا اور ان کو قتل کر کے لشکر اسلام پر ان کے پیچھے سے آکر حملہ کیا۔ کفار نے جو اپنے سوار دیکھے وہ بھی لوٹ آئے اور یکبارگی مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور قتل کرنے لگے اور اس لئے مسلمانوں کو سخت پریشانی لاحق ہوئی اور معاملہ بالعکس ہو گیا والحکم للہ العزیز القدیر۔ اور اس سے پہلے اہل اسلام نے علم بردار ان کفار کو قتل کر ڈالا تھا اور وہ ایک عرصہ تک زمین پر پڑا رہا یہاں تک کہ اس کو عمرہ بنت علقمہ حارثیہ نے آکر اٹھا لیا اور اس سے مسمی صواب نے لے لیا اور قریش اس کے گرد و پیش جمع ہو گئے بعد ازاں جناب نبوی نے ایک گروہ مشرکین کو دیکھا اور جناب علی مرتضیٰؓ کو فرمایا کہ ان پر حملہ کرو۔ چنانچہ آپ نے حسب الحکم ان پر حملہ کیا بعض کو قتل اور بقیۃ السیف کو متفرق کر دیا۔ پھر ایک گروہ ان کا دیکھا اور جناب امیر نے حسب ارشاد بعض کو قتل اور بعض کو پریشان کر دیا یہ دیکھ حضرت جبریل نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ کمال درجہ کی غمگساری ہے جو جناب امیر سے ظہور میں آئی آپ نے فرمایا انہ منی وانا منہ یہ سنکر حضرت جبریل نے عرض کیا وانا منکما اس پر غیب سے آواز آئی کہ لافتی الاعلی ولاسیف الاذوالفقار مبارک ہو حضرت شیر خدا و شاہ مرداں کو یہ فضیلت عظیم و منقبت جسیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا آمین۔ اور اسی جنگ میں حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان شریف کا نیچے کا چو کا بصدمہ سنگ اعدا ٹوٹ گیا اور لب مبارک پھٹ گیا اور آپ کی پیشانی اور رخسار پر بصدمہ سنگ اعدا زخم آیا آپ چادر مبارک سے خون پونچھتے تھے اور زمین پر گرنے نہیں دیتے تھے اور فرماتے جاتے تھے کہ اگر ایک قطرہ خون زمین پر گر گیا تو منکرین پر سخت بلا نازل ہو جائے گی اور یہ بھی فرماتے جاتے تھے کہ اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون سبحان اللہ کیا رحمت ہے اور حضرت ابودجانہؓ آپ کی سپر بن رہے تھے اور ان کی پشت پر جس وقت وہ آپ پر جھک رہے تھے برابر تیر لگتے تھے اور حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت کے روبرو تیراندازی کر رہے تھے اور آپ خود ان کو تیر دست مبارک سے دیتے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ ارم فداک ابی وامی اور یہ بھی دعا دیتے تھے اجاب اللہ دعوتک

وسد ورمیک چنانچہ حضرت کی دعا کی برکت سے وہ مستجاب الدعوات ہو گئے اسی روز قتادہ بن النعمان کی آنکھ خانہ چشم سے نکل پڑی اور پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے اُس کو وہاں رکھ دیا اور وہ اُن کی دوسری آنکھ سے عمدہ ہو گئی۔ اور مصعب بن عمیر جو علمدار لشکر اسلام تھے جنگ کرتے رہے آخر اُن کو ابن قیمیہ نے شہید کر دیا بایں خیال کہ وہ جناب سرور کائنات ہیں اور قریش سے جا کر کہا کہ میں نے حضرت کو قتل کر دیا ہے اور یہ شہرہ غلط لوگوں میں پھیل گیا۔ اور آپ نے بعد قتل مصعب کے وہ علم جناب امیر کو عنایت کیا۔ اور حضرت امیر حمزہ جنگ میں مصروف رہے یہاں تک کہ سباع بن عبد آپ کے سامنے آیا اور لڑائی کی درخواست کی آپ نے اُس کو فوراً جہنم رسید کیا وحشی نے جو کہ ایک پتھر کی آڑ میں گھات لگائے بیٹھا تھا آپ پر ایک حربہ پھینکا جو اُن کی ناف پر لگ کر دونوں رانوں میں سے نکل گیا اور آپ شہید اکبر ہو کر راہی جنت فردوس ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون سنگدل وحشی نے اس پر بھی بس نہ کی بلکہ آگے بڑھکر آپ کے شکم مبارک کو چاک کیا اور ان کے جگر کو نکال کر ہندہ زوجہ ابوسفیان کو دیدیا اُس شدیدۃ العداوۃ نے اُس کو کسی قدر چبا کر اُگل دیا اور اس کے انعام میں اپنا تمام زیور اور لباس اُتار کر وحشی کو بخشدیا۔ اس نامعقول کینہ توز عورت نے آپ کے اعضائے شریف کاٹ کر اور بطور ہار بنا کر اُس کو اپنے گلے میں پہن لیا۔ خاص وجہ اس عداوت کی یہ تھی کہ اس کا باپ عتبہ جنگ بدر میں حضرت امیر حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تھا۔ جناب مرتضیٰ حضرت امیر حمزہ کی نعش کی تلاش میں مصروف ہوئے اور جب اس کو اس حال میں دیکھا تو روتے ہوئے حضرت کی خدمت میں پہنچے اور کیفیت کی اطلاع کی چنانچہ ہمراہ جناب امیر آپ موقع پر تشریف لائے اور کمال رقت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اگر مجھکو قریش پر قابو ملا تو ستر اشخاص کو مُثلہ کروں گا۔ اُسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم بہ ولئن صبرتم فھو خیر للصابرین۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ خداوندا میں نے صبر کیا اور اپنے ارادہ سے درگذرا اور اس کے عوض حضرت امیر حمزہ کے لئے ستر بار طلب بخشش کی۔ اسی جنگ میں عبد الرحمٰن بن ابی بکر جو اُس وقت مشرکین کے ساتھ تھے صف سے باہر آکر طالب جنگ ہوئے اس کے مقابلہ میں اُس کے والد بزرگوار حضرت صدیق اکبر رضؓ نے نکلنا چاہا یہ دیکھکر حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی تلوار میان میں کیجئے اور ہم کو اپنی ذات سے نفع حاصل کرنے دیجئے۔ سبحان اللہ کیا قدر دانی ورتبہ شناسی ہے جب کہ ابن قیمیہ ملعون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تلوار کا ہاتھ چھوڑا تو آپ اُس کے صدمہ اور دو زرہوں کے بار سے جو آپ پہنے ہوئے تھے ایک گڑھے میں گر کر چشمان صحابہ سے غائب ہو گئے اس پر ملعون مذکور نے

باآواز بلند کہا کہ میں نے جناب نبوی کو قتل کر دیا سب سے اول کعب بن مالک نے حضرت کو گڈھے میں دیکھا اور آواز دی کہ اے مسلمانو! خوش ہو کہ حضرت یہاں زندہ موجود ہیں۔ جب آپ نے غار سے نکلنے کا ارادہ کیا تو بسبب گرانباری ہر دو زرہ کے نکلا نہ گیا۔ حضرت طلحہ بیٹھ گئے اور آپ ان پر قدم مبارک رکھ کر باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی۔ اور مالک بن زہیر جشمی یا حبان بن العرقہ نے حضرت کی طرف تیر پھینکا اور اُس کو حضرت طلحہ نے اپنے ہاتھ پر لیا۔ اور اس لئے اُن کا ہاتھ شل ہو گیا اور ایک گروہ اہل اسلام نے اول راہ گریز اختیار کی اور بعد ازاں حاضر ہو گئے اور خداوند تعالیٰ نے براہ کرم یہ اُن کا قصور معاف فرما دیا اب طاعن کو اُن پر طعن کرنے کا ہرگز موقع نہیں رہا۔ قال اللہ تعالیٰ ان الذین تولوا منکم یوم التقی الجمعان انما استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم ان اللہ غفورٌ حلیم۔ پھر ابو سفیان نے صحابہ کی طرف مخاطب ہو کر تین بار پوچھا کہ تم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آپ نے فرمایا کہ اس کو جواب نہ دو۔ پھر تین بار کہا کہ کیا تم میں ابو بکرؓ ہیں۔ پھر تین بار کہا کیا تم میں عمر ابن الخطاب ہیں۔ جب کچھ جواب نہ پایا تو اپنے ہمراہیوں سے کہنے لگا کہ یہ لوگ تو سب مارے گئے۔ اس پر حضرت عمرؓ سے رہا نہ گیا اور فرمایا کہ خدا نے تیری رسوائی کا سامان موجود کر رکھا ہے۔ ابو سفیان نے حضرت عمرؓ سے قسم دیکر پوچھا کہ کیا محمد قتل ہو گئے۔ حضرت عمر نے کہا کہ ہرگز قتل نہیں ہوئے اور وہ تیرے کلام کو سُن رہے ہیں۔ اس پر ابو سفیان بولا کہ تم ابن قمیہ سے سچے ہو جو کہتا ہے کہ میں نے حضرت کو قتل کر دیا ہے۔ پھر کہا کہ ہم نے جنگ بدر کا بدلہ لے لیا۔ بعد ازاں ابو سفیان مع اپنے ہمراہیوں کے مکہ کی طرف لوٹا یہ کہتا ہوا کہ اب ہماری اور تمہاری لڑائی سال آئندہ میں بمقام بدر ہوگی۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئندہ یہ لوگ ہم پر فتح یاب نہ ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا۔ اس کے بعد حضرت نے جناب شاہ مردان علی مرتضیٰ کو حکم فرمایا کہ اُن کے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ اگر یہ لوگ شتروں پر سوار ہوتے ہیں اور ان کے گھوڑے کوتل جاتے ہیں تو جانو کہ وہ عازم مکہ ہیں اور اگر گھوڑوں پر سوار ہیں اور شتر خالی جاتے ہیں تو عازم مدینہ ہیں اور اگر ایسا ہوا تو ہم اُن سے سخت جنگ کریں گے چنانچہ حضرت امیر گئے اور دیکھا کہ وہ شتروں پر سوار ہیں اور گھوڑے خالی جاتے ہیں اور یہی حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گذارش کر دیا۔ جب ادھر سے اطمینان ہوا تو آپ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ اپنے مقتولوں کی خبر لو جب وہ گئے تو حضرت سعد بن الربیع انصاری کو دیکھا کہ اُن میں کسی قدر جان باقی ہے اور اسی حال میں دیکھنے والے سے کہا کہ آنحضرت سے میرا سلام عرض کرنا اور کہنا کہ خداوند تعالیٰ آپ کو ایسی جزائے خیر دے جو اور نبیوں کی جزا سے جو منجانب ان کی امت کے ملی ہے افضل و بہتر ہو

اور میری قوم کو بھی میرا اسلام پہنچاکر یہ کہناکہ اگر تمھاری زندگی میں جناب نبوی کو کچھ تکلیف پہنچی تو درگاہِ ایزدی میں تمھارا کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔ یہ کہکر جاں بحق ہوئے۔ فرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب نے حضرت امیر حمزہ کے اپنے بھائی کی نعش کے دیکھنے کا ارادہ کیا تو آپ نے اُن کے بیٹے حضرت زبیر کو فرمایاکہ اپنی مادر کو لوٹالاؤ تاکہ حضرت امیر حمزہ کے مثلہ ہونے کو دیکھکر آہ وزاری نہ کریں۔ حضرت زبیر نے اپنی والدہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سُنا دیا۔ اُنھوں نے فرمایاکہ مجکو معلوم ہے کہ میرے بھائی کی نعش کو مثلہ کیاہے اور چونکہ یہ معاملہ راہ خدا میں ہوا ہے پس میں اس پر صابر اور طالب اجر ہوں یہ سُنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو نعش پر جانے کی اجازت دیدی سو وہ وہاں آئیں اور اناللہ پڑھا اور دعا کرکے واپس آئیں۔ اور مقتولان اُحد سے ایک مخیریق نام یہودی بھی تھے۔ اُنھوں نے اُسی روز اپنی قوم سے کہاکہ اے گروہ یہود ہم کو خوب معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد تم پر واجب ہے۔ اُنھوں نے کہاکہ آج یوم شنبہ ہے ہم کچھ کر نہیں سکتے۔ اس پر اس نے جواب دیاکہ آج شنبہ مانا نہ جاوے اور یہ کہہ کر مُسلح ہوئے اور کہہ گئے کہ اگر میں قتل ہوجاؤں تو میرا مال حوالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کیاجاوے اُنھیں اختیار رہے جہاں چاہیں صرف کریں پھر جنگ کرکے مقتول ہوئے اس پر آپ نے فرمایاکہ مخیریق یہود میں سب سے بہتر ہیں اور حضرت یمان پدر ابوحذیفہ اور ثابت بن قیس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی حفاظت کے لئے متعین فرمادیا تھاکیونکہ یہ دونوں بڈھے تھے اُن میں ایک نے دوسرے سے کہاکہ اب ہم کو کاہے کا انتظار ہے آؤ تلواریں لیکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلیں کاش ہم کو دولت شہادت نصیب ہوجائے۔ چنانچہ دونوں میدانِ جنگ میں گھس گئے اور صحابہ کو اُن کا یہ حال معلوم نہ ہوا۔ ثابت کو تو مشرکوں نے شہید کر دیا اور یمان پر بحالت لاعلمی مسلمانوں کی شمشیریں پڑیں اور وہ بھی شہید ہو گئے ابوحذیفہ اُن دیکھکر بولے کہ یہ تو میرے والد ہیں مسلمانوں نے عذر لاعلمی بیان کیا۔ ابوحذیفہ کہنے لگے خیر خداوند تعالیٰ تم کو معاف کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی دیت دینی چاہی ابوحذیفہ نے نہ لی اور مسلمانوں کو بخشدی۔ بعد ازاں بعض اصحاب نے اپنے مقتولوں کی نعشیں مدینہ میں لیجانی چاہیں۔ آپ نے اُن کو منع کردیا اور فرمایاکہ جہاں مقتول ہوئے ہیں وہیں دفن کئے جاویں اور حکم دیاکہ دو دو اور تین تین ایک ایک قبر میں دفن کئے جاویں اور جس کو قرآن مجید زیادہ یاد ہو اُس کو اول بجانب قبلہ رکھاجائے جب کوئی شہید نماز کے لئے لایاجاتا تھا تو حضرت امیر حمزہ کو بھی اُس کے ساتھ شریک کیاجاتا تھا۔ اور ایک اور روایت میں یہ ہے کہ نو کس اور شہید ونکی

Marfat.com

نماز پڑھی جاتی تھی اور حضرت امیر حمزہ دسویں ہوتے تھے۔ اور حضرت امیر حمزہ کی قبر میں حضرت علیؓ اور حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت زبیر اُترے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کنارہ قبر پر بیٹھے رہے اور عمرو بن الجموح و عبداللہ بن حرام کو ایک قبر میں رکھا اور فرمایا کہ یہ دونوں دنیا میں بھی باہم بڑے دوست تھے جب دفن شہدا سے فارغ ہوئے تو وہاں سے عازم مدینہ طیبہ ہوئے راہ میں حمنہ بنت جحش ملیں تو آپ نے اُن کو اُن کے بھائی عبداللہ کی خبر شہادت سُنائی اُنھوں نے انا للہ الخ پڑھا پھر اُن کو خبر مرگ اُن کے دوسرے بھائی حمزہ کی دی گئی تو اُنھوں نے اُن کے لئے دعائے مغفرت کی۔ پھر اُن کو خبر شہادت اُن کے شوہر مصعب بن عمیر کی دی گئی۔ یہ خبر سُنکر نہایت بیچین ہوئیں۔ اور چیخنے لگیں اُس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت کو اپنے شوہر سے بڑا علاقہ ہوتا ہے۔ اور ایک بی بی صاحبہ تھیں کہ اُن کے پدر و پسر و شوہر تینوں شہید ہوگئے۔ جب اُن کو یہ خبر دی گئی تو اُنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سلامتی کا حال پوچھا اُن سے کہا گیا کہ حضرت بفضلہ تعالیٰ حی و قائم ہیں یہ خبر سُن کر اور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو بصحت و عافیت دیکھکر فرمانے لگیں کہ اب مجکو کسی کے مرنے کی پرواہ نہیں ہے فرضی اللہ تعالیٰ عنہا و عن شہدائہا۔ وللہ در القائل ع چوں تو داریم بمعنی ہمہ داریم و ہمہ

ابو سفیان و دیگر اہل کفر و طغیان بجانب مکہ معظمہ روانہ تو ہوگئے مگر اثنائے راہ میں اس مراجعت سے پشیمان ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم زخمی ہوئے اور ہمارے آدمی مقتول ہوئے اس پر ہم لوگ کام ناتمام چھوڑ کر واپس آئے یہ اچھا نہ کیا اب مصلحت یہ ہے کہ ہم لوٹیں اور کار اہل اسلام تمام کردیں جب یہ خبر آنحضرت کو پہنچی تو بروز یکشنبہ جو جنگ کا دوسرا دن تھا آپ نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ باآواز بلند کہدو کہ صحابہ کرام واسطے جہاد مشرکان کے فوراً آمادہ ہوں تاکہ کفار کو معلوم ہو جاوے کہ اہل اسلام اس جنگ کے سبب سست و ناتوان نہیں ہوئے اور یہ بھی حکم فرمایا کہ سوائے حاضرین اُحد کے اور کوئی اُن کا شریک نہ ہو یہ حکم سُنکر تمام شرکائے جنگ اُحد نفسی فداہم نے لبیک کہا اور زخموں پر پٹیاں باندھکر مستعد جنگ ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو آگے بڑھتے ہوئے اُن کا انتظار کر رہے تھے آملے چنانچہ خداوند تعالیٰ اُن کے حال کی خبر دیتا ہے حیث قال الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابہم القرح للذین احسنوا منہم واتقوا اجر عظیم۔ پس آپ مع جملہ ہمراہیان روانہ ہوکر بمقام حمراء الاسد جو مدینہ منورہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے بدولت و اقبال فروکش ہوئے اور حکم دیا کہ پانسو جگہ آگ روشن کرو تاکہ مشرک لوگ یہ سُنکر ڈرجاویں معبد خزاعی نے جو اب تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور اس وقت مکہ کو جاتے تھے یہ حال دیکھکر ابو سفیان سے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک لشکر کثیر لیکر بقصد انتقام مدینہ منورہ سے روانہ ہوکر حمراء الاسد میں فروکش

Marfat.com

ہیں۔ وہ یہ خبر سُنکر ڈر گیا اور فوراً روانہ ہو کر مکہ معظمہ میں دم لیا اور بعد قیام چند روز آپ مدینہ شریفہ کی طرف مراجعت فرما ہوئے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم انتہی ملخصاً۔

المصدری البیض حمراً بعدما وردت	من العدی کل مسود من اللمم

منصوب علی المدح بتقدیر امدح او اعنی او مجرور بدل من ہم فی منہم والضمیر المستکن فیہ للجنیس و النون سقط بالاضافۃ الی البیض بروایۃ الجر۔ واما علی روایۃ النصب فمن قبیل المقیمی الصلاۃ فانہ یجوز حذف النون مع الاعمال والالف واللام۔ واصدرہ اخرجہ۔ والمراد بالبیض السیوف المصقولۃ وحمراً حال من البیض وما مصدریۃ واللمم کعنب جمع لمۃ بالکسر الشعر المسترسل الی المنکب والمراد ہہنا مطلق الشعر وبالتعبیر عن شعرہم بمسود اشارۃ الی شبابہم۔

ترجمہ۔ دلاورانِ اسلام ایسے ہیں کہ اپنے سفید صیقلدار شمشیروں کو جبکہ وہ دشمنان جوان کے سروں میں جاتی ہیں اُن کے سروں سے برنگ سُرخ نکالتی ہیں۔

والکاتبین بسمر الخط ما ترکت	اقلامہم حرف جسم غیر منعجم

عطف علی المصدری۔ وسمر جمع اسمر وہو من اسماء الرمح۔ والخط موضع بالیمامۃ تنسب الیہ الرماح المجلوبۃ من الہند وتقوم بہ والجملۃ المنفیۃ حال من المستکن فی الکاتبین او استینافۃ والحرف للطرف وغیر منعجم ای غیر ذی نقطۃ۔ وذکر الکاتب والخط والقلم من الصنائع الشعریۃ۔

ترجمہ۔ وہ بہادر بذریعہ گندم گوں نیزوں کے لکھنے والے ہیں اُن کی قلموں یعنی نیزوں نے کنارہ جسم اعدا کو غیر منقوط نہیں چھوڑا۔ یعنی انھوں نے جسم اعدا کو تمام چھان دیا ہے۔

شاکی السلاح لہم سیما تمیزہم	والورد یمتاز بالسیما من السلم

الشاکی مقلوب الشائک بمعنی ذو شوکۃ مثل لابن وتامر او تام السلاح۔ بدل من الکاتبین۔ سیما مقصود وقد یمد علامۃ فی وجوہہم من اثر السجود واشراقہا بنور الایمان۔ والجملۃ حال من الشاکی۔ والسلم شجرۃ الشوک۔

ترجمہ۔ اصحاب کرام پورے مسلح اور صاحب شوکت ہیں۔ اگرچہ اعدا بھی مسلح ہونے میں اُن کی مشابہ ہیں مگر ان بزرگواروں کے مبارک چہروں پر سجدوں کے نشان اور اُن کے روئے روشن انوار ایمان و عبادت سے درخشاں ہیں جس سے کفار کا رو کار محروم ہے۔ دیکھو گلاب اور ببول کا درخت دونوں خار دار ہیں اور باایں ہمہ گلاب کا رنگ و بو و صورت موزون و شادابی و نضارت وچہرہ مہرہ اور ہے اور ببول کا اور۔ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک

تہدی الیک ریاح النصر نشرہم	فتحسب الزہر فی الاکمام کل کمی

ریاح النصر فاعل تہدی ونشرہم مفعولہ۔ والنشر الرائحۃ الطیبۃ۔ والمراد بالریاح۔ الریاح التی بہا نصر اللہ

Marfat.com

المسلمین۔ والزہر النور۔ والاکمام جمع کم بالکسر وہو غلاف النور۔ والزہر مفعول ثان قدم علی الاول للضرورۃ وہو کل کمی۔ والکمی الشجاع۔ وذلک من قبیل التشبیہ المقلوب ای فتحسب کل کمی فی الروح زہرا فی الاکمام۔

ترجمہ۔ بادہای نصرت الٰہی تیرے پاس اُن کی بوئے خوش پہنچاتی ہے پس اُن میں کا ہر دلیر اپنی زرہوں اور ہتھیاروں میں ایسا خوشنما معلوم ہوگا جیسا شگوفہ اپنے غلافوں میں ہوتا ہے۔ لفظ ریاح النصر اشارہ ہے حدیث نصرت بالصبا کی طرف۔

كَأَنَّهُمْ فِي ظُهُورِ الْخَيْلِ نَبْتُ رُبًى ۔۔۔ مِنْ شِدَّةِ الْحَزْمِ لَا مِنْ شِدَّةِ الْحُزُمِ

رُبی جمع ربوۃ وہو ما ارتفع من الارض۔ ونبتہا تکون ارسخ وارشد واثبت واقوی والنصر لا تطہا الاقدام والحزم کفلس الاحتیاط وکمال العقل والمہارۃ فی الفروسیۃ والحزم کعنق جمع حزام وہو ما یشد بہ السرج۔

ترجمہ۔ دلیران اسلام گھوڑوں کی پشتوں پر ایسے آسن جما کر بیٹھے ہیں گویا وہ ٹیلوں پر کی گھانس ہیں جن کی جڑیں بسبب سختی زمین و نہ ٹھہرنے پانی کے خوب مضبوط جمی ہوتی ہیں اور صدمۂ باد سے نہیں اُکھڑتیں۔ اور اُن کا اسقدر مضبوط بیٹھنا اور جمنا بسبب اُنکی کمال احتیاط اور شہسواری کے ہے نہ اس سبب سے کہ اُن کے گھوڑوں کے تنگ خوب کسے ہوئے ہیں کیونکہ کم سوار تو کسے ہوئے زین پر سے بھی گر جاتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ شہسوار ہیں

طَارَتْ قُلُوبُ الْعِدَى مِنْ بَأْسِهِمْ فَرَقًا ۔۔۔ فَمَا تُفَرِّقُ بَيْنَ الْبَهْمِ وَالْبُهُمِ

طیران القلب عبارۃ عن اضطرابہ وعدم استقرارہ۔ ومن باسہم ای من شدتہم۔ والفرق محرکا الخوف والبہم بفتح الباء وسکون الہاء جمع بہمۃ وہی اولاد الضان۔ والبہم کعنق جمع بہمۃ بالضم وہو الشجاع۔

ترجمہ۔ صحابۂ کرام کے خوف سے دلہائے دشمنان بسبب اُن کے سخت حملوں کے اُڑ گئے اور مضطر ہو گئے اور وہ ایسے حواس باختہ ہوئے کہ بچہ ہائے گوسفند اور دلیروں میں فرق نہیں کرتے تھے۔ بس شدت خوف سے بکریوں کے بچوں کو بھی دلیر و جنگی آدمی سمجھتے تھے اور اُن سے ڈر کر بھاگتے تھے۔

وَمَنْ تَكُنْ بِرَسُولِ اللهِ نُصْرَتُهُ ۔۔۔ إِنْ تَلْقَهُ الْأُسْدُ فِي آجَامِهَا تَجِمِ

الاُسد جمع اسد والآجام جمع اجمۃ وہو بالفارسیۃ بیشہ۔ وتجم من الوجوم وہو السکوت۔ وہو الجواب للشرط الثانی والشرطیۃ الثانیۃ جواب الشرط الاول۔

ترجمہ۔ جس کی مدد بذریعۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اگر اُس کو شیر اپنے بیشوں میں ملیں تو وہ دم بخود رہ جائیں اور اُس کو ہرگز نہ ستائیں۔ چنانچہ امام نووی نے شرح السنۃ میں لکھا ہے کہ حضرت سفینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام کو جہاد روم میں کافروں نے گرفتار کر لیا تھا وہ وہاں سے کسی طرح بھاگے راہ میں اُن کا راستہ ایک شیر نے روک لیا اُنھوں نے شیر سے کہا کہ اے ابو الحارث میں

Marfat.com

خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں کہ لشکر اسلام میں جانا چاہتا ہوں چنانچہ شیر آگے آگے ہوگیا اور لشکر اسلام میں اُن کو پہنچا دیا۔ ایسا ہی حضرت عبداللہ بن عمر نے بحالت سفر ایک جگہ ازدحام مردمان دیکھا اور اُس کا سبب پوچھا لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک شیر ہے جس کے سبب یہاں کی راہ بند ہے اور اُس نے بہت سے آدمی ہلاک کر دیئے ہیں یہ سُنکر آپ سواری سے اُترے اور شیر کے پاس جاکر اور اس کا کان مروڑ کر کہا کہ تو لوگوں کو مت ستا اور یہاں ہی بیشہ میں رہا کر۔ وہ شیر سر جھکا کر اپنے بن میں چلا گیا۔

وَلَنْ تَرٰى مِنْ وَلِيٍّ غَيْرَ مُنْتَصِرٍ		بِهٖ وَلَا مِنْ عَدُوٍّ غَيْرَ مُنْقَصِمِ

عطف علی من یکن۔ ولیہ قرب منہ والمراد بہ کل مومن تقی راسخ فی الدین ومن فی الموضعین زائدۃ وغیر بالجر صفۃ ولی وبالرفع خبر مبتدء محذوف وبالنصب علی انہ المفعول الثانی لتری۔ والانقصام بالقاف وھو الروایۃ الانکسار فوق الانفصام بالفاء ای الانکسار مع البینونۃ۔

ترجمہ۔ اور تو ہرگز نہیں دیکھے گا کسی آپ کے دوست کو کہ اُس کو آپ کی مدد نہ پہنچی ہو اور نہ تو اُن کا کوئی ایسا دشمن دیکھے گا کہ اُس کو شکست فاش نہ پہنچی ہو۔

اَحَلَّ اُمَّتَهٗ فِيْ حِرْزِ مِلَّتِهٖ		كَاللَّيْثِ حَلَّ مَعَ الْاَشْبَالِ فِيْ اَجَمِ

احلہ انزلہ۔ والمراد بالامۃ الامۃ الایجابیۃ۔ والحرز الموضع الحصین۔ والاشبال جمع شبل وھو ولد الاسد

ترجمہ۔ آپ نے اپنی اُمت اجابۃ کو اپنے دین کے مضبوط و مستحکم قلعہ میں اُتارا اب اُنکو کوئی مغلوب و مقہور نہیں کرسکتا جیسا کہ شیر اپنے بچہ کو لیکر اپنے بیشہ میں فروکش ہوتا ہے کہ کسی کا مقدور نہیں کہ اُن کو وہاں ستا سکے۔

كَمْ جَدَّلَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ مِنْ جَدِلٍ		فِيْهِ وَكَمْ خَصَمَ الْبُرْهَانُ مِنْ خَصِمِ

کم خبریۃ او استفہامیۃ مفعول۔ وجدلت ای القت علی وجہ الارض۔ والمراد بکلمات اللہ القرآن المجید وجدل بکسر الدال صفۃ مشبہۃ شدید الخصومۃ۔ وضمیر فیہ للنبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ وخصمہ ای غلبہ بالخصومۃ ومن فی الموضعین زائدۃ وخصم کجدل لفظاً و معنیً۔

ترجمہ۔ اور بہت دفعہ کلام مجید نے خاک مذلت پر ڈال دیا اُس شخص کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں جھگڑا کیا اور اُن کی نبوت کا انکار کیا۔ اور بہت دفعہ غالب ہوئیں دلائل آپ کی نبوت و رسالت کے منکر شدید الخصومۃ پر۔ خلاصہ یہ کہ منکرین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے باوجودیکہ بڑے فصیح و بلیغ اور بڑے جھگڑے جیت تھے مگر اقصر سورت قرآن کا بھی جواب نہ دے سکے۔

كَفَاكَ بِالْعِلْمِ فِي الْاُمِّيِّ مُعْجِزَةً		فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَالتَّاْدِيْبِ فِي الْيُتُمِ

الخطاب عام۔ والباء زائدۃ۔ والامی الذی لا یقرء ولا یکتب لقب بہ صلی اللہ علیہ وسلم اما لانہ

نسب الی امه و وجد التربیة منها لا من والده۔ او لانه منسوب الی ام القری وہی مکة شرفها اللہ تعالیٰ او لانه منسوب الی امة العرب لانهم کانوا لا یکتبون ولا یقرؤن بین الامم۔ ومعجزة تمیز من نسبة کفی الی العلم ای کفاک معجزة العلم فی الامی۔ وقوله فی الجاهلیة ای فی زمان لا یوجد فیه من یکتب منه العلم والتادیب بالرفع عطف علی محل العلم و بالجر عطف علی لفظه ای کونه مودبًا۔ والیتم کعنق بے پدر شدن۔

ترجمہ۔ ای مخاطب تجکو درباب معجزہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ کا ہر طرح کا علم باوجودیکہ آپ اُمّی و ناخواندہ محض تھے کافی ہے اور نیز یہ کہ آپ بحالت یتیمی کے نہایت باادب تھے یعنی اگر اور دلائل و براہین بیشمار سے قطع نظر کرکے بعین انصاف ملاحظہ کیا جاوے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے ایک قوم ناخواندہ و محض جاہل میں تربیت پائی اور کبھی اپنی قوم سے جُدا ہوکر کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی اور کسی ادیب سے ادب نہیں سیکھا اور باایں ہمہ تمام علوم سے کمال آگاہ اور ہر طرح کے ادب سے واقف بلکہ موجد تھے اور ہر طرح کے فضائل حمیدہ و شمائل پسندیدہ سے متصف تھے تو منصف شخص یقین کرلے گا کہ یہ علم لدنی اور یہ اخلاق و آداب محض تعلیم ربانی ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ آپ نے فرمایا ادبنی ربی فاحسن تادیبی پس لحاظ مذکورہ تصدیق نبوت کے لئے کافی ووافی ہے۔

خَدَمْتُهٗ بِمَدِيحٍ اَسْتَقِيلُ بِهٖ	ذُنُوْبَ عُمْرٍ مَضٰی فِی الشِّعْرِ وَالْخِدَمِ

المدیح ما یمدح به۔ والمراد به هذه القصیدة او اعم منها۔ والاستقالة طلب العفو اذ الاقالة العفو۔ وضمیر به للمدیح والمراد بالشعر ههنا المصدری ای الاتیان بالکلام الموزون المقفی۔ والخدم کعنب جمع خدمة ای خدمة ابناء الدنیا۔

ترجمہ۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بذریعہ مدح و نعت خدمت کی کہ میں اُس کے ذریعہ سے اُس عمر کے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں جو شعر گوئی اور ارباب دنیا کی خدمت میں اور مدح و ثنا میں گذاری حالانکہ یہ امر سخت ممنوع ہے۔

اِذْ قَلَّدَانِیْ مَا تُخْشٰی عَوَاقِبُهٗ	كَاَنَّنِیْ بِهِمَا هَدْیٌ مِّنَ النَّعَمِ

علة لحصول الذنوب باشتغال الشعر وخدمة الامراء وضمیر التثنیة لهما۔ والهدی۔ ما یهدی الی الحرم وتقلید البدنة ان یربط علی عنقها کسرة نعل ونحوها لیعلم انها بدنة فلا یتعرض لها احد۔ والنعم المال من ذوات الاربع واکثر ما یقع الاستعمال علی الابل۔

ترجمہ۔ اس واسطے کہ اُس شعر اور خدمت نے میری گردن میں ایسا قلادہ ڈالدیا ہے کہ جس کا انجام میرے حق میں خوفناک ہے گویا میں ان دونوں کے سبب شتر قربانی ہوں جو قربان گاہ کی طرف لیجایا جا رہا ہو یعنی جیسا شتر قربانی کی گردن میں ہار ڈالدیا جاتا ہے اور وہ شتر اس سے غافل ہوتا ہے کہ یہ میری ذبح

Marfat.com

کی نشانی ہے ایسا ہی میرا حال ہے کہ ان دونوں قبائح مذکورہ کا ہار میری گردن میں میری ہلاکت کی نشانی ہے اور میں اُس سے غافل ہوں۔

حَصَلْتُ اِلَّا عَلَى الْاٰثَامِ وَالنَّدَمِ	اَطَعْتُ غَیَّ الصِّبَا فِی الْحَالَتَیْنِ وَمَا

الغی ضلالۃ۔ وارد بالحالتین حالتی الشعر والخدم۔ ویقال حصل علیہ ای بقی علیہ وقیل وصل الیہ و الصبا بالکسر مقصورًا من صبا یصبو صبوۃ وصبوا ای مال الی الجہل والفتوۃ۔

ترجمہ۔ میں نے کودکی وجہالت ایام شباب کی دونوں حالتوں شعر گوئی وخدمت اہل دنیا میں تابعداری کی سو اس سے مجکو سوائے گناہان وپشیمانی کے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہوا۔

لَمْ تَشْتَرِ الدِّیْنَ بِالدُّنْیَا وَلَمْ تَسُمِ	فَیَا خَسَارَۃَ نَفْسٍ فِیْ تِجَارَتِہَا

الفاء للتفریع۔ وفی روایۃ۔ باضافۃ نفس الی یاء المتکلم۔ والمنادی محذوف ای یاقوم انظروا واعتبروا خسارۃ نفسی۔ وقیل المنادی ہو خسارۃ نفسی ای تعالی یعجبوا منک وفی امرک۔ ونداء غیر العقلاء شائع۔ ولم تسم ای لم تصر طالبًا لشراءہا ایضًا۔

ترجمہ۔ سوائے خسارت زیاں کاری تجارت نفس تو حاضر ہو کہ یہ تیرا وقت ہے۔ یعنی اس سے زیادہ کیا زیاں کاری ہوگی کہ تونے دین کو دنیا کے عوض میں خرید نہ کیا بلکہ ارادۂ خرید بھی نہ کیا۔

یَبِنْ لَہُ الْغَبْنُ فِیْ بَیْعٍ وَّفِیْ سَلَمِ	وَمَنْ یَّبِعْ اٰجِلًا مِنْہُ بِعَاجِلِہٖ

حال من فاعل لم تشتر۔ والآجل الآتی بعد اجل والمراد بہ الآخرۃ۔ وضمیر منہ لمن وکذا ضمیر عاجلہ مدخول الباء ہو الثمن۔ والعاجل الواصل عن عجل والمراد بہ الدنیا۔ ویبن جزاء الشرط ای یظہر۔ والسلم ہو تعجیل الثمن مع تاجیل المثمن۔

ترجمہ۔ اور جو شخص اپنی آخرت کو اپنی دنیا کے عوض بیچ ڈالے تو اُس کو اُس بیع میں جہاں ثمن اور مبیع دونوں موجود ہوں اور جہاں ثمن موجود اور مبیع موعود ہو جسے ہندی میں بدھنی کہتے ہیں دونوں صورتوں میں ٹوٹا اور خسارت ظاہر ہوں گی یعنی جو شخص دنیا کو حاصل کرے اور آخرت کو چھوڑے گا وہ ہر حال میں خسارے میں رہے گا واقعی اللذائذ کثیرہ باقیہ واقعیہ آخرت کو بعوض لذائذ قلیلہ فانیہ دنیا بیچنا سراسر خسارت ہے

مِنَ النَّبِیِّ وَلَا حَبْلِیْ بِمُنْصَرِمِ	اِنْ اٰتِ ذَنْبًا فَمَا عَہْدِیْ بِمُنْتَقِضٍ

اصلہ آتی من الاتیان سقط الیاء بالجزم۔ یقال اتاہ ای فعلہ۔ واختارہ صیغۃ المضارع لاحضار الصورۃ

ترجمہ۔ اگر میں گناہ کر رہا ہوں تو کیا ہے میرا ذمہ شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ٹوٹنے والا نہیں ہے اور نہ میری اُمید کی رسی کٹنے والی یعنی میں بسبب ارتکاب جرائم حضرت کی شفاعت سے نا اُمید نہیں ہوں

Marfat.com

کیونکہ میرے نزدیک مرتکب کبیرہ کافر نہیں ہوتا۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعتی لاہل الکبائر۔

فَاِنَّ لِی ذِمَّۃً مِنْہُ بِتَسْمِیَتِی	مُحَمَّدًا وَّھُوَ اَوْفَی الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ

الذمۃ العہد۔ واوفی صیغۃ التفضیل من الوفاء۔ وفیہ اشارۃ الی ما رواہ ابن عباسؓ من انہ اذا کان یوم القیامۃ نادی منادٍ الا لیقم من اسمہ محمد او احمد ولیدخل الجنۃ کرامۃً لمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

ترجمہ۔ وجہ نہ ٹوٹنے ذمہ شفاعت کی یہ ہے کہ تحقیق مجکو عہد وپیمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلیئے حاصل ہے کہ میرے پدر نے میرا نام محمد رکھا اور حدیث شریف میں وارد ہے کہ جس کا نام محمد ہو گا وہ دوزخ میں نہیں جاوے گا۔ اور یہاں خیال عہد شکنی ممکن نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفائے عہد میں تمام خلق سے بہت بڑے ہوئے ہیں۔

اِنْ لَّمْ تَکُنْ فِیْ مَعَادِیْ اٰخِذًا بِیَدِیْ	فَضْلًا وَّاِلَّا فَقُلْ یَا زَلَّۃَ الْقَدَمِ

فضلا ای تفضلا بلا استحقاقٍ منی وہو تمیز والا بتشدید اللام العہد۔ وفی بعض الروایات الا بغیر التنوین بمعنی ان لم یکن کذلک۔

ترجمہ۔ صورت اوّل اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براہ فضل وکرم واز روئے عہد جو آپ نے ہمنام کی مغفرت کا وعدہ فرمایا ہے۔ میری دستگیری آخرت میں نہ فرمائیں گے تو تو اپنی قسمت کو رو اور کہہ کہ افسوس میری لغزش قدم پر کہ کیوں اعمال صالحہ نہ کیئے۔ یعنی اس وقت میری بدنصیبی نہایت درجہ کو پہنچ گئی ہے۔ اور صورت دوم کے یعنی جبکہ الا بمعنی ان لم یکن کذلک کے لیئے جاویں تو شراح نے بہت سی توجیہات کی ہیں جن میں کوئی بھی تکلفات سے خالی نہیں ہے۔ مولانا عصام الدین الاسفرائی کہتے ہیں کہ مصرع اول اس شعر کا شرط ہے اور اُس کی خبر بیت مقدم ہے یعنی فان لی ذمۃ الخ والا بمعنی ان لم یکن کذلک کے یہ معنی ہیں کہ اگر کوئی عہد وپیمان کام نہ آیا تو بول اُٹھ کہ افسوس میری لغزش قدم پر۔ اور دوسرے شارح یہ کہتے ہیں کہ الا بمعنی مذکورہ کون یعنی ان لم یکن لی ذمۃ منہ شرط اول پر معطوف ہے اور فقل یا زلۃ القدم دونوں شرائط کے جزا ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں کہ لفظ والا زائد ہے جیسا قاموس میں ہے کہ کبھی لفظ الا کلام عرب میں زائد بھی آتا ہے حاصل یہ ہے کہ صورت اول بے تکلف درست ہے اور صورت دوم تکلفات سے خالی نہیں ہے۔

حَاشَاہُ اَنْ یُّحْرَمَ الرَّاجِیْ مَکَارِمَہٗ	اَوْ یَرْجِعَ الْجَارُ مِنْہُ غَیْرَ مُحْتَرَمِ

حاشاہ حاشہ وقد یستعمل للتنزیہ والمعنی انزہہ صلی اللہ علیہ وسلم تنزیہا۔ ویحرم بضم الیاء وکسر الراء والراجی مفعولہ وفاعلہ مکارمہ۔ ویجوز یحرم مجہولا والراجی مفعول مالم یسم فاعلہ مکارمہ منصوب بنزع

الخافض ای من مکارمہ۔ والجار من یستجیر بہ صلی اللہ علیہ وسلم وضمیر منہ لہ علیہ السلام وغیر محترم حال من الجار۔

ترجمہ۔ خداوند تعالیٰ شانہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منزہ کر دیا ہے اس عیب سے کہ آپ کا امیدوار آپ کے مکارم وعطایا سے محروم کیا جاوے اور بھی اس خلل سے پاک کر دیا ہے کہ آپ کا مدد چاہنے والا آپ کی درگاہ سے غیر موقر وغیر محترم ناکامیاب واپس آئے بلکہ ہمیشہ کامیاب ومحترم ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ حضرت دستگیری نہ فرماویں تو بیشک محل خوف عظیم ہے مگر یہ خوف نہایت بعید ہے کیونکہ آپ کی ذات مقدس سراسر چشمۂ فیض ہے جہاں سے کوئی امیدوار ناکام واپس نہیں آتا۔ آمنا وصدقنا۔

وَمُنْذُ اَلْزَمْتُ اَفْكَارِىْ مَدَائِحَهُ	وَجَدْتُهُ لِخَلَاصِىْ خَيْرَ مُلْتَزِمِ

منذ ظرف زمان بمعنی اول المدۃ مفعول فیہ لوجدت۔ وخیر ملتزم مفعول ثان لہ وہو بکسر الزاء۔

ترجمہ۔ اور جب سے میں نے تعریفات حضرت نبوی اپنے افکار کو لازم کر دی ہیں یعنی اُس وقت سے کہ میں اپنے افکار سے سوائے تعریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کچھ کام نہیں لیتا ہوں اور اسی میں لگائے رکھتا ہوں تو میں نے اُس کو اپنی نجات کے لئے نہایت عمدہ مصاحب اور ضامن پایا ہے۔

وَلَنْ يَّفُوْتَ الْغِنٰى مِنْهُ يَدًا تَرِبَتْ	اِنَّ الْحَيَا يُنْبِتُ الْاَزْهَارَ فِى الْاَكَمِ

الغنی بکسور او مقصور الیسار فاعل یفوت ومنہ ای من النبی صلی اللہ علیہ وسلم متعلق بکائنا حال من الغنی ویدا مفعول لیفوت و تربت افتقرت ولصقت بالتراب صفۃ یدا۔ والحیا المطر۔ والاکم جمع اکمۃ وہی الربوۃ۔

ترجمہ۔ وہ تونگری جو بذریعۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہوگی وہ ہرگز کسی ہاتھ کو خالی ومحتاج نہیں چھوڑے گی بلکہ سب کو مالامال کر دے گی۔ کیونکہ آپ کا فیض مثل عام باراں کے ہے جیسا باران مذکور زمینہائے لائق زراعت کو جس میں اُس کا پانی بخوبی ٹھہرتا ہے تروتازہ کرتا ہے اور طرح طرح کے میوے اور غلّہ پیدا کرتا ہے ایسا ہی وہ ٹیلوں اور پشتہائے بلند کو جس میں پانی نہیں جمع رہ سکتا اپنے فیض سے محروم نہیں رکھتا بلکہ اُن پر بھی اقسام وانواع کے گل وشگوفہ اُگاتا ہے۔ ایسا ہی فیض عام فخر انام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر کسی کو پہنچتا ہے حسب حوصلہ۔ جب یہ حال ہے تو کوئی ناامید کیوں ہو

وَلَمْ اُرِدْ زَهْرَةَ الدُّنْيَا الَّتِىْ اقْتَطَفَتْ	يَدَا زُهَيْرٍ بِمَا اَثْنٰى عَلٰى هَرِمِ

زہرۃ الدنیا مستندا تہا۔ وفی ایراد الیدین اشارۃ الی کمال حرصہ علی الدنیا والعائد محذوف ای اقتطفتہ وزہیر بن ابی سُلمی المزنی نسبۃ الی مزینۃ بنت کلب ام عمرو احد شعراء القصائد السبع المعلقات۔

ترجمہ۔ اور میں جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح وثنا سے تازگی وخوبی دنیا کا جس کو دونوں

Marfat.com

ہاتھوں زہیر بن ابی سلمیٰ شاعر نامور نے بسبب تعریف ہرم بن سنان المری کے حاصل کیا ارادہ نہیں کیا۔ بلکہ مقصود اعظم میرا حصول درجات آخرت بذریعۂ شفاعت نبوی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ	سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

الخلق بمعنی المخلوق۔ وفی روایۃ الرسل بدل الخلق۔ واللیاذ الالتجاء العمم محرکۃ التام۔

ترجمہ۔ اے بزرگترین مخلوقات یا اے بہترین رسل بوقت نزول حادثۂ عظیم وعام کے آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کی میں پناہ میں آؤں۔ صرف آپ ہی کا بھروسہ ہے۔

وَلَنْ یَّضِیْقَ رَسُوْلَ اللّٰہِ جَاھُکَ بِیْ	اِذَا الْکَرِیْمُ تَحَلّٰی بِاسْمِ مُنْتَقِمِ

حال من فاعل الوذ او عطف علی مالی۔ ورسول اللہ منصوب علی النداء۔ والجاہ من الوجاہۃ وہی رفعۃ القدر یقال رجل وجیہ۔ وتحلی بالحاء المہملۃ اتصف وبالجیم ظہر او انکشف۔ وفی ایراد الکریم اطماع بان الکریم اذا ماسب تسامح۔

ترجمہ۔ اور ہرگز تنگ نہ ہوگا عرصۂ قدر ومنزلت آپ کا ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب شفاعت میری کے اُس وقت کہ خداوند کریم بصفت منتقم جلوہ فرما ہوگا۔ یعنی آپ بروز قیامت بشمار مؤمنین مجرمین کی شفاعت فرماویں گے۔ مجھ بیکس وغریب کی شفاعت آپ کو کیا دشوار ہوگی ؎

چہ کم گردد ای صدر فرخندہ پی + ز قدر رفیعت بدرگاہ حی
کہ باشند مشتی گدایان خیل + بمہمان دار السلام از طفیل

اور وجہ تنگ نہ ہونے میدان شفاعت اگلے شعر میں ہے۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَھَا	وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

تعلیل لقولہ لن یضیق۔ ومن التبعیض متعلق بکائن خبر ان وعلم اللوح مفعولہ۔

ترجمہ مجھ سے محتاج کی شفاعت آپ کو اس لئے دشوار نہیں ہے کہ بیشک دنیا اور اُس کی سوت جس کا دنیا کے ساتھ جمع ہونا محال ہے منجملہ آپ کی عطا کے ہے نہ آپ ہوتے نہ دنیا وآخرت پیدا ہوتی قال اللہ تعالیٰ لولاک لما اظہرت الربوبیۃ ولولاک لما خلقت الافلاک اور منجملہ آپ کے علوم ومعلومات کے علم لوح وقلم ہے۔ جب آپ کی وسعت جاہ کا یہ حال ہے تو مجھ جیسے بے قدر کی شفاعت آپ کو کیا دشوار ہے۔

یَا نَفْسُ لَا تَقْنَطِیْ مِنْ زَلَّۃٍ عَظُمَتْ	اِنَّ الْکَبَائِرَ فِی الْغُفْرَانِ کَاللَّمَمِ

اللمم بفتحتین الصغیرۃ من الذنوب۔

ترجمہ۔ ای میرے نفس اُس گناہ کے سبب جو بڑا ہے عفو سے نا اُمید مت ہو کیونکہ بیشک گناہان کبیرہ در باب بخشش مثل صغیرہ ہیں جب دریائے الطاف وکرم جوش زن ہوتا ہے سب گناہانِ کبیرہ و صغیرہ آب بُرد ہو جاتے ہیں۔

لَعَلَّ رَحْمَۃَ رَبِّیْ حِیْنَ یَقْسِمُھَا	تَأْتِیْ عَلٰی حَسَبِ الْعِصْیَانِ فِی الْقِسَمِ

القسم بکسر القاف جمع قسمۃ۔

ترجمہ۔ امید ہے کہ میرے پروردگار غفار کی رحمت جب وہ اُس کو اپنے بندوں پر تقسیم کرے گا تو وہ رحمت بقدر گناہان حصہ میں آوے گی۔ جتنے گناہ زائد ہوں گے اُسی قدر رحمت الٰہی گنہگار پر زائد ہو گی۔ وللہ در القائل ؎

پیشِ عفوش قلتِ تقصیر ماست + عفو بے اندازہ میخواہد گناہ بیحساب

وما احسن ما قیل ؎

نصیب ماست بہشت ای خدا شناس برو + کہ مستحق کرامت گناہگارانند

قال اللہ تعالیٰ غلبت رحمتی علی غضبی۔ رباعی۔

زاہد بکرم ترا چو ما نشناسد + بیگانہ ترا چو آشنا نشناسد
گفتی کہ گنہ مکن بیندیش ز من + این را بکسے گو کہ ترا نشناسد

رباعی

من قاعدۂ رحمت او میدانم + من طور عطائی او نکو میدانم
لطف و کرمش عاشق حسنِ گنہ است + من عادتِ آن بہانہ جو میدانم

رباعی

زاہد نہ کند گنہ کہ قہاری تو + ما غرق گناہیم کہ غفاری تو
او قہارت خواند ما غفارت + یارب بکدام نام خوشداری تو

یَا رَبِّ فَاجْعَلْ رَجَائِیْ غَیْرَ مُنْعَکِسٍ	لَدَیْکَ وَاجْعَلْ حِسَابِیْ غَیْرَ مُنْخَرِمِ

سقط الیاء من ربی اکتفاءً بالکسرۃ۔ والانخرام الانقطاع۔ وجواب النداء محذوف واجعل عطف علیہ ای اذا سمعت ندائی ودعائی فاجعل رجائی الخ ومعنی واجعل حسابی غیر منخرم ای اجعل ما قدرتہ لی من الکرامۃ والقرب متصلا غیر مقطوع۔ ویجوز ان یکون الحساب من الحسبان یعنی پنداشت وگمان من۔

ترجمہ۔ خداوندا جب میں نے تجھ سے دعا والتجا کی تو میری اُمید اپنے نزدیک رد مت کر اور جو تونے

براہ فضل وکرم میرے لئے مقرر فرمایا ہے یا میرے گمان رحمت کو جو تجھ سے میرے دل میں ہے منقطع نہ فرما۔

والطف بعبدک فی الدارین ان لہ	صبرا متی تدعہ الاھوال ینھزم

ترجمہ۔ اور اپنے بندے پر دونوں جہانوں میں لطف فرما کیونکہ وہ نہایت ضعیف ہے اور اُس کا صبر ایسا کمزور ہے کہ جس وقت اُس کو سختیاں اور مصیبتیں اپنے مقابلے کے لئے بلاتی ہیں تو میرا صبر بھاگ جاتا ہے اور اُن سے مقابلہ نہیں کرسکتا پس وہ قابل رحم ہے۔

وائذن لسحب صلوۃ منک دائمۃ	علی النبی بمنھل ومنسجم

عطف ماھو المتیقن القبول علی ما ھو مرجو الحصول وجعلھا فی سلک واحد رجاء لقبول الادعیۃ المطلوبۃ۔ ومعنی ایذن ای مر من الاذن۔ ودائمۃ صفۃ بعد صفۃ لسحب ان قرئ بالجر او حال ان قرئ منصوبا۔ والانسجام السیلان بالشدۃ۔

ترجمہ۔ اور رحمت دائمہ کے ابروں کو اجازت فرما کہ وہ جناب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہمیشہ ریزاں و برستے رہیں۔

والآل والصحب ثم التابعین فھم	اھل التقی والنقی والحلم والکرم

عطف علی النبی۔ والتابعی کل مسلم لقی صحابیا واھل التقی الخ صفۃ للمجموع۔ التقی التقوی والنقی النظافۃ

ترجمہ۔ اور آل و اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پھر اُن لوگوں پر جو اُن سے ملے ہیں جو سب صاحبان تقوی اور حلم وکرم ہیں۔

ما رنحت عذبات البان ریح صبا	واطرب العیس حادی العیس بالنغم

ما بمعنی ما دام۔ والترنح التمایل۔ والعذبات جمع عذبۃ وھی الغصن۔ وصبا ریح مھبھا المستوی مطلع الشمس اذا استوی اللیل والنھار۔ والعیس بالکسر الابل البیض یخالط بیاضھا شئ من الشقرۃ ای الحمرۃ والحادی السائق بالغناء۔ والنغم کعلم جمع نغمۃ وھی الصوت الموزون۔ والمراد بالتعلیق التابید لانہ اذا علق شئ بما لہ امتداد یراد بہ التابید لا الانتھاء بانتھائہ۔

ترجمہ۔ یہ ابرہائے رحمت بزرگواران ممدوح پر اُس وقت تک برستے رہیں جب تلک شاخہائے درخت بان کو باد شرقی یعنی پروا ہلاتی رہے۔ اور جب تلک کہ حدی خوان شتران سفید رنگ مائل بسرخی کو بذریعہ اپنے مضمون کے خوش کریں یعنی ہمیشہ۔ تم بحمد اللہ وحسن توفیقہ الشرح المسمی بعطر الوردہ فی شرح البردہ عجائب برکات وحسن اتفاقات اس قصیدہ علیہ سے یہ ہے کہ جیسے اُس کے ابتدا میں لفظ امن پیدا ہو گیا تھا ایسے ہی انتہا اُس کی لفظ طرب پر ہوئی اور یہ

Marfat.com

بشارت ہے قاریانِ قصیدہ کے لئے کہ وہ برکت اس نظم کے ہمیشہ آفاتِ دہر سے مامون اور مصئون اور تمام اوقات اُن کے عیش و طرب سے مشحون رہیں گے۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ سید المرسلین و رحمۃ للعالمین وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واتباعہ اجمعین الیٰ یوم الدین ✣

خاتمۃ الطبع

قال العاصی المترجم عفا اللہ عنہ داعیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا مِثْلُ اَحْمَدَ فِی الْوُجُوْدِ کَرِیْمًا — کَهْفُ الْوَرٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا
لِنَجَاتِنَا یَوْمَ النُّشُوْرِ زَعِیْمًا — مَنْ قَالَ فِیْهِ اِلٰهُنَا تَعْظِیْمًا

صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

مَنْ اَخْجَلَ الْقَمَرَیْنِ نُوْرُ جَمَالِهٖ — وَاَذَلَّ جَبَّارَ الْعِدٰی بِجَلَالِهٖ
فَاقَ الْاَنَامَ بِفَضْلِهٖ وَكَمَالِهٖ — حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِهٖ وَفِعَالِهٖ

صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اَسْرَی الْاِلٰهُ بِهٖ فَنَالَ مُكَرَّمًا — مِنْ قَابِ قَوْسَیْنِ الْمَحَلَّ الْاَعْظَمَا
وَبِسِرِّهٖ اَوْحٰی اِلَیْهِ وَسَلَّمَا — وَحَبَاهُ نِعْمَةَ قُرْبِهٖ وَتَكَلَّمَا

صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

مَنْ صَاحِبُ الْخُلُقِ الْمُعَظَّمِ غَیْرُهٗ — مَنْ صَاحِبُ الْقَدْرِ الْمُفَخَّمِ غَیْرُهٗ
مَنْ صَاحِبُ الْجَاهِ الْمُكَرَّمِ غَیْرُهٗ — مَنْ صَاحِبُ الْقُرْبِ الْمُسَلَّمِ غَیْرُهٗ

صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

مَاذَا یَقُوْلُ الْوَاصِفُوْنَ لِشَانِهٖ — اَثْنٰی عَلَیْهِ اللّٰهُ فِیْ قُرْاٰنِهٖ
فَالْیَوْمَ لِلْمَمْنُوْنِ مِنْ اِحْسَانِهٖ — اَبَدًا یَقُوْلُ بِقَلْبِهٖ وَلِسَانِهٖ

صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

صَلُّوْا عَلَی الصَّدْرِ الْاَمِیْنِ الْمُجْتَبٰی — صَلُّوْا عَلٰی شَمْسِ الضُّحٰی بَدْرِ الدُّجٰی
صَلُّوْا عَلَی الْغَوْثِ الشَّفِیْعِ الْمُرْتَضٰی — صَلُّوْا عَلٰی رُوْحِ النَّبِیِّ الْمُصْطَفٰی

Marfat.com

صلّوا علیه وسلّموا تسلیما

فجزاه ربّ العرش خیر جزائه
وجلا دیاجی شرکهم بضیائه
هو فی عظیم بلائه وعنائه
قل کیف نشکره علی آلائه

صلّوا علیه وسلّموا تسلیما

نال الوسیلة والفضیلة والعلا
وازداد من کبری الشفاعة منزلا
واحتاز محمود المقام مبجّلا
وعلا علی کلّ البریّة واعتلا

صلّوا علیه وسلّموا تسلیما

یا راحلین إلی دیار المصطفی
بالله مهما زرتم خیر الوری
طوبی لکم إذ فزتم کلّ المنی
من مذنب قد شفّه طول النوی

صلّوا علیه وسلّموا تسلیما

قولوا له یا کهف عبدک مذنف
وعلی فوات حضورکم متأسّف
بالروح من فرط الصبابة متلف
ویقول ودّو علی الجنبة مشرف

صلّوا علیه وسلّموا تسلیما

لله أیّام مضت فی ذا الحمی
وإذا حرمنا عن دیار المصطفی
قد فزت فیه بما له أرب المنی
لا بدّ أن یهدی إلیه من هنا

صلّوا علیه وسلّموا تسلیما

إذ أنّ جذع فی هواه من النوی
لا غرو إن جزع الکئیب المبتلی
والظبی حنّ إلیه أجمل اشتکی
ویقول من فرط الصبابة والجوی

صلّوا علیه وسلّموا تسلیما

قد ضاعت الأوقات أین ضیعتی
إذ ضاق من کلّ الجوانب حیلتی
یا خیبتی یا خیبتی یا خیبتی
ما إن أری غیر الحبیب وسیلتی

صلّوا علیه وسلّموا تسلیما

ہر قسم کی دینی مذہبی کتابیں اور علمائے دیوبند کی جملہ تصانیف ملنے کا پتہ
(مولوی) سید احمد مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند دیو

اسلام

یوں تو اُردو میں سیرت کے موضوع پر بہت کتابیں موجود ہیں۔ لیکن حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب مرحوم کی مشہور و معروف کتاب **اسلام** جن خصوصیات کی حامل ہے وہ اُردو کی دوسری کتبِ سیرت میں نہیں ملتیں۔ چاہِ زمزم کی نمود اور مکہ کی ابتداء سے ۱۱ھ نبوی تک کے حالات ایسی دلکشی اور حسنِ ترتیب کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ واقعات کا ربط اور طرزِ بیان کی سلاست پڑھنے والے کی دلچسپی کو پوری طرح اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔ نہ تو غیر ضروری تفصیلات سے کام لیا گیا ہے نہ بیجا اختصار سے عبارات کو تشنہ رکھا گیا ہے ایک معتدل پسندیدہ اور عام فہم انداز میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ، اس کی متعلقہ تفصیلات اور عمرانی و معاشرتی حالات پر عالمانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ واقعات مستند ہیں۔ تاریخی راست بیانی کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے۔ قبائل، ریاست، کفر و اسلام کی آویزشیں، جہاد و قتال کے اسباب و اثرات فتوحات اور ہزیمتیں، معراج و ہجرت، بیعت و تبلیغ، غزوات و سرایا۔ اس طرح کی تمام چیزیں ایسی خوبصورتی سے بیان کی گئی ہیں کہ صدیوں پہلے کا زمانہ نگاہِ تصور کو زندہ و تابندہ محسوس ہونے لگتا ہے بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ تین حصوں پر مشتمل یہ کتاب فدایانِ رسول کے لئے تحفہ خاص ہے۔ جس کا مطالعہ بہت سی ضخیم کتابوں سے بے نیاز کر دے گا۔ تازہ ایڈیشن روشن طباعت و کتابت اور سفید کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔

تینوں حصے یکجا مجلد ہیں جن پر خوبصورت گرد پوش نے (ڈسٹ کور) حسن صورت میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ **ہدیہ** سات روپے۔ آج ہی طلب فرما لیجئے۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار تکلیف دہ ہوگا۔

اصلاح الرسوم مدلل مکمل اردو

چونکہ اس زمانہ میں اکثر مسلمان شادی و غمی وغیرہ کی رسمیں ادا کرنے میں اس درجہ پابند ہو گئے ہیں کہ ان کی ادائیگی میں فرائض اور واجبات ترک ہو جائیں تو بلا سے ہو جائیں۔ مگر یہ رسوم اپنے معینہ مقررہ اوقات ہی پر ادا ہوں۔ مسلمانوں کو ان رسوم سے بچانے کیلئے حضرت الحاج مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جس میں پیدائش سے لیکر مرنے تک کی رسوم قبیحہ کا تذکرہ کر کے ان کی دینی و دنیوی خرابیوں پر کافی روشنی ڈال کر مسلمانوں کو اس بلا سے بچانے کی سعی مشکور فرمائی ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (۱/۸)

صحاح ستہ میں و دیگر ہر قسم کی دینی مذہبی درسی غیر درسی کتب یہ علماء دیوبند کی جملہ تصانیف و قرآن شریف ہر قسم ملنے کا پتہ

(مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند (یو۔پی)

ذخیرہ

Marfat.com

ذخیرہ

اسلام

یوں تو اُردو میں سیرت کے موضوع پر بہت کتابیں موجود ہیں۔ لیکن حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب مرحوم کی مشہور و معروف کتاب **اسلام** جن خصوصیات کی حامل ہے وہ اُردو کی دوسری کتبِ سیرت میں نہیں ملتیں۔ چاہِ زمزم کی نمود اور مکہ کی ابتداء سے سنہ نبوی تک کے حالات ایسی دلکشی اور حسنِ ترتیب کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ واقعات کا ربط اور طرزِ بیان کی سلاست پڑھنے والے کی دلچسپی کو پوری طرح اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں۔ نہ تو غیر ضروری تفصیلات سے کام لیا گیا ہے نہ بیجا اختصار سے عبارات کو تشنہ رکھا گیا ہے ایک معتدل پسندیدہ اور عام فہم انداز میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ، اس کی متعلقہ تفصیلات اور عمرانی و معاشرتی حالات پر عالمانہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ واقعات مستند ہیں۔ تاریخی راست بیانی کو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے۔ قبائل، ریاست، کفر و اسلام کی آویزشیں، جہاد و قتال کے اسباب و اثرات، فتوحات اور ہزیمتیں، معراج و ہجرت، بیعت و تبلیغ، غزوات و سرایا۔ اس طرح کی تمام چیزیں ایسی خوبصورتی سے بیان کی گئی ہیں کہ صدیوں پہلے کا زمانہ نگاہِ تصور کو زندہ و تابندہ محسوس ہونے لگتا ہے بلاخوف، تردید کہا جا سکتا ہے کہ تین حصوں پر مشتمل یہ کتاب فدایانِ رسول کے لئے تحفہ خاص ہے۔ جس کا مطالعہ بہت سی ضخیم کتابوں سے بے نیاز کر دے گا۔ تازہ ایڈیشن، روشن طباعت و کتابت اور سفید کاغذ پر چھاپا گیا ہے۔

تینوں حصے یکجا مجلد ہیں، جن پر خوبصورت گردپوش نے (ڈسٹ کور) حسن صورت میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔ **ہدیہ** سات روپے۔ آج ہی طلب فرما لیجئے۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار تکلیف دہ ہو گا۔

اصلاح الرسوم مدلل مکمل اُردو

چونکہ اس زمانہ میں اکثر مسلمان شادی و غمی وغیرہ کی سُنی سُنائی اور من گھڑت رسوم کے اس درجہ پابند ہو گئے ہیں کہ ان کی ادائیگی میں فرائض اور واجبات ترک ہو جائیں تو بلا سے ہو جائیں۔ مگر یہ رسوم اپنے معینہ مقررہ اوقات ہی پر ادا ہوں۔ مسلمانوں کو ان رسوم سے بچانے کیلئے حضرت الحاج مولانا تھانوی رحمہ اللہ کی تصنیف ہے۔ جس میں پیدائش سے لیکر مرنے تک کی رسوم قبیحہ کا تذکرہ کر کے اُن کی دینی و دنیوی خرابیوں پر کافی روشنی ڈال کر مسلمانوں کو اس بلا سے بچانے کی سعی مشکور فرمائی ہے۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (۱/۸)

علاوہ ازیں دیگر ہر قسم کی دینی مذہبی درسی غیر درسی کتب۔ حضرات علمائے دیوبند کی جملہ تصانیف و قرآن شریف ہر قسم ملنے کا پتہ (مولوی) **سید محمد مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند** (یو۔پی)

Marfat.com